رنگین تصاویر سے مزین

پیارے نبی ﷺ سے منسوب مدینہ منورہ کے تاریخی

مُقدّس کنویں اور پہاڑ

مؤلف / مولانا ارسلان بن اختر حفظہ اللہ

مُقدّس

کنویں اور پہاڑ

مَدینہ مُنوّرہ

مَدینہ مُنوّرہ میں موجود آقا ﷺ سے منسوب مُقدّس کنویں اور پہاڑ کی تاریخی اہمیت اور رنگین تصویری البم

مؤلف / مولانا ارسلان بن اختر حفظہ اللہ

نام کتاب : مدینہ منورہ کے مقدس کنویں اور پہاڑ — مؤلف : مولانا ارسلان بن اختر حفظہ اللہ

منتظم اعلیٰ : مولانا ابو دانیال نقاش — مطبع : میسرنز، احباب پریس

سن طباعت : اگست 2014ء — آرٹ ڈائریکٹر : نوشاد اختر

گرافک ڈیزائنر : محمد نعیم احمد، رضوان شیخ، محمود بلال — کمپوزنگ : محمد نسیم خان، نصیب احمد، محمد اسامہ

انچارج پروف ریڈر : حافظ مولانا عامر فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

ملنے کے پتے

ناشر: **مکتبہ ارسلان** قرآن محل مارکیٹ، دکان نمبر 6 اردو بازار کراچی
Mob: 0333-2103655 Email: maktaba.arsalan.com

عرض مؤلف
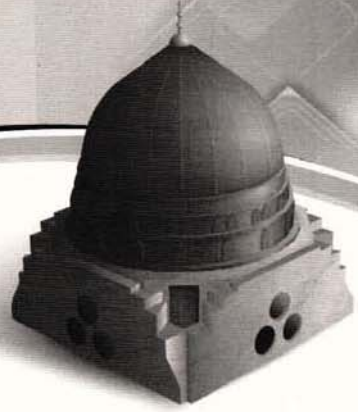
عرصہ دراز سے احقر کی یہ خواہش تھی کہ ایک کتاب ایسی تیار کی جائے جس میں آقا ﷺ سے منسوب مقامات کی تصاویر ہوں، چنانچہ اس موضوع پر احقر نے دو کتابیں لکھیں **1** تبرکات نبوی کا تصویری البم **2** آثار نبوی کا تصویری البم

جیسا کہ ان دونوں مذکورہ کتب کے نام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کتابوں میں پیارے نبی ﷺ سے منسوب مقامات کی تصاویر اور کچھ تفصیل ہے، ان کتب کے مارکیٹ میں آنے کے بعد کچھ احباب نے یہ تقاضا کیا کہ کوئی ایسی کتاب لکھیں جس میں مدینہ منورہ کے آثار کی مکمل تفصیل، تاریخ و تصاویر ہر زاویہ سے ہو، چنانچہ احقر نے مدینہ کے آثار پر کام کرنا شروع کیا تو کتاب کی ضخامت کی وجہ سے مدینہ کے مقدس کنویں اور پہاڑ والے باب کو علیحدہ سے کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا، جو کہ اس وقت آپ کے سامنے ہے۔

اب ''مدینہ کے آثار'' نامی کتاب کو ضخامت کی وجہ سے **4** جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

1 مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

2 مقدس کنویں اور پہاڑ (مدینہ)

3 مقدس مساجد (مدینہ)

4 مقدس قبرستان (مدینہ)

امید ہے کہ احقر کی یہ کتاب آپ کو ضرور پسند آئے گی، اس کتاب کے ساتھ ساتھ احقر نے عرصہ تین سال سے ''مکہ کے تاریخی مقامات'' اور ''قرآن کے تاریخی مقامات'' پر بھی کام شروع کیا ہوا ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ دونوں کتب جلد از جلد لکھنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے، اور اپنی بارگاہ میں ان کتب کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

العارض! خادم القرآن والسنۃ النبویہ

مولانا ارسلان بن اختر حفظہ اللہ

فہرست

باب نمبر:1

مدینہ منورہ کے مقدس کنویں

باب نمبر:2

مدینہ منورہ کے تاریخی پہاڑ

باب 1
مدینہ منورہ کے مقدس کنویں

مدینہ منورہ کے 26 تاریخی کنویں

مساجد کی طرح مدینہ منورہ میں بہت سے کنویں بھی ایسے تھے جن کا پانی ہمارے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔ ان کنوؤں کی تعداد مورخین نے تقریباً 26 تک بیان کی ہے۔ ان میں سے بعض کا پانی کھارا تھا، مساجد کی طرح اب وہ کنویں بھی محفوظ نہیں رہے، کچھ مرورِ زمانہ کی وجہ سے منہدم و معدوم ہو گئے، کچھ نئی تعمیرات کی زد میں آ کر ختم ہو گئے۔

غیر اقوام اپنے آثارِ قدیمہ کی حفاظت اور دیکھ بھال رکھتی ہیں، مگر افسوس! مسلمان اپنی تاریخی اور مقدس یادگاریں اپنے ہاتھوں سے ہی مٹا دیتے ہیں۔

تاریخ میں مدینہ طیبہ میں سات کنوؤں نے بہت ہی شہرت پائی ہے کیونکہ ان کا پانی سرکار دو جہاں ﷺ کی ذات بابرکات نے مختلف موقع پر استعمال فرمایا تھا۔

حدیث شریف کی کتاب دارمی میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مرض الموت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سات مختلف کنوؤں سے پانی کے سات مشکیزے لانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ خدمت اقدس میں مشکیزے پیش کئے گئے پھر نبی کریم ﷺ نے انہی سات مشکیزوں سے حیات طیبہ کا آخری غسل فرمایا اور پھر اس کے بعد آخری نماز کے لیے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف فرما ہوئے۔ اسی نسبت سے وہ کنویں سات متبرک کنویں کہلائے جن کو ابیار سبعہ کہتے ہیں۔

1. بئر اریس
2. بئر غرس
3. بئر بضاعہ
4. بئر بصّہ
5. بئر حاء
6. بئر عہن
7. بئر رومہ یا بئر عثمان رضی اللہ عنہ

یہ وہ مبارک اور تاریخی کنویں تھے کہ جن میں نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا، ان کا پانی نوش فرمایا اور دعا بھی فرمائی۔

لعاب مبارک ﷺ ایک ابدی معجزہ

سرور کائنات ﷺ کے بے شمار معجزات ہیں۔ یہاں پر موضوع کی مناسبت سے صرف آپ ﷺ کے لعاب مبارک کے معجزے کا ذکر کیا جاتا ہے جو کہ ابدی تھا اور پھر اس معجزے کے عجیب و غریب حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے تھے، جن کا مشاہدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دن رات کیا کرتے تھے۔ سرکار دو جہاں ﷺ کے لعاب مبارک کے بے شمار فضائل اور برکات ہیں صرف چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

1. حدیبیہ کے کنویں میں آپ ﷺ نے جب اپنا لعاب مبارک کنویں میں ڈالا تو کنویں میں اتنا پانی آ گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے اور ہمارے جانوروں نے پانی پیا اور اگر ہم ہزاروں کی تعداد میں بھی ہوتے تو سیراب ہو جاتے۔
2. غار ثور میں آپ ﷺ نے جب اپنا لعاب مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں لگایا تو سانپ کے ڈسنے کی تکلیف بالکل ختم ہو گئی۔
3. حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب مبارک آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگایا تو پھر زندگی بھر آپ رضی اللہ عنہ کو یہ تکلیف نہ ہوئی۔
4. سیدنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زخموں پر پیارے نبی ﷺ جب اپنا لعاب مبارک لگاتے ہیں تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے زخم بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح آپ ﷺ جب اپنا لعاب مبارک کنوؤں میں ڈالتے ہیں تو کھارے پانی میٹھے ہو جاتے ہیں اور جن میں پانی کم ہوتا وہ پانی سے لبریز ہو جاتے۔ ان کنوؤں میں سے اکثر کنویں عثمانی دور حکومت تک موجود تھے۔ بعد میں کچھ مسجد نبوی ﷺ کی آخری توسیع اور کچھ شہر مدینہ کی توسیع میں شامل ہو گئے اور کچھ کی ہم خود حفاظت نہ کر سکے جس کی وجہ سے وہ بھی ختم ہو گئے۔

اب صرف دو یا تین کنویں اس عظیم نبوی ﷺ دور کی یاد دلاتے ہیں۔ ان کے کچھ آثار موجود ہیں۔ تلاش کرنے سے مل سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان کے بابرکت پانی سے مستفیض نہیں ہوا جا سکتا، کیونکہ ان کو بھی باہر سے بند کر دیا گیا ہے۔

مدینہ کے اطراف میں موجود تاریخی کنویں
عربی زبان میں بئر کنویں کو کہتے ہیں اسی وجہ سے مکہ اور مدینہ کے اطراف میں موجود کنویں بئر کے نام سے ذکر کیے جاتے ہیں اسی وجہ سے ہم نے بھی تمام مشہور کنویں بئر کے عنوان سے لکھے ہیں
طریق الهجره
شاہراہ قبا
شاہراہ العوالی
الامارة
شاہراہ عنبر
المركزية
شاہرہ السلام
شاہراہ الملک عبدالعزیز
المركزية
شاہراہ ابو ذر
شاہراہ الملک فہد
شاہراہ سید الشہداء
شاہراہ سلطانہ
جبل سلع
جبل احد
کھیت
1 بئرعهن یا بئریسیره
2 بئر غرس
3 بئر اریس یا بئر الخاتم
مسجد قباء
4 بئر البُصَّه
5 بئر حاء باغ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ والا کنواں
6 بئر بضاعه
7 بئر رومه یا بئر عثمان رضی اللہ عنہ
جنوب
مغرب
مشرق
شمال
زیر نظر نقشہ میں مدینہ منورہ کے اطراف میں موجود کنویں کے مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے

1 بئر اریس یا بئر الخاتم یا بئر النبی ﷺ

عربی زبان میں بئر کنویں کو کہتے ہیں۔ مذکورہ کنویں کو اریس اس لیے کہا گیا کیونکہ یہ شام سے تعلق رکھنے والے ایک یہودی کسان اریس کے نام سے منسوب تھا۔ ''بئر الخاتم'' اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں رسول پاک ﷺ کی انگشتری مبارک گری تھی۔ اس کے علاوہ اسے بئر النبی یعنی رسول پاک ﷺ کا کنواں بھی کہا جاتا تھا۔ رسول پاک ﷺ کا اس کنویں پر جانا اور یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھنا صحیح مسلم کی روایت سے ثابت ہے۔

یہ تاریخی کنواں مسجد قباء سے مغربی جانب تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر ایک باغ میں تھا، اس کا پانی نہایت صاف اور شیریں تھا۔

یہ کنواں نویں صدی ہجری میں حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد دالاشراف کے قبضہ میں تھا۔ شروع میں یہ کنواں ایک یہودی کی ملکیت تھا جس کا نام ''اریس'' تھا پھر اس کنویں کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کے عامۃ المسلمین کے لیے خرید کر ہبہ کر دیا تھا۔

یہ کنواں میرے آقا ﷺ کے زمانہ میں بھی موجود تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کا پانی کھارا تھا۔ میرے آقا ﷺ نے دہن اقدس کا لعاب اس میں ڈالا جس کی برکت سے اس کا کھارا پانی میٹھے پانی میں تبدیل ہوگیا۔

ایک روایت میں ہے کہ محسن انسانیت ﷺ ایک مرتبہ اس کنویں پر تشریف فرما ہوئے، جب کہ ایک آدمی پانی نکال رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پانی کا ڈول طلب فرمایا۔ تھوڑا سا نوش کیا اور باقی پانی مع لعاب دہن مبارک کنویں میں ڈال دیا۔[1]

[1] وفاء الوفاء ج 321/2

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ یہ پختہ ارادہ کیا کہ آج دن بھر شاہ کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے آپ کی صحبت میں حاضر رہوں گا۔ اس ارادہ سے میں نے گھر ہی میں وضو کیا اور مسجد میں آ کر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ ابھی ابھی اس سمت یعنی قبا کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا کو دیکھتے ہوئے قبا پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ سید کائنات رحمت موجودات صلی اللہ علیہ وسلم بئر اریس پر جلوہ افروز ہیں۔ وہ کنواں باغ کی چار دیواری کے اندر واقع تھا۔ میں باغ کے دروازے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دربانی کا جذبہ لیے بیٹھ گیا۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے بعد وضو کیا اور کنویں کے اندر پاؤں مبارک لٹکا کر پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کر کے منڈیر پر بیٹھ گئے۔ میں نے خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر مؤدبانہ سلام عرض کیا اور پھر دروازہ کے پاس جا بیٹھا۔ اتنے میں کسی نے دستک دی۔ میں نے پوچھا: کون؟

جواب ملا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

میں نے عرض کیا: ٹھہریئے آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کرتا ہوں۔

میں دربار مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔

ارشاد ذی شان ہوا۔ انہیں آنے دیں اور جنت کی بشارت سنا دیں۔

میں نے تعمیل ارشاد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی اور اندر آنے کی اجازت دی تو وہ باغ میں داخل ہو کر کنویں پر تشریف لائے اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دائیں جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

میں پھر لوٹ کر دروازہ کے پاس جا بیٹھا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ کاش! میرا وہ بھائی بھی آ جاتا جسے میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا تاکہ وہ بھی اس بشارت سے مشرف ہو جائے۔ اسی اثناء میں دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ میں نے دریافت کیا: کون صاحب؟

جواب میں بتایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

میں نے ان سے عرض کیا: انتظار فرمائیں۔ آپ کی آمد کی اطلاع دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اطلاع دی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اجازت کے طلبگار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ انہیں جنت کی بشارت سنا دیں۔

میں نے اجازت کے ساتھ جنت کی خوشخبری سے مطلع کیا۔ وہ باغ میں تشریف لائے اور نبی صادق امین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بائیں جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے اور میں دربانی کے لیے دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور پھر وہی حسرت دل میں انگڑائی لینے لگی کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میرا وہ بھائی آ جاتا۔ اتنے میں پھر کسی نے دستک دی۔ میرے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی اجازت طلبی کی درخواست آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں آنے دیں اور جنت کی بشارت بھی سنا دیں۔ نیز انہیں ان فتنوں اور آزمائشوں سے بھی آگاہ کر دیں جن میں وہ مبتلا ہوں گے۔

میں نے انہیں جنت کی بشارت سنائی اور انہیں پیش آنے والے فتنوں سے بھی آگاہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ [1]

[1] بخاری شریف، مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ ج 516/1، مسلم شریف مناقب عثمان رضی اللہ عنہ ج 270/2

قدیم تصویر (1320ھ)

فوائد: بئر اریس کے اس تفصیلی واقعہ سے مندرجہ ذیل فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

1 اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جان دو عالم ﷺ کو بھی جنت پر اختیار دے رکھا ہے جسے چاہیں سند عطا فرمائیں۔ جیسے عشرہ مبشرہ کو نواز۔ (اور اللہ کے حکم سے ہی تھا)

2 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بلا اجازت اندر داخل نہیں ہوا کرتے تھے جو کمال ادب کی دلیل ہے۔

3 محبوب کا انداز بھی محبوب ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی یہی انداز اختیار کیا۔

4 بزرگوں کی خدمت میں تشریف لے جانے کے لئے گھر سے ہی باوضو جانا چاہیے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گھر سے ہی باوضو نکلے تھے۔

اسی کنویں کا دوسرا نام ''بئر خاتم'' بھی ہے، کیونکہ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی گری تھی جس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا۔ آپ کی وفات کے بعد یہ مہر والی انگوٹھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس رہی، ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس رہی، ان کی شہادت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہی، یہ مہر چاندی کی انگوٹھی میں کندہ تھی۔ طبرانی کی روایت میں ہے:

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو پینے کا پانی بہم پہنچانے کے لیے ایک کنواں کھدوایا۔ ایک مرتبہ آپ کنویں پر بیٹھے انگلی میں انگوٹھی گھما رہے تھے کہ انگوٹھی کنویں میں جا گری۔ لوگوں نے انگوٹھی کی تلاش کے لیے سارا پانی نکال دیا مگر اس کا کوئی سراغ نہ مل سکا جس کا آپ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ افسوس ہوا۔''

اریس کنواں پر قبہ بنا ہوا ہے، اس کنویں میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب ڈالا تھا جس کی برکت سے یہ میٹھا ہو گیا تھا، لوگ برکت سمجھ کر اس کا پانی لے جاتے تھے۔ حکومت سعودیہ نے اب اس کو بند کر دیا ہے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن میں آپ ﷺ کو ڈھونڈ رہا تھا، تلاش کیا تو میں نے آپ ﷺ کو اریس کنویں پر پاؤں لٹکائے پایا۔

مصنف جذب القلوب رقمطراز ہیں:

یہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ سال گزرنے کے بعد گری تھی اور اسی روز سے آپ کے خلاف فتنوں کا دور شروع ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی طرح اس انگوٹھی میں بھی راز پوشیدہ تھا۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں بھی ان کی انگوٹھی گم ہونے کے بعد زوال آنا شروع ہوا تھا۔

مختصر یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت میں چھ سال تک یہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔

یہ چھ سال کا عرصہ بڑے امن وامان کے ساتھ گزرا۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

اے عثمان! ایک دن یہ انگوٹھی تمہارے ہاتھ سے بئر اریس میں گرے گی۔

اس کے بعد تمہارے خلاف فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ چنانچہ ایک روز وہ انگوٹھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کنویں میں گر گئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ انگوٹھی گرنے کے وقت کنویں میں پانی کمر تک تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانی کے ساتھ مٹی تک نکلوادی اور تین دن تک اس کی تلاش جاری رکھی، مگر انگوٹھی کا پتہ نہ چلا۔ [1]

[1] حوالہ سنن ابی داؤد 67

بئر اریس نامی کنویں پر تعمیر کردہ قبہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گری تھی۔ یہ کنواں مسجد قباء سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلے پر دائیں طرف واقع ہے۔ اس کنویں کو بئر خاتم بھی کہتے ہیں۔ اب اس کو مسمار کر دیا گیا ہے۔

بئر اریس کی پیمائش اور موجودہ حالت

یہ کنواں مسجد قبا کے مغرب میں مسجد کے صدر دروازے سے ٹھیک 42 میٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ مورخ ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ نے کنویں کی پیمائش یوں بیان کی ہے۔ 21 فٹ گہرا اور 8 فٹ چوڑا۔ جبکہ پانی پانچ فٹ گہرا تھا اور جس منڈیر پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء بیٹھتے تھے وہ 4 فٹ بلند تھی۔

یہ کنواں ''عال'' ٹیلے کے نیچے قبلہ کی جانب تھا۔ اس کے اوپر والے حصہ پر رہائش تھی۔ اس لیے اس کا پانی خاصی گہرائی میں تھا اور اس کے پانی کی مقدار بارش کی کمی یا زیادتی پر منحصر تھی۔ بعد میں اس کی مزید کھدائی کر کے گہرائی ساڑھے آٹھ میٹر کر دی گئی تاکہ پانی کی مدار بڑھ جائے۔ [1]

کنویں کی تہہ تک اترنے کیلئے زینہ کس نے تعمیر کیا؟

714 ہجری (1317ء) میں کنویں کی تہہ تک اترنے کے لیے سیڑھیاں تعمیر کر دی گئیں۔ لیکن یہ زینہ کس نے تعمیر کرایا، اس معاملے میں مورخین میں اختلاف رائے ہے۔

کچھ کے خیال سے شیخ صفی الدین ابن ابوبکر ابن احمد السلامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تعمیر کرایا۔ جبکہ دوسروں کا خیال ہے کہ نجم الدین یوسف الرومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تعمیر کرایا جو امیر طفیل کے وزیر تھے۔ سطح آب کے پاس ایک تہہ خانہ بھی بنوا دیا گیا تاکہ لوگوں کو بیٹھنے میں آسانی ہو۔

[1] اخبار مدینہ

مدینہ کے قدیم رہائشیوں کا یہ کہنا ہے کہ بئر اریس اس سبیل کی جگہ پر واقع تھا اور بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ بئر اریس اس جگہ پر تھا جہاں فوارہ بنا دیا گیا ہے۔

مدینہ میونسپلٹی

مدینہ میونسپلٹی جس کی ملکیت میں یہ کنواں ہے اس کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اور مسجد قبا کے چوک کے درمیان میں ایک فوارہ بنانے کا منصوبہ ہے۔ اس کنویں کا پانی اب بالکل خشک ہو چکا ہے۔ [1]

ابراہیم رفعت پاشا جس نے مصری حجاج کے امیر الحج کے طور پر مدینہ طیبہ کی 1901ء، 1902ء، 1904ء اور پھر 1908ء میں زیارت کی۔ اپنی ذکریات طیبہ (مراۃ الحرمین) میں بیان کرتے ہیں کہ اریس کنویں کا پانی میٹھا تھا اور بہت وافر مقدار میں موجود ہوا کرتا تھا۔ اونٹ یا دیگر باربردار جانور پانی کھینچنے میں استعمال ہوا کرتے تھے۔ اس کا پانی نہ صرف زائرین کے پینے کے کام آتا تھا بلکہ اس کے نواح میں واقع زرعی فارم اور باغ کو بھی سیراب کرتا تھا جو کہ بستان بئر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشہور تھا اور جسے محمد پاشا العثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے وقف فی سبیل اللہ کر دیا تھا اور اس وقت وقف حرم النبوی شریف کے تحت تھا وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس باغ میں مختلف انواع واقسام کے پھل ہوتے تھے۔

آج سے چند سال پیشتر اس کنویں سے پانی نکالا جاتا تھا اور اس سے اردگرد کے باغوں اور کھیتوں کو سیراب کیا جاتا تھا لیکن اب اس کے قریب ایک بہت بڑا ٹیوب ویل لگ جانے کی وجہ سے اس کا پانی خشک ہو گیا ہے۔ [2]

صاحب "اَبْوَابُ تَارِیْخِ الْمَدِیْنَۃِ" شیخ علی حافظ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بلدیہ مدینہ طیبہ کے رئیس ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے بہت ہی دکھ بھرے لہجے میں لکھا ہے کہ:

بلدیہ مدینہ طیبہ نے اس علاقے کو ہموار کر کے مسجد قبا کے پاس ایک میدان بنا دیا ہے اور ایسا کرنے سے وہ کنواں اسی میدان کے نیچے دب گیا ہے۔ تاہم اسے ابھی بھی کھود کر ایک تاریخی یادگار کے طور پر محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

جب مساجد مدینہ طیبہ کے منصوبے کے تحت مسجد قباء اور اس کے گرد ونواح کا علاقہ مزین کیا گیا تو وہ میدان ایک بار پھر مسمار کر دیا گیا اور وہاں سے اب قباء مدینہ روڈ گزرتی ہے۔ یوں یہ تاریخی اور متبرک کنواں جس کی منڈیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف رکھا کرتے تھے اور جس کا میٹھا شفا آور پانی صدیوں فرزندان توحید کی پیاس بجھاتا رہا۔

قاری شریف احمد لکھتے ہیں:

1948ء تک لوگوں کو اس کنویں کی زیارت کا موقع ملتا تھا اور لوگ پاؤں لٹکا کر بیٹھنے کی سعادت بھی حاصل کرتے تھے، اس وقت تک اس میں پانی تھا اور استعمال میں بھی آتا تھا۔ پھر 1956ء میں بھی پانی تھا اور استعمال میں بھی آتا تھا۔ پھر 1964ء میں پانی خشک ہو چکا تھا اور لوہے کی سیڑھی سے مقامی بچے اس میں نیچے اتر جاتے تھے۔ پھر 1968ء میں تو کنواں سڑک کی توسیع میں آچکا تھا، پرانے جانے والے لوگ تو سمجھ جاتے تھے، نئے آدمی اس کی جستجو ہی نہیں کرتے تھے اور 1970ء میں تو ایسا غائب کر دیا گیا کہ نشان تک باقی نہ رہا کہ کہاں تھا؟ لیکن اب وہاں سڑک بنی ہوئی ہے۔

بلدیہ قباء کے پرانے ملازموں نے بھی اسی مقام کی نشاندہی کی ہے۔ اس جگہ پر جہاں ''بستان النبی'' ہوا کرتا تھا آج کل چند خوبصورت درخت لگا دیے گئے ہیں۔ لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ کوئی یہ نہیں بتا سکے گا کہ بئر اریس کس جگہ واقع تھا اور یوں یہ آثار بھی دیگر آثار مبارکہ کی طرح طاق نسیاں کی نذر ہو جائے گا۔

مدینہ کے سابق بلدیاتی آفیسر شیخ علی حافظ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں یہ کنواں ایک تاریخی کنواں ہے۔ جسے دریافت کرنا مشکل نہیں ہے اگر کوشش کی جائے تو اس مبارک کنویں کو تاریخی آثار بنایا جا سکتا ہے۔ [3]

[1] ابواب تاریخ مدینہ منورہ [2] سفر نامہ ارض قرآن، ص 178
[3] حوالہ ابواب تاریخ مدینہ 129

وہ جگہ جہاں کبھی بئر اریس ہوا کرتا تھا۔

بئر اریس کے مقام پر بنا ہوا تالاب اور فوارہ

بئرِ خاتم! جہاں آقا ﷺ کی انگوٹھی گر گئی اور واپس نہ ملی

18 انمول خوبصورت نادر تصویری البم کا یادگار تحفہ

2 غرس نامی کنواں

یہ کنواں مسجد قباء سے تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر شمال میں مشرق کی جانب ''قربان'' نامی جگہ پر واقع تھا۔ اس میں بہت زیادہ اور گہرا سنہری مائل پانی تھا۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت اس کا پانی استعمال نہیں ہوتا تھا۔
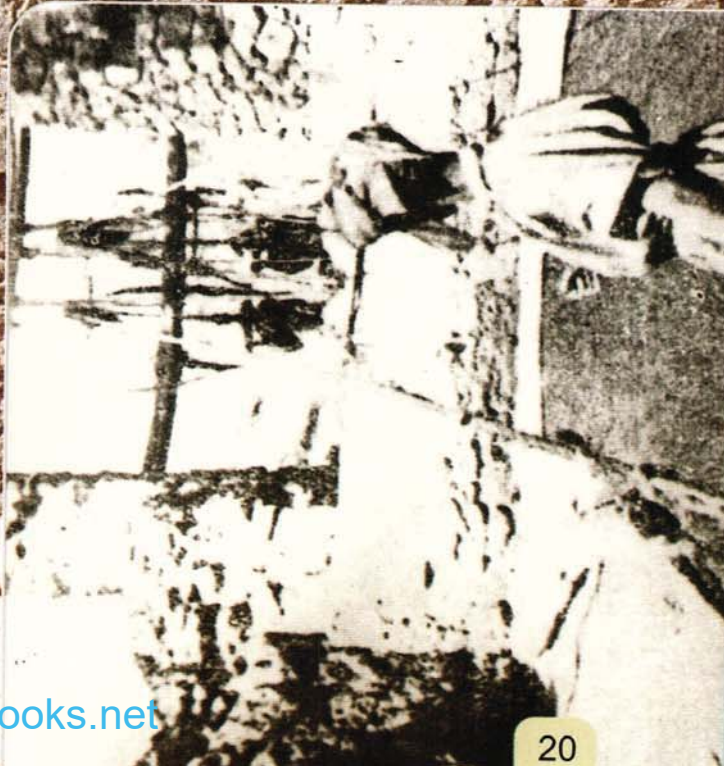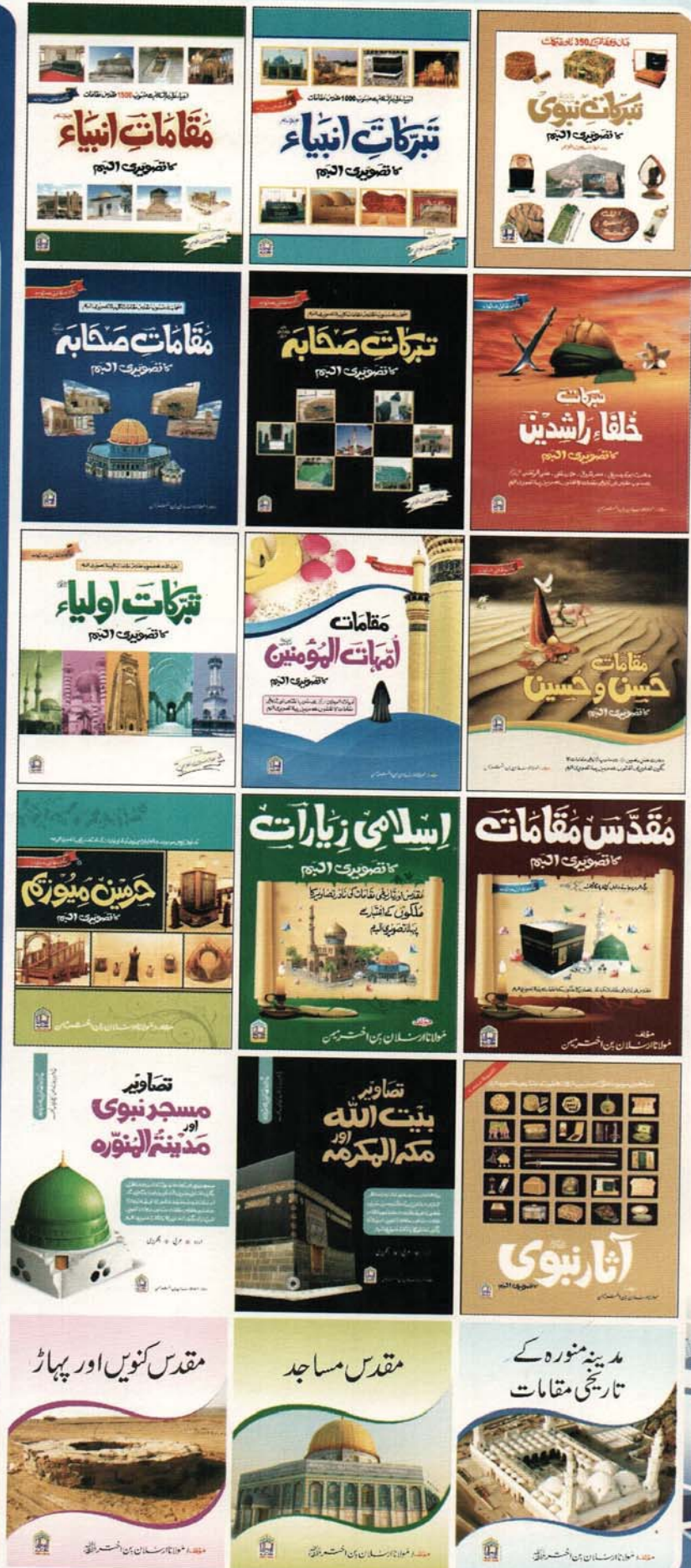
اس کنویں کے پانی سے پیارے نبی ﷺ نے وضو بھی فرمایا ہے اور پیا بھی ہے۔

یہ کنواں حضرت سعد بن خیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا، اس کا پانی بہت شیریں تھا اور رات دن نکالنے سے کم بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس کنویں اور ارد گرد کے علاقے کو غرس کہا جاتا ہے۔ اس علاقے میں بنی حنظلہ کی قبریں بھی ہیں۔

بئرِ غرس کے فضائل

حضرت عاصم بن سوید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے آقا ﷺ کو کسی نے شہد کا تحفہ پیش کیا۔ آقا ﷺ اس میں سے کچھ کھالیا اور باقی بئرِ غرس میں ڈال دیا۔ پھر اس کنویں میں لعاب مبارک بھی ڈالا۔ [1]

حضور انور ﷺ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا: ''میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے بہشت کے کنوؤں میں سے ایک کنویں پر صبح کی۔'' چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ بئرِ غرس پر تشریف لے گئے اور اس کے پانی سے وضو کیا اور کنویں میں لعاب دہن ڈالا۔ [2]

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بئرِ غرس جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔ [3]

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اس کنویں کے پانی سے غسل بھی فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے یہاں سے پانی بھی نوش فرمایا۔

ابن شبہ سعید بن رقیش سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے غرس کنویں کے پانی سے وضو فرمایا اور وضو کے بعد بچا ہوا پانی دوبارہ اس مبارک کنویں میں ڈال دیا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے جید سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ إِذَا أَنَا مُتُّ فَغَسِّلُونِي بِسَبْعِ قِرَبٍ مِنْ بِئْرِي بِئْرِ غَرْسٍ

ترجمہ: ''اے علی! اگر میں فوت ہو جاؤں تو غرس کنویں سے سات مشکیزے پانی لے کر مجھے غسل دیا جائے۔''

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصال (انتقال) کے بعد غرس کنویں کے پانی سے غسل دینا۔ اور سرکار دو عالم ﷺ کی وصیت کے مطابق اس کے پانی سے غسل دیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تبرکاً اس کنویں کا پانی منگواتے اور نوش فرماتے تھے۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ بھی پینے کے لیے پانی اسی کنویں سے منگوایا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی کنویں سے پانی پیتے اور وضو بناتے دیکھا تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غرس ہی وہ کنواں ہے جس میں میرے آقا ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا اس لعاب کی برکت سے بئرِ غرس کبھی بھی خشک نہیں ہوا۔ [4]

ایک شاعر کہتے ہیں:

مجھے بئرِ غرس کی چاہ ہے میری تشنگی ہی گواہ ہے
یہ وہ تشنگی نہیں تشنگی جو بجھے شراب سرور سے

1 حوالہ وفاء الوفاء 146/2 2 اخبار مدینہ 45
3 کنز العمال، ج 267/12 4 حوالہ دلائل النبوۃ للبیہقی 136/6

بئرِ غرس پر بنی چار دیواری کا دروازہ
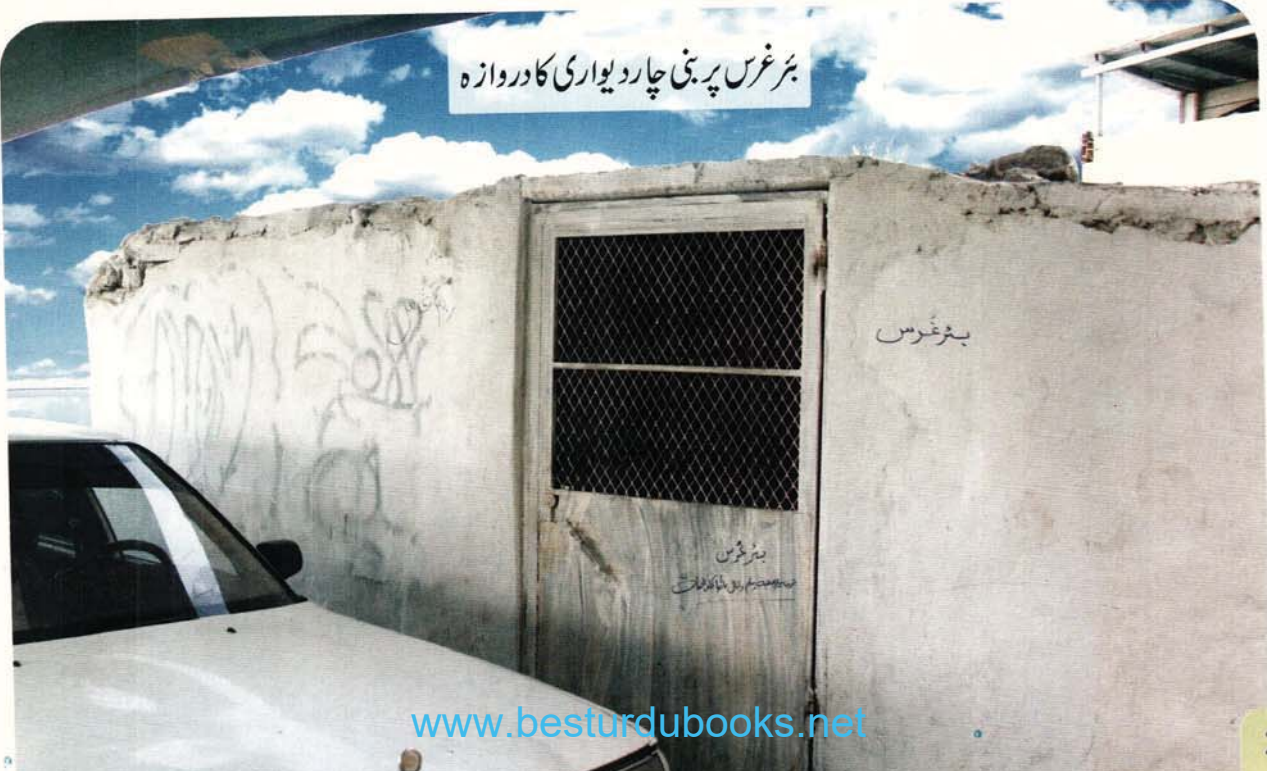
بئر غرس کی پیمائش اور موجودہ حالت

امام ابن نجار المتوفی 643ھ/1245ء نے کنویں کی گہرائی اور چوڑائی اس طرح بیان کی ہے کہ:

گہرائی 7 ذراع یعنی 9،10 فٹ، چوڑائی 10 ذراع یعنی 15 فٹ اور پانی کی گہرائی 2 ذراع یعنی 3 فٹ۔

علامہ عبدالقدوس انصاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بارہا بئر غرس پر جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ کنواں قریہ ''جفاف'' یعنی قربان میں باغ کے اندر واقع ہے۔ اس میں اترنے کے لیے پتھر کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں لیکن پانی خشک ہو چکا ہے اس کی گہرائی 4 میٹر ہے۔

مؤرخ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق چھٹی صدی میں یہ کنواں جس علاقے میں واقع تھا وہ غیر آباد ہو چکا تھا اور اس کنویں کا بہت سا حصہ خستہ حالت میں تھا کیونکہ وادی بطحان (جو کہ اس کے ساتھ ہی گزرتی تھی) میں طغیانی کے سبب اس کنویں میں طوفان کا پانی بھر گیا تھا۔ یہ کنواں 10 ذراع گہرا تھا جبکہ پانی 7 ذراع نیچے تھا۔ امطری کے مطابق ساتویں صدی ہجری میں اسے دوبارہ سے اصل حالت میں لایا گیا۔ اس کنویں کی یہ خوبی تھی کہ یہاں سے پانی کا اخراج کثرت سے ہوتا تھا۔ اس کنویں کا عرض دس ہاتھ تھا جبکہ طول اس سے زیادہ تھا۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے بقول آٹھویں صدی ہجری میں خراب ہونے کے بعد اسے اور اس کے آس پاس کی جگہ کو خواجہ حسین ابن اشہاب احمد القاوانی نے خرید لیا۔ انہوں نے یہاں ایک باغ لگوایا اور 882 ہجری میں اس کے ایک جانب مسجد تعمیر کروائی۔

مصنف زیارۃ الحرمین لکھتے ہیں کہ یہ کنواں حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا، جس کا مکان بوقت ہجرت پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مردانہ نشست گاہ تھی، بئر غرس بابرکت پانی کی کثرت اور پانی کثیر اور سطح زمین سے قریب ہونے کے باوجود اس وقت معطل پڑا ہے۔ 882ھ میں حسین بن جواد محسن نے اس کی مرمت کرائی اور پانی تک زینہ بنوا کر اس کو وقف کر دیا اور اس کے قریب ایک مسجد بھی تعمیر کرا دی تھی، مگر اب مسجد بھی غیر آباد اور شکستہ حال ہے۔

اس سیاہ کار راقم الحروف نے 1968ء کی زیارت کے وقت دیکھا تو پانی خشک ہو چکا تھا اور کبوتروں کا مسکن بنا ہوا تھا۔ قریب ہی ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی تھی مگر غیر آباد تھی، اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ یہاں آبادی نہ تھی، اب یہ بھی معدوم ہو گیا ہے۔

1 تاریخ حرمین شریف ص 303 تا 305

بئر غرس پر بنی چار دیواری جس پر علاقے اور سڑک کی نشاندہی کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

مذکورہ مسجد اور باغ میں کنواں الغرس کے نام سے 1392ھ/ 1972ء تک موجود تھا۔[1]

یہ کنواں آج بھی مسجد قبا کی شمالی جانب تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر مدارس دار الہجرۃ کے قریب ہے، قریب ہی کھیل کا میدان ہے، کنویں کے گرد دیوار بنا کر اوپر چھت ڈال دی گئی ہے، البتہ چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے کنویں کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ کنویں کا پانی ختم ہو چکا ہے۔

محترم علی حافظ لکھتے ہیں کہ میں نے اس کنویں کی پیائش کی تو اس کی گہرائی 11 میٹر اور چوڑائی 3 میٹر تھی۔ اس کا پانی شیریں ہے اور اس سے 37000 مربع میٹر کے ایک قریبی باغ کو سینچا جاتا ہے۔[2]

آج کل اس کا محل وقوع معہد دار الہجرۃ نامی انسٹیٹیوٹ کے سامنے ہے۔ اس کنویں اور انسٹی ٹیوٹ کے درمیان بڑی شارع واقع ہے۔

1. آثار المدینہ: 246
2. ابواب تاریخ المدینۃ المنورہ، ص 130 بتغییر

مقام بئر غرس

بئرِ غرس کی قدیم تصویر
وہ کنواں جس کے پانی سے حضور پاک ﷺ کو غسل دیا گیا

بئرِ غرس کی قدیم تصویر جس کا پانی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا

بئرغرس کے اندرونی مناظر

بئرغرس پر موجود چھپڑا

3 بضاعہ نامی کنواں

یہ مدینہ منورہ کا مشہور اور بڑا تاریخی کنواں ہے، یہ قبیلہ بنی ساعدہ کے ایک شخص کی ملکیت میں تھا، جس کا نام بضاعہ تھا اس لیے کنواں بھی اسی شخص کے نام سے مشہور ہے۔

اس کنویں کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسئلہ دریافت کیا تھا کہ لوگ اس میں خون آلود کپڑے اور نجاستیں وغیرہ ڈالتے تھے، ایسی صورت میں ہم لوگ اس کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں یا نہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

جب تک اس کے پانی کا مزہ، بو اور رنگ نہ بدلے تو وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کا پانی ماء جاری کے حکم میں ہے۔ [1]

بئر بضاعہ کے فضائل

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بئر بضاعہ سے گزرا تو بئر بضاعہ کے پانی سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لائے اور اس کے پانی سے وضو فرما کر وہی پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ دوبارہ پانی نکلوا کر اس سے کلی فرمائی اور اس پانی کو بھی کنویں میں گرا دیا۔ یعنی اس کنویں اور اس کے پانی کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک اور وضو کا پانی دونوں اس میں شامل ہوئے۔

---

1 تاریخ حرمین شریفین

بئر بضاعہ وہ مبارک کنواں ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اپنا لعاب مبارک اس کنویں میں کلی کی صورت میں ڈالا۔

بئر بضاعہ کنویں کا مقام

پیارے نبی ﷺ کا بئر بضاعہ سے وضو کرنا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا محبوب کائنات ﷺ کو بئر بضاعہ پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ محبوب کائنات ﷺ نے اس کنویں کا پانی نوش فرمایا، وضو فرمایا، اپنے گھوڑوں کو پانی پلایا اور اس کنویں میں برکت کے لیے دعا بھی فرمائی۔

اب اس دعا اور لعاب مبارک کا معجزہ دیکھیں کہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

كُنَّا نَغْسِلُ الْمَرْضٰى مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَيَعَافُوْنَ۔

ترجمہ: ''ہم اپنے بیماروں کو اس کنویں کے پانی سے تین دن غسل دیتے تو وہ بیمار بالکل ٹھیک ہوجاتے۔''

بیمار کو آپ ﷺ بئر بضاعہ سے غسل کا مشورہ دیتے

ایک اور روایت کے مطابق:

وَكَانَ اِذَا مَرِضَ الْمَرِيْضُ فِيْ عَهْدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِغْسِلُوْهُ مِنْ مَّاءِ بُضَاعَةَ

ترجمہ: ''حبیب خدا ﷺ کے دور میں جب کوئی بیمار ہوجاتا تو حبیب خدا ﷺ فرماتے کہ اسی بئر بضاعہ کے پانی سے غسل دیا جائے۔''

حضرت سہل رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے اسی کنویں کا پانی لے جا کر سرکار دوعالم ﷺ کو پیش فرماتے تھے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈالا تھا اور اپنے ہاتھ سے مجھے اس کا پانی بھی پلایا تھا۔ ابن زبالہ ابواسیر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی امین ﷺ نے اس کنویں کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اہل مدینہ میں سے جب کوئی بیمار ہوجاتا تو کہتا: مجھے بئر بضاعہ سے غسل کرادو۔ چنانچہ غسل کے بعد وہ صحت یاب ہوجاتا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی کنویں کا پانی پی کر یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ پانی پاک وصاف رہتا ہے اگر اس میں باہر کی کوئی آلودگی شامل نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ کے دور میں جب کوئی بیمار ہوجاتا تو اس کو بئر بضاعہ کے پانی سے غسل دیا جاتا اور وہ صحت یاب ہوجاتا۔
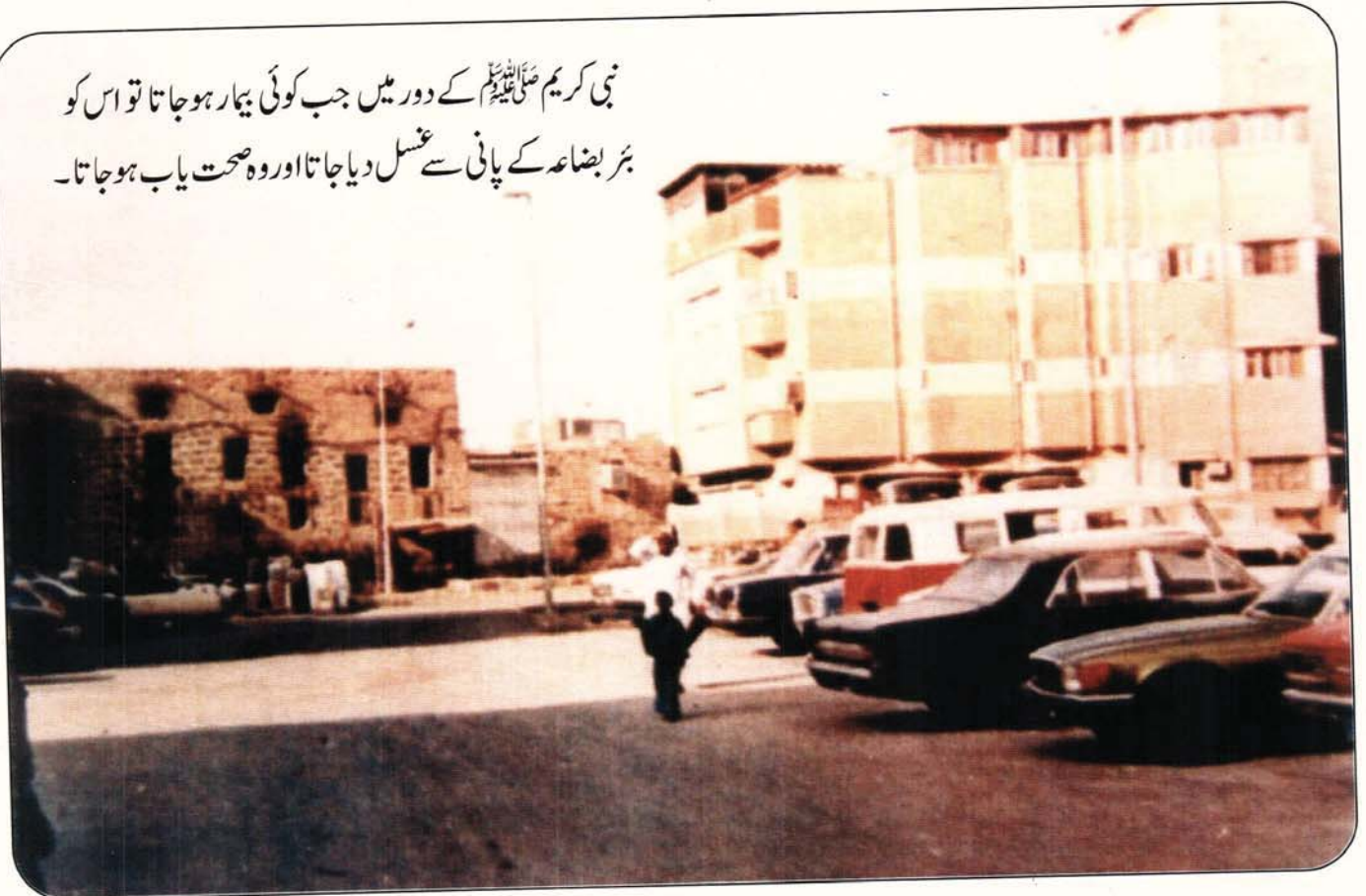
بضاعہ کنویں پر گزرنے والے مختلف ادوار

مؤرخ المطری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق مسجد نبوی ﷺ کے خدام کے سردار شجاع شاہین جمالی نے بضاعہ کنواں اور اس کے ساتھ دو باغ خریدے اور کنویں کو محفوظ کرنے کے لیے اس پر ایک مکان بنا دیا۔ آبپاشی کے لیے انہوں نے ایک دوسرا کنواں کھدوایا۔ [1]

حضرت ابراہیم عیاشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفر نامہ میں گیارھویں صدی کے وسط میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ بئر بضاعہ بئر حاء کے شمال مشرق میں باب شامی کی جانب واقع تھا۔ اس نے اس بات کی تصدیق بھی ببانگ دہل کی ہے کہ جو مریض بھی اس کا پانی استعمال کرتا تھا وہ شفایاب ہو جاتا تھا۔

گیارھویں صدی کے ایک اور مورخ شہر جاناں الشیخ احمد بن عبدالحمید العباسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ یہ کنواں انتہائی گہرا تھا اور یہ بنجر اور شوریلی زمین میں بنی ساعدہ کے گھروں کے بیچوں بیچ واقع تھا اور اس کی مغربی جانب ایک چھوٹے سے اطم (ٹیلے) کی باقیات بھی تھیں جو کہ کبھی حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا اطم ہوا کرتا تھا۔ غالی الشنقیطی کے کہنے کے مطابق یہ کنواں بئر حاء سے 300 میٹر کے فاصلے پر شمال مغرب کی جانب تھا۔ [2]

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس پر اپنی چادر پھیلا کر بئر بضاعہ کی پیمائش کی ہے جو کہ 6 ذراع بنتی تھی جب میں نے دربان سے پوچھا جس نے مجھے از راہ کمال مہربانی اس باغ کے اندر جانے کی اجازت دی تھی کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی حیاۃ طیبہ کے بعد اس کی تعمیر میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے؟ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ پانی کا رنگ بھی نہیں بدلا تھا۔

امام ابن عربی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ یہ کنواں شوریلی زمین کے درمیان واقع ہے اور اس کے پانی کا ذائقہ کچھ تبدیل ہوا ہے۔

علی حافظ المحرم لکھتے ہیں کہ یہ کنواں الشامی کے علاقے میں باغ جمل اللیل میں واقع تھا۔ لیکن عمارتیں بنانے کے مقصد کی خاطر یہ باغات صاف کر دیے گئے۔ یہ بہذا نامی باغ کے وسط میں تھا جو آخر کار شریف شحات اور شریف ناصر دو بھائیوں کی ملکیت میں آیا جو شریف علی الحیار کے بیٹے تھے اور انہوں نے اس کنویں کو وقف کر دیا۔

باغ کی جگہ پر کئی تعمیرات ہوئیں۔ زید ابن شحات نے جو اس وقف کے متولی تھے ایک عمارت بنوائی اور اب وہ کنواں اس عمارت کے وسط میں ہے۔ انہوں نے اس کنویں میں ایک پمپنگ مشین بھی لگوائی تا کہ اس کا پانی عمارت کے سامنے ایک باغیچے کی سینچائی کے کام آ سکے۔

شریف زید نے لوگوں کو عام اجازت دی تھی جو اس کنویں کی زیارت کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ اس کنویں کو ایک پختہ کمرے میں محفوظ کر دیا گیا ہے جو خاص طور سے کنویں کی حفاظت کے لیے بہت مضبوط کیا گیا ہے۔ اس کی گہرائی ساڑھے دس میٹر اور قطر چار پانچ میٹر کے درمیان ہے۔ [3]

اس کنویں کی نسبت سے اس علاقے کو ''حی البضاعۃ'' کہا جاتا ہے۔ تاہم چودہ صدیوں بعد حرم نبوی شریف کی عظیم تر توسیع ہوئی، مسجد نبوی شریف کے اردگرد کی تمام عمارتیں خرید کر حجاج کرام کی رہائش کے لیے ہوٹل وغیرہ تعمیر کیے گئے۔ اس کنویں کے رقبہ پر پلاٹ نمبر 129 بنا، اور یوں یہ تاریخی مقدس و بابرکت کنواں طیبہ سینٹر کے عقب میں دار ایلاف کے کمپلیکس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن ہو گیا۔ [4]

1. ابواب تاریخ مدینہ منورہ ص 129
2. جستجوئے مدینہ، ص 759
3. مسجد نبوی ﷺ کا تصویری البم، ص 393
4. نقوش پائے مصطفی، ص 340

اس وقت بئر بضاعہ مسجد نبوی ﷺ کے شمال مغرب میں موجود فندق الحادثیہ کے سامنے ایک عمارت میں ہے۔ زیر نظر تصویر میں فندق الحادثیہ نظر آ رہا ہے، یہ علاقہ حی البضاعہ کہلاتا ہے۔

4 البُصَّہ نامی کنواں

یہ کنواں قبا کے راستے میں جنت البقیع سے متصل بائیں طرف تھا۔ سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم شہداء اور ان کے بال بچوں کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے اور اس کنویں کا پانی نوش فرماتے تھے۔

ایک دن تشریف لائے تو مجھے فرمایا: تمہارے پاس بیری کے پتے ہیں کہ انہیں پانی میں ملا کر سر دھویا جائے۔

عرض کیا: جی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! پتے حاضر ہیں۔ چنانچہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بصہ کی طرف تشریف لائے اور پتے پانی میں ملا کر سر مبارک دھویا۔ [1]

جائے وقوع

مؤرخ ابن نجار رحمۃ اللہ کے قول کے مطابق بئر بصہ جنت البقیع کے پاس تھا۔ اس کی گہرائی 49 میٹر اور قطر 27 میٹر تھا۔ اس کی چوڑائی چھ یا سات ہاتھ تھی۔ [2]

ان کے بیان کے مطابق اس کنویں کے برابر ایک اور چھوٹا کنواں بھی تھا جس سے لوگ دھوکا کھاتے اور یہ معلوم نہ کر پاتے تھے کہ اصل بصہ کنواں کونسا ہے۔

1 خلاصة الوفاء، ص 311

2 خلاصة الوفاء، ص 311

بئر بصہ وہ مبارک کنواں ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔

موجودہ حالت

مدینہ منورہ میں ایک باغ کا نام البصہ تھا۔ یہ باغ موضوعات قباء اور قربان والی سڑک پر تھا۔ جہاں لوگ جنت البقیع کے جنوبی سرے سے دائیں طرف مڑ کر شارع العوالی سے ہوکر جاتے تھے۔اس باغ کے اردگرد اینٹوں کی چہار دیواری اور اندر ایک تالاب بھی تھا۔ اس کے علاوہ باغ کے اندر دو کنویں تھے۔جن میں بڑا کنواں بئر بصہ اصل البصہ مانا جاتا تھا اور چھوٹا کنواں اس کے شمال میں 60 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ [1]

مؤرخ ابن نجار رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ (چھٹی صدی ہجری میں) اس کی زیارت کے لیے گئے تو دیکھا کہ یہ کنواں پتھر کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا مگر بہت ہی خستہ حالت میں تھا کیونکہ ایک بار قریبی وادی میں طغیانی کی وجہ سے اس میں پانی داخل ہوگیا تھا جس پر بہت زیادہ نقصان ہوگیا تھا۔طغیانی کے بعد اس کے پانی کی سطح پر بہت زیادہ سبزی اُگ آئی تھی مگر جب اسے ہٹایا گیا تو اس کا پانی میٹھا اور پینے کے قابل پایا گیا تھا۔

696 ہجری میں شیخ الخدام الحرم وزیر الدولہ ریحان البدری الشہابی نے اس کی مرمت کروا کر اسے عامۃ الناس کے لیے وقف کر دیا۔اس کا پانی نمکین ہوا کرتا تھا۔ [2]

اب یہ کنواں شکستہ حالت میں ہے اور وہاں اگا ہوا ایک جنگلی جھاڑ اس کی زبوں حالی میں اضافہ کر رہا ہے۔

یہ باغ مسجد نبوی کے اوقاف میں سے ایک ہے جو حسن منصور لولو کو پٹے میں ملا ہے۔جنہوں نے بتایا کہ کنویں میں اب بھی وافر مقدار میں پانی موجود ہے لیکن وہ اسے دوبارہ کھدوا کر صاف کرانے کے قابل نہیں ہے۔

اگر اس کنویں کو دوبارہ کھدوا کر اس کی حفاظت نہ کی گئی تو ایک اسلامی یادگار فنا ہوجائے گی۔ [3]

شیخ کی بات حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور یہ تاریخی وراثت بے اعتنائی کا شکار ہوکر آخر کار ضائع ہوگئی۔ یہ کنواں "موقف البوصۃ والنشر" عمارت کے متصل بقیع کی جنوبی جانب واقع تھا۔ سعودی حکومت کی مسجد نبوی کی توسیع اور مدینہ منورہ کی جدید تعمیر و ترقی کے وقت اس کا وجود ختم ہوگیا۔

1 ابواب تاریخ مدینہ منورہ 180
2 جستجوئے مدینہ، ص 760
3 ابواب تاریخ مدینہ 181
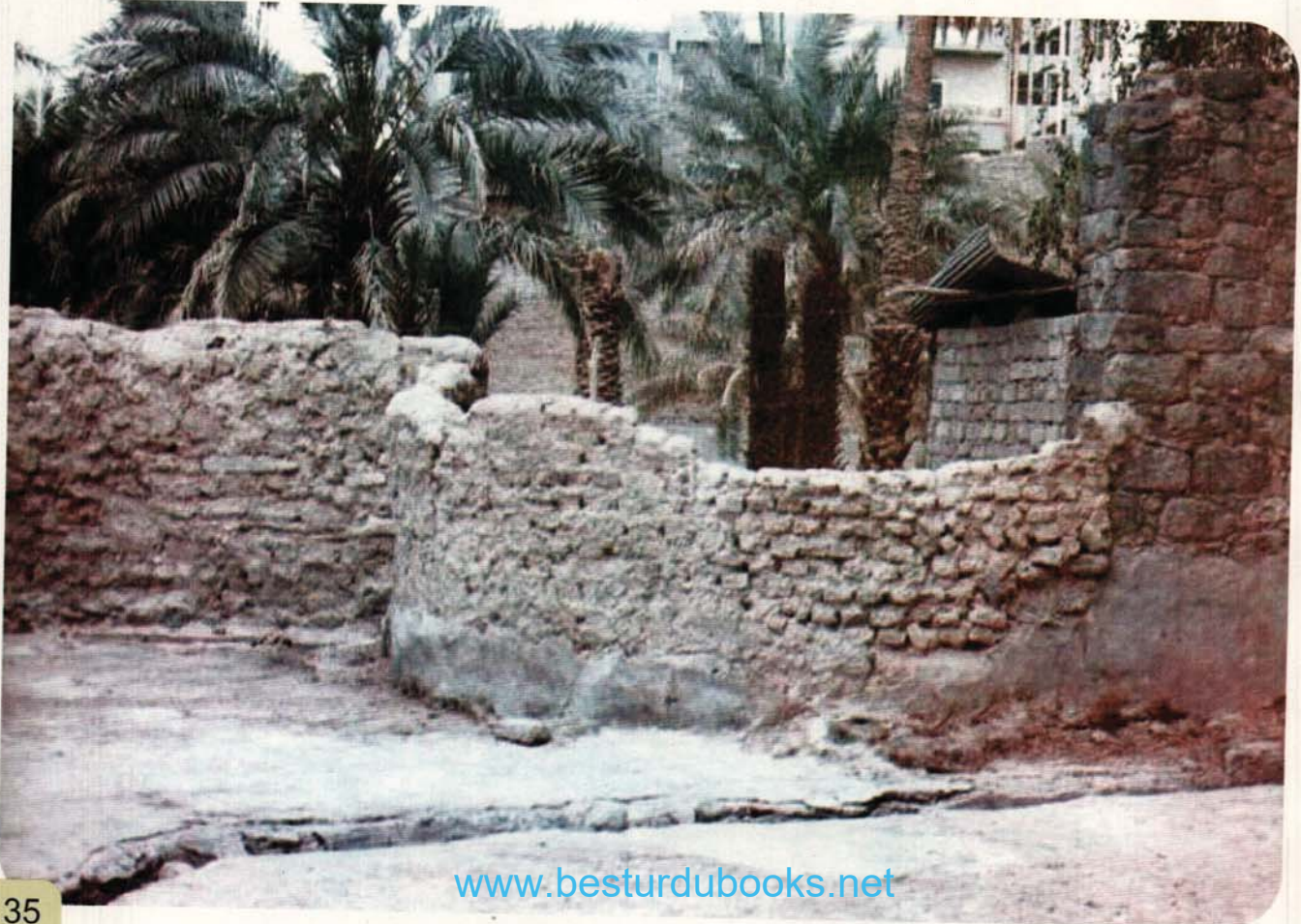
بئر بصہ کی قدیم تصاویر
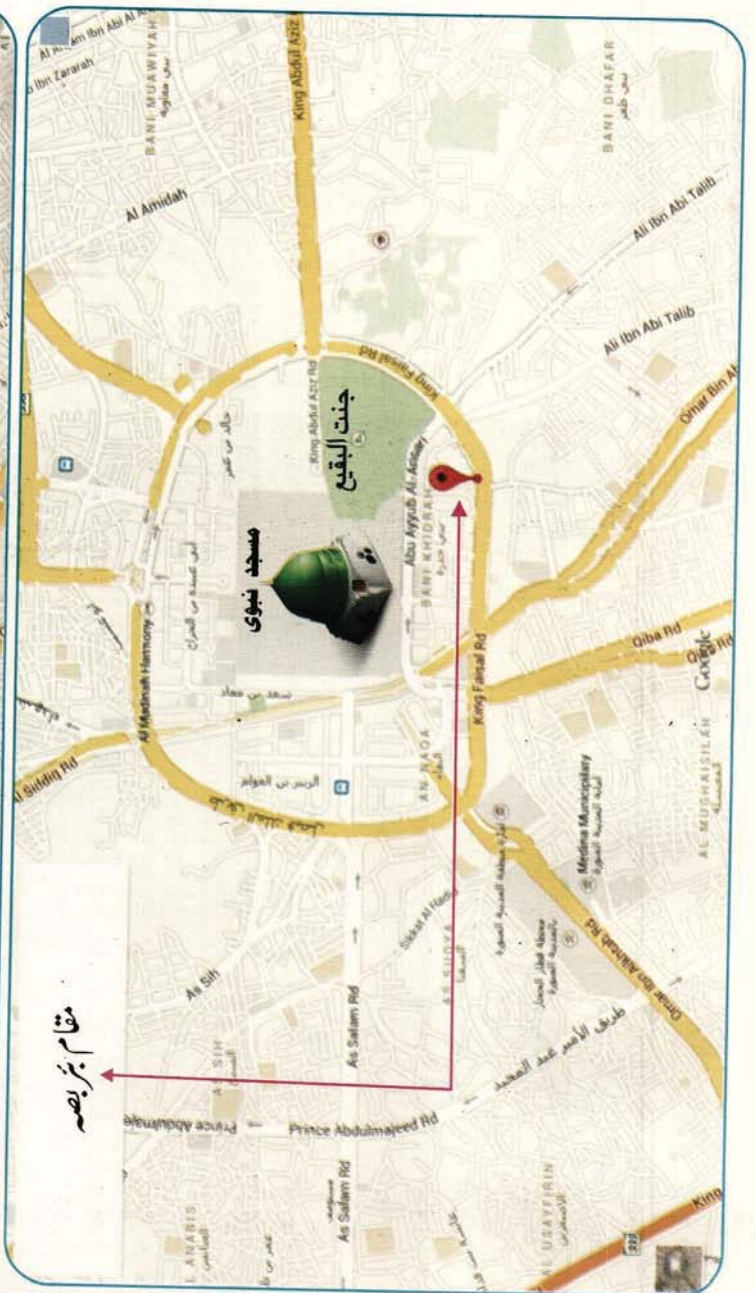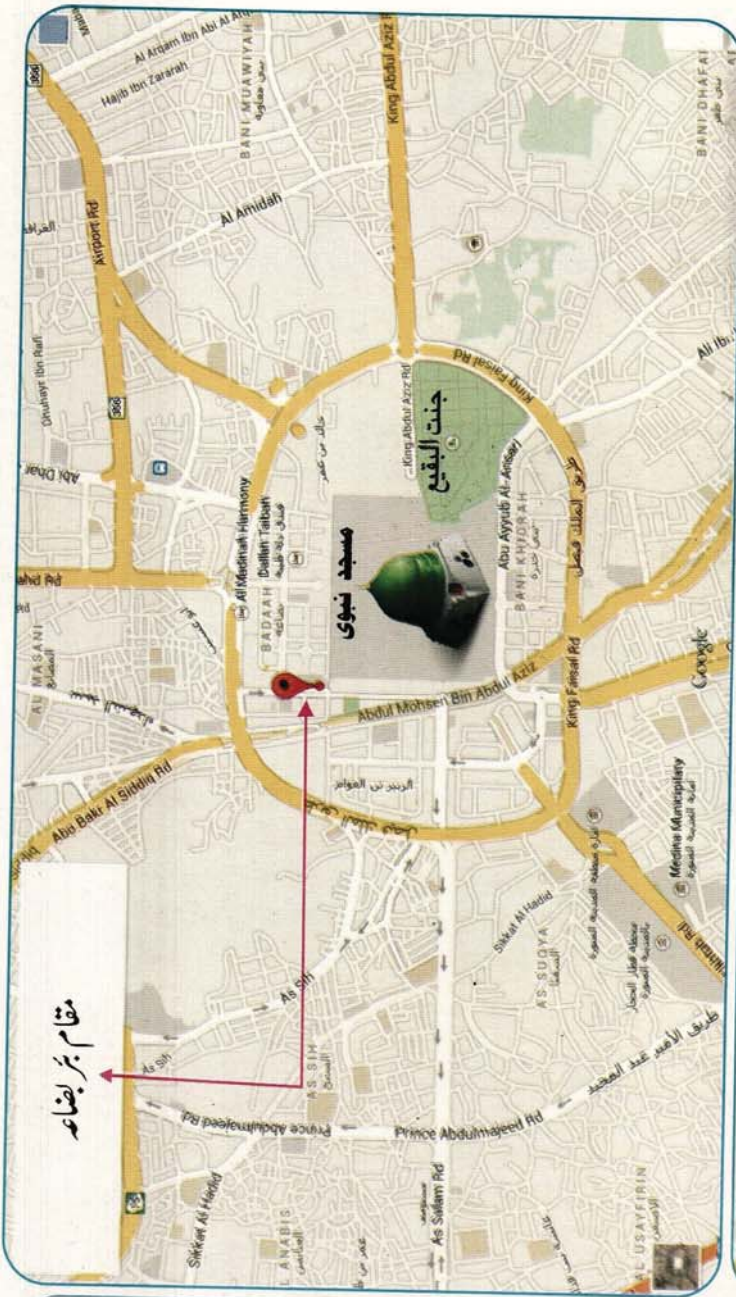
بئر بصہ کے اطراف کا باغ

5 بئرحاء/ باغ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ والا کنواں

یہ کنواں مسجد نبوی کے باب عثمان کے بالکل سامنے ایک گلی میں مکان کے اندر تھا۔ مؤرخ ابن نجار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کنواں 10 ذراع گہرا تھا اور اس میں پانی کی گہرائی 5 ذراع تھی اور اس کنویں کا قطر 3 ذراع تھا۔

علامہ یاقوت حموی المتوفی 666ھ فرماتے ہیں کہ حاء کسی مرد یا عورت کا نام تھا۔ اسی کی طرف یہ کنواں منسوب تھا۔ جبکہ کچھ مورخین کی رائے میں اس کا یہ نام اس علاقے کی نسبت سے تھا جہاں یہ واقع تھا۔ احادیث مبارکہ میں بھی اسے بئر حاء ہی کہا جاتا ہے۔

زیر نظر گول نشان مسجد الحرام کے اندر اس جگہ کی نشاندہی کے لئے سعودی گورنمنٹ نے بنایا ہے جس جگہ بئر حا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک کنویں پر تشریف لاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ کے مطابق ''واقعہ افک'' کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا اور اس کے بعد قرآن کریم میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں برأت نازل ہوئی تو حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر اپنی تلوار سے ضرب لگائی، جس پر انصار نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ صفوان رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ضرب کے بدلے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حاء کنواں اور بنی جدیلا کا قصر عطا کیا۔ یہ دونوں چیزیں ابوطلحہ بن سہل کے مال میں سے تھیں۔ انہوں نے یہ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی تھیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دے دیں۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے مالی لحاظ سے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مالدار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جو انہیں بہت پیارا تھا۔ یہ باغ بیرحاء کے نام سے مشہور تھا۔ یہ تاریخی کنواں اور اس کے گرد باغ مشرق کی جانب سے مدینہ منورہ کی شمالی فصیل کے قریب تھا۔ خدا کی شان یہاں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا عہد رسالت میں بہت بڑا باغ تھا، اس باغ میں یہ کنواں بھی تھا۔ اس باغ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بہت محبت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس باغ میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔ جب قرآن کریم کی آیت

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ [1]

ترجمہ: ''تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے، جب تک اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔''

نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر کہا: یارسول اللہ! مجھے اپنے مال میں سب سے زیادہ بئر حاء باغ پسند ہے، میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ آپ اسے جہاں چاہیں استعمال فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اپنے خاص اقارب حضرت ابی بن کعب، حسان بن ثابت، شداد بن اوس رضی اللہ عنہم پر تقسیم کردیا۔ [2]

مسجد نبوی میں بئر حا کے مقام پر بنے ہوئے 3 گول دائرے

1 سورہ آل عمران، آیت 92
2 حوالہ صحیح البخاری 1461

اس باغ کی قیمتی ہونے کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا حصہ ایک لاکھ درہم میں خریدا تھا۔ [1]

اس کنویں کے سامنے ایک چھوٹی مسجد تھی اور یہ کنواں باغ کے بیچ میں واقع تھا۔ یہ کنواں فقراء اور مساکین کے لیے وقف تھا۔ اسی طرح یہاں کھجور کا باغ اہل مدینہ کے لیے عام تھا۔

یہ مشہور کنواں طویل عرصے تک مسجد نبوی شریف کے قریب شمال کی جانب باب المجید میں اصطفا منزل کے پیچھے نوریہ نامی محلے میں واقع تھا۔ کیونکہ نوریہ کے کچھ مخیر لوگوں نے اسے خرید کر وقف کر دیا تھا۔ نیچے کی طرف اس کنویں کی دیواریں پتھروں سے مضبوط کر کے بنوائی گئی تھیں۔

اس کا ایک حصہ عمارت کے اندر تھا اور دوسرا حصہ عمارت سے باہر تھا تاکہ باہر سے آنے والا کوئی بھی شخص اس کا پانی ڈول کے ذریعے حاصل کر سکے۔

1353ھ بمطابق 1934ء تک اس کنویں سے ڈول رسی کے ذریعے پانی حاصل کیا جاتا رہا لیکن باغ مفقود تھا۔ [2]

کنویں کی موجودہ حالت

یہ کنواں اس وقت بھی موجود ہے۔ اس میں ایک پمپ لگا ہوا ہے لیکن وہ اب کارآمد نہیں ہے۔ اب یہاں اس باغ کے کوئی آثار موجود نہیں ہیں جس کا ذکر المطری نے کیا ہے۔ اس کے بجائے یہاں وہ عمارات تھیں جو الکردی خاندان کی ملکیت تھیں۔ یہاں ایک چھوٹی سی غیر آباد مسجد تھی جو کنویں کے جنوب میں واقع تھی۔

1 معين الحجاج بحواله معارف الحديث جلد 4
2 آثار المدينه، ص 248

مدینہ میں موجود بئر حا کی قدیم تصویر:
یہ حضرت ابوطلحہ الخزرجی رضی اللہ عنہ کے باغ میں واقع تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

علی بن موسیٰ آفندی کے مطابق 1885ء میں بئر حاء اور اس کے گرد کھجوروں کے باغات کا معتد بہ حصہ سلیمان کردی اور مصطفیٰ کردی کی ملکیت تھا جبکہ اس کے کچھ حصے کی ملکیت مرجان آغا سلیم کے پاس تھی۔ [1]

خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد کے ہاتھوں مسجد نبوی شریف کی عظیم تر توسیع سے پہلے یہ کنواں باب عبد المجید کے سامنے والے علاقے میں ہوا کرتا تھا۔ اس کی شرقی جانب پرانا فندق بہاء الدین تھا۔

ابراہیم عیاشی کے مطابق اگرچہ یہ علاقہ بہت گنجان آباد تھا اور بئر حاء کے ارد گرد اس وقت بہت سے ہوٹل اور عمارتیں بن چکی تھیں، مگر یہ کنواں جدید عمرانی ضروریات کی دستبرد سے سن ستر (80) کی دہائی تک محفوظ رہا تھا۔ محکمہ اوقاف حرم نے اسے اپنی تحویل میں لے کر اسے پٹے پر دے دیا تھا۔ ان کے مطابق کنواں اگرچہ سوکھ چکا تھا مگر اس پر ایک چھت ہوا کرتی تھی اور اس کا دروازہ ہمیشہ بند رہتا تھا۔ [2]

اس کے قریب ہی ایک چھوٹی سی متروکہ غیر آباد مسجد بھی ہوا کرتی تھی۔

یہ کنواں ماضی قریب تک موجود رہا۔ 1414ھ میں دوسری سعودی توسیع کے دوران مسجد نبوی میں شامل ہوگیا۔ اب اس کی جگہ باب ملک فہد نمبر 21 میں داخل ہوکر چند میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس مقام پر فرش پر تین دائرے بنا دیے گئے ہیں، اگر کبھی صفائی وغیرہ کی غرض سے قالین ہٹے ہوئے ہوں تو اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ [3]

1. حوالہ وصف المدینہ 27
2. المدینہ بین المافی والحاضر 163
3. آثار حبیب ﷺ کی خوشبو، ص 69

مسجد نبوی کا باب ملک فہد اس دروازہ کے اندر چند میٹر کے فاصلہ پر بئر حاء کے آثار قالین کے نیچے موجود ہیں
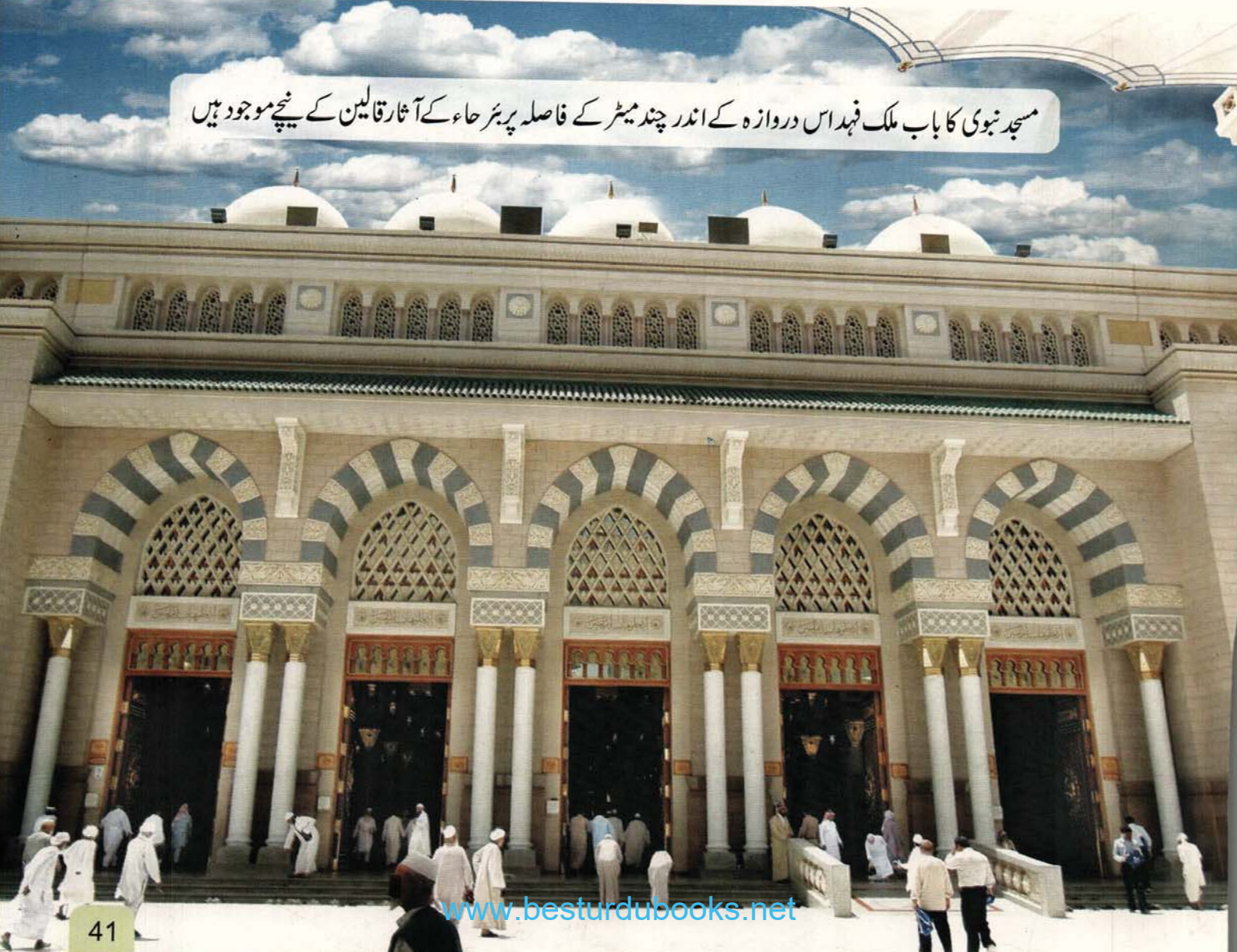
ابراہیم العیاشی نے بیان کیا ہے کہ وہ کنواں جس کا ذکر المطری نے یہ کہہ کر کیا ہے کہ وہ العالیہ میں ہے، دراصل وہی کنواں ہے جو کہ قربان میں ہے۔ بئر الیسرہ یا بئر الیسیرہ کے بجائے اسے بئر العہن کہا جاتا ہے۔ درحقیقت اس کنویں کے اردگرد کے علاقے کو آج بھی ''منطقہ العہن'' کہا جاتا ہے جیسا کہ اس کے باہر لگے ہوئے ایک قدیم بورڈ سے ظاہر ہے۔

مورخ المطری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ''بئر العہن عالیہ میں ہے اوراس کے گرد ایک زراعتی فارم ہے اوراس کے قریب تاریخی درخت بھی ہے۔ اس کنویں کو دوسرے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ بھی ذاتی ملکیت میں چلا گیا ہے کیونکہ اسے علی بن المطرف العمری شہید نے خرید لیا تھا۔ اس کا پانی کھارا ہے اور یہ اونچی سطح پر واقع ہے''۔

یہ کنواں کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ میں واقع ہے۔ اگرچہ بادی النظر یہ کنواں سوکھا ہوا لگتا ہے جیسے کہ اس میں پانی نہیں، مگر قریب جا کر دیکھیں تو پانی نظر آجاتا ہے۔ اسے لکڑی کے تختوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ ترکوں کے دور کی پرانی موٹریں ابھی بھی اس میں نصب ہیں۔

اردگرد آثار قدیمہ کے مکانات ہیں اور ساتھ ہی وہ پرانی بستی ہے جہاں کبھی مہاجرین کو آباد کیا گیا تھا۔ پاس ہی چند کھجوروں کے درخت ہیں جنہیں جلا کر خاکستر کر دیا گیا ہے۔ یہ کنواں ان سات کنوؤں میں شامل تھا جن کو یہ سعادت عظیم حاصل تھی کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک ان میں ڈالا تھا اور پھر صدیوں تک عشاق اس کے پانی سے روحانی لذت حاصل کرتے رہے تھے۔ [1]

بئر العہن قبا کے قریب عوالی میں، مسجد شمس کے سامنے کی طرف تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ میں واقع، یہ باغ ''انصاری'' کے باغ سے مشہور تھا، کنویں کے نشانات ماضی قریب تک موجود رہے، 2010ء میں اس طرف بڑی سڑک کھودنے کے منصوبے پر کام ہو رہا تھا، اس باغ کا کافی حصہ بھی سڑک میں آگیا، یوں سڑک کے اس منصوبے نے باغ اور مبارک، مقدس، تاریخی کنویں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ یادگار سڑک کی نذر ہوگئی۔

[1] جستجوئے مدینہ

بئر عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

بئر عہن یا بئر یسیرہ
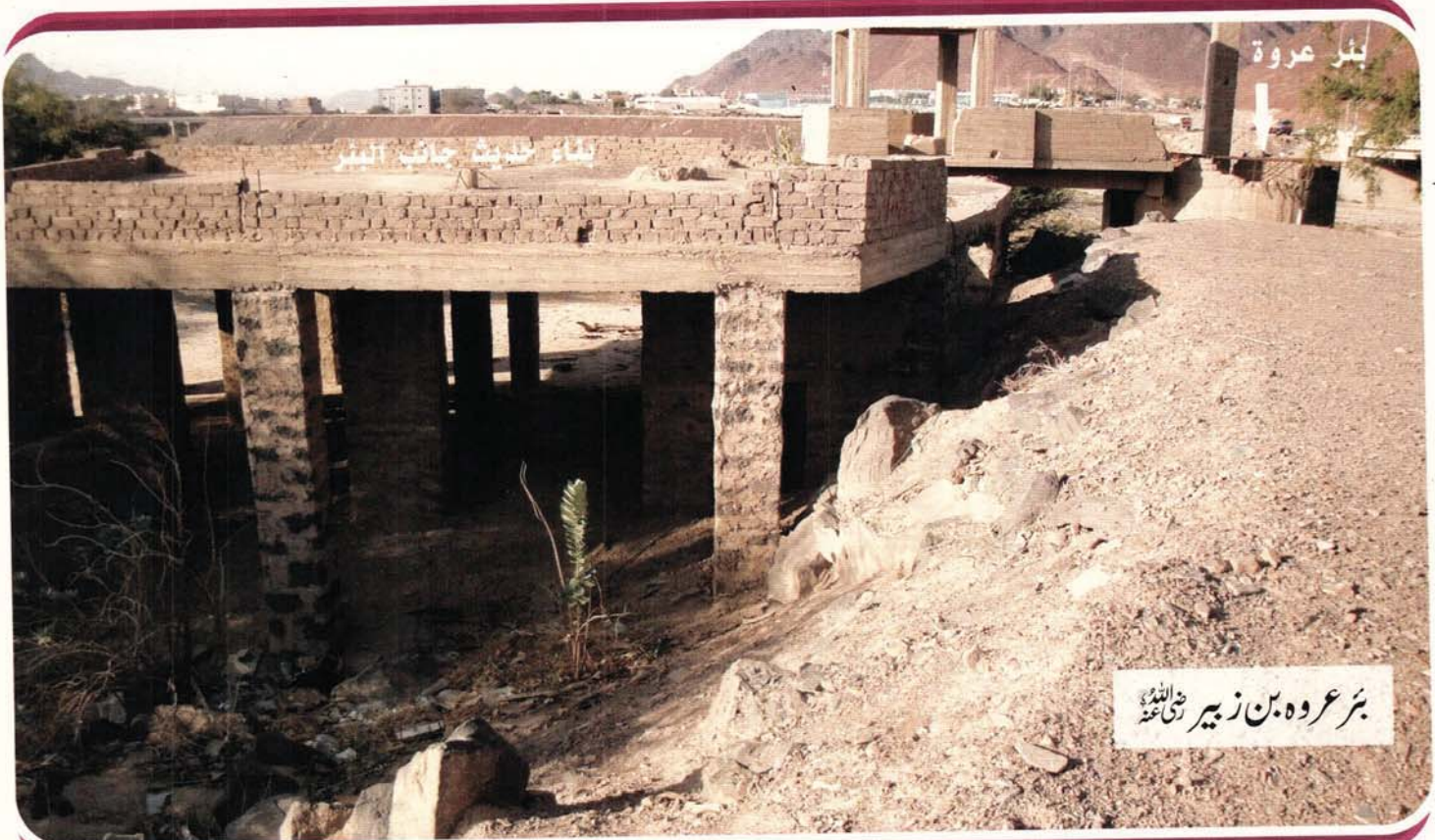
یہ کنواں مسجد قبا سے مشرق کی طرف مسجد شمس کے قریب 1000 میٹر کے فاصلے پر تھا۔ شیخ سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کنویں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو ثابت نہیں ہے مگر اس کے باوجود لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے چلے آئے ہیں۔ میرے نزدیک جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بئر عہن وہ بئر یسیرہ ہی ہے، جس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے، یہاں وضو فرمایا اور اس کنویں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ [1]

[1] حوالہ خلاصۃ الوفاء

بئرِعہن جس میں سرکار ﷺ کا لعاب موجود ہے

حضرت ابن زبالہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

سرکار دو جہاں ﷺ بنو امیہ بن زید کے پاس تشریف لائے تو ان کے کنویں کے پاس کھڑے ہو کر دریافت کیا: اس (کنویں) کا کیا نام ہے؟

لوگوں نے کہا: عسیرہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا وَلٰكِنَّ اسْمَهَا الْيَسِيْرَةُ قَالَ: وَبَصَقَ فِيْهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہیں اس کا نام تو یسیرہ ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اس کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ جس کی برکت سے اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔

فائدہ: عسیرہ عسر سے ماخوذ ہے جس کے معنی مشکل و تنگی کے ہیں۔ یسیرہ یسر سے ماخوذ ہے جس کے معنی آرام و راحت کے ہیں۔ [1]

گویا حضور نبی کریم ﷺ نے نام تبدیل کر کے ان کی زندگی بھی تبدیل فرمادی۔ ان کی تنگی کو فراخی میں، دکھ کو سکھ میں، پریشانی کو سکون میں بدل دیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نام اچھے رکھے جائیں کہ ناموں میں بھی تاثیر ہوتی ہے۔

[1] خلاصة الوفاء ص 319

بئرِعہن کی قدیم تصویر

بئرِ عہن جس کے پانی سے آقا ﷺ نے وضو فرمایا

مذکورہ حدیث میں ابن شبہ نے حارثہ انصاری کے حوالے سے اس میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہاں وضو بھی کیا۔ ابن سعد اپنی کتاب طبقات میں حضرت عمر بن ابی سلمہ رحمۃ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کنویں کو ''یسیرہ'' کہا۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو موت کے بعد اس کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا۔

یہ قباء کے مشرقی جانب باغ میں واقع تھا۔ امام مطری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ کنواں عوالی میں تھا۔ اس کے قریب بیری کا درخت تھا۔ اس کا پانی بھی میٹھا تھا۔ [1]

شیخ سمہودی رحمۃ اللہ کے بیان کے مطابق ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اس کنویں کے پانی سے وضو فرمایا تھا۔

راقم الحروف نے اس کی پیمائش

کی تو اس کا قطر 306 میٹر اور گہرائی 1605 میٹر تھی۔ یہ کنواں اب استعمال میں نہیں ہے۔ [2]

[1] راحت القلوب 165 [2] ابواب تاریخ مدینہ منورہ، ص30

مقام بئرِ عہن کا اندرونی منظر

بئرِ عہن کے مقام کے ساتھ موجود کھجوروں کا باغ

مقام بئرعہن اوراطراف کے باغات
اس کنویں کا پانی کھارا تھا، پیارے نبی ﷺ نے اس میں اپنا لعاب ڈالا جس سے پانی کھارا پانی میٹھا ہوگیا۔
بئرعہن کے قریب گھروں کے کھنڈرات

مقام بئرِ عہن

بئرعہن کے موجودہ مقام کی تصاویر
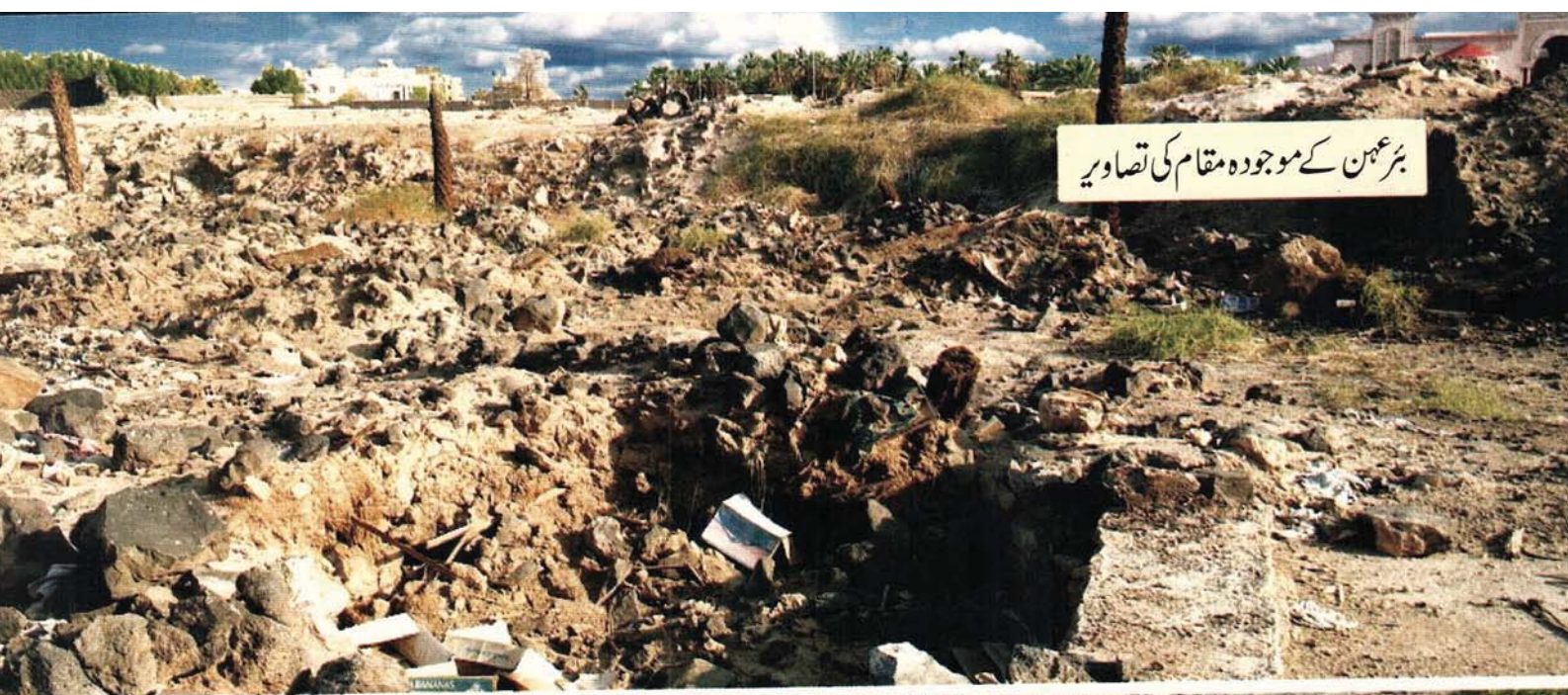
بئرعہن کا موجودہ مقام ساتھ میں کھجوروں کا باغ اور قدیم گھر کے آثار بھی نظر آ رہے ہیں

7 بئر رومہ یا بئر عثمان رضی اللہ عنہ

یہ کنواں اپنے دامن میں بے شمار تاریخی حقائق سمیٹے ہوئے صدیوں تک اپنی عظمت کا پھریرا لہراتا رہا۔ اس کے چاروں طرف باغات اور زراعت کی دل ربا شادابی پائی جاتی ہے۔ [1]

مورخین کا بیان ہے کہ جب شامی تبع مدینہ منورہ میں آیا تو اس نے وادی عتیق میں قیام کیا جہاں یہ کنواں بنوایا تھا۔ اسلام سے قبل اسے "بئر الملک" کہا جاتا تھا۔

بعض روایات کے مطابق اسے قبیلہ مزینہ کے ایک شخص نے کھدوایا تھا۔ بعد میں اس نے یہ کنواں قبیلہ بنی غفار کے ایک شخص رومہ غفاری کے ہاتھ فروخت کر دیا جس کی نسبت سے "بئر رومہ" کے نام سے شہرت حاصل کی۔ لیکن سیدنا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے خریدنے کے بعد "بئر عثمان" کہلانے لگا۔ [2]

یہ کنواں مدینہ منورہ کے شمال وغرب میں مدینہ سے تقریباً تین میل اور مسجد قبلتین سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر وادی عقیق کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ وہی مشہور کنواں ہے جو ایک یہودی کی ملکیت تھا اور مسلمان اس سے پانی خرید کر استعمال کیا کرتے تھے۔

مدینہ کے اکثر کنویں کھارے تھے، مگر بئر رومہ کا پانی بہت لذیذ اور شیریں تھا۔

اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ الْقَلِيبُ قَلِيبُ الْمُزَنِيِّ

ترجمہ: "بہترین کنواں مزنی کا کنواں ہے"

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تکلیف دیکھ کر ارشاد فرمایا:
"کاش! کوئی صاحب خیر اس کو خرید کر وقف کر دیتا تاکہ غریب مسلمانوں کو پانی خریدنا نہ پڑتا اور مسلمان اس پریشانی سے نجات پاتے۔" [3]

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے بارہ ہزار درہم میں نصف کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا اور یہ طے کر لیا کہ ایک دن مسلمان پانی بھریں گے اور ایک دن یہودی۔

[1] معالم دار الهجره 105
[2] اخبار مدينه 47
[3] حواله تاريخ حرمين شريفين 309

ہجرت کے بعد مسلمانوں کو میٹھے پانی کی تکلیف تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواں خریدنے کی ترغیب دلائی اور اس کے خریدار کو جنت کی بشارت دی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بئر رومہ یہودی مالک سے 35 ہزار درہم کی منہ مانگی قیمت پر خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ یہ تاریخ اسلام کا پہلا وقف تھا۔ یہ کنواں وادیٔ عقیق میں واقع تھا اور اس کا پانی لطیف اور بہت شیریں تھا۔
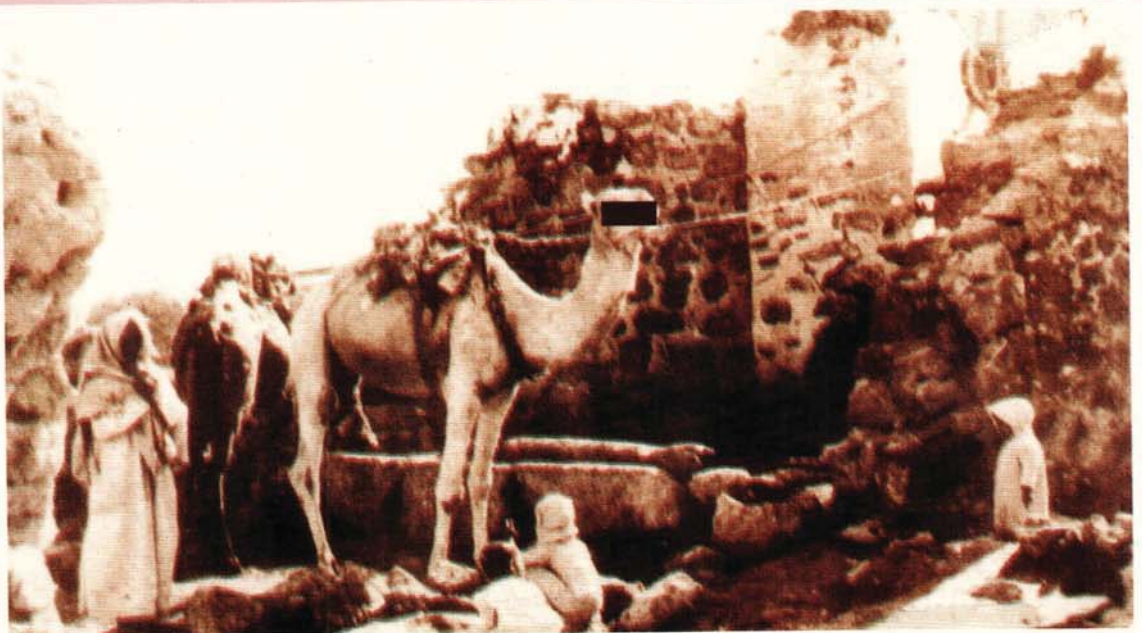
یہ وہ مبارک کنواں ہے جس کا پانی پینے کے لئے پیارے نبی ﷺ تشریف لایا کرتے تھے، اس کا پانی نبی کریم ﷺ کو پسند تھا۔

اس فیصلے کے بعد مسلمان دو دن کا پانی ایک دن بھر کر رکھ لیا کرتے تھے۔ یہودی اپنی باری کے دن تک خالی ہاتھ بیٹھا رہتا۔ اس صورت حال سے تنگ آ کر اس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ باقی نصف حصہ بھی آپ خرید لیں۔ لہٰذا خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آٹھ ہزار درہم میں وہ بھی خرید لیا اور اس کو بھی وقف کر دیا۔ اسی لیے اس کنویں کا دوسرا نام "بئر عثمان" بھی ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہاجرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مدینہ منورہ آئے تو انہیں پانی کی قلت کا سامنا ہوا۔ میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں "بئر رومہ" بنی غفار کے ایک آدمی کی ملکیت تھا۔ وہ ایک مد میں ایک مشک پانی فروخت کرتا تھا۔ رحمت کائنات ﷺ نے اس سے کہا کہ اگر تم اس کنویں کو اللہ کی راہ میں وقف کر دو تو تجھے اس کے بدلے جنت میں چشمہ ملے گا۔

وہ کہنے لگا کہ میرے اور میرے اہل و عیال کے لیے اس کے سوا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے، اس لیے وقف کرنے سے قاصر ہوں۔

جب اس بات کا علم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہوں نے مبلغ 35,000 درہم میں کنواں خرید لیا۔
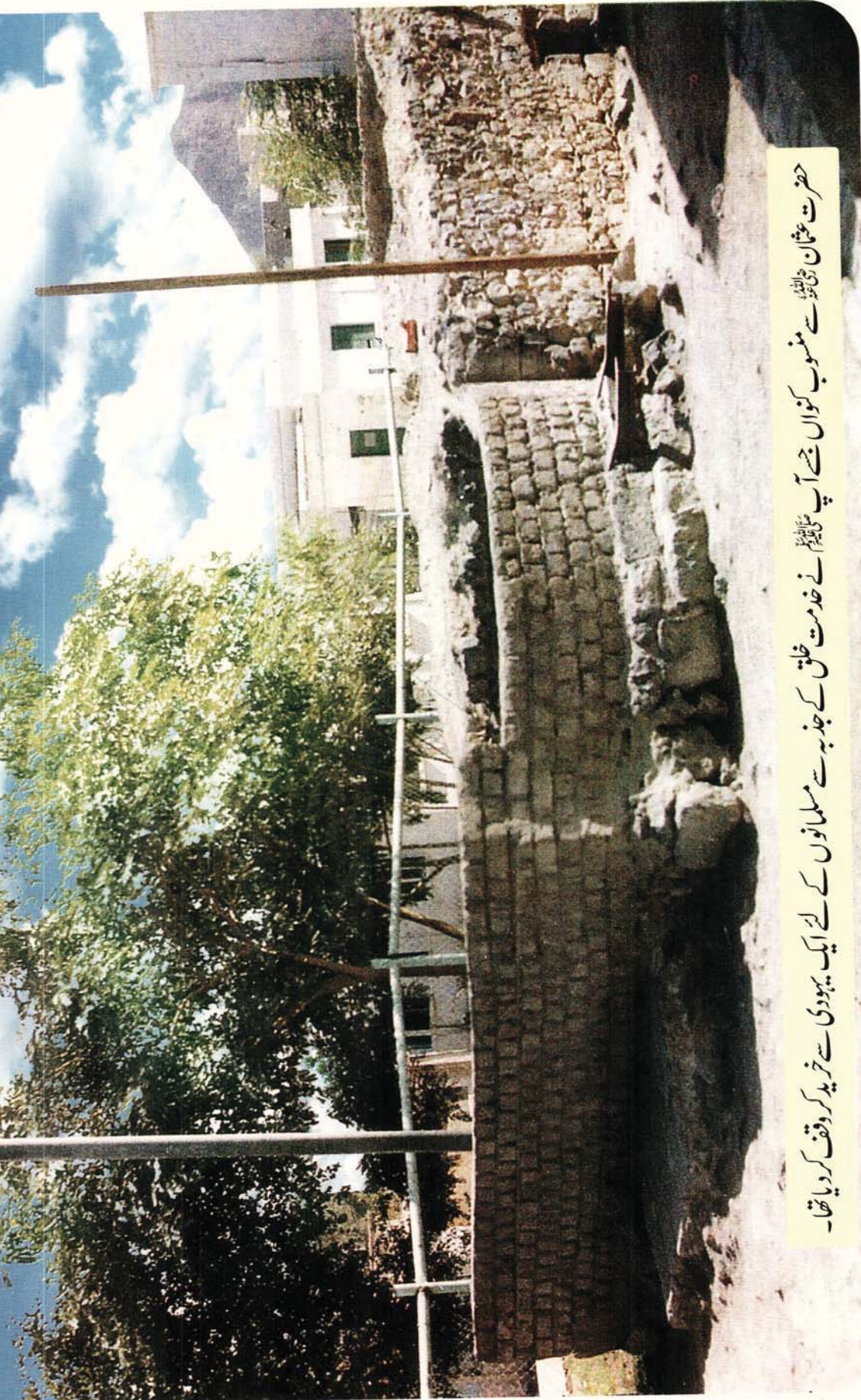
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب کنواں جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت خلق کے جذبہ سے مسلمانوں کے لئے ایک یہودی سے خرید کر وقف کر دیا تھا۔

طبقات ابن سعد کی روایت ہے کہ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے 400 دینار میں خرید کر وقف کر دیا۔ جب یہ روح پرور اطلاع رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے "اَللّٰهُمَّ اَوْجِبْ لَهُ الْجَنَّةَ"

"اے اللہ! عثمان کے لیے جنت واجب فرما دے۔" [1]

پھر اس کا پانی منگوا کر نوش فرمایا اور یہ ارشاد بھی فرمایا: کیسا عمدہ اور شیریں پانی ہے۔

مزید فرمایا: اس وادی میں شیریں کنویں کثرت سے ہوں گے مگر اس کنویں کا پانی سب سے زیادہ شیریں ہے۔ [2]

ایک اور روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُوْمَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ

ترجمہ: "بئر رومہ لینے والے کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔"

[1] حوالہ جامع الترمذی 3699
[2] حوالہ طبقات ابن سعد 2

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بئر رومہ نامی کنویں کی ادائیگی کرنے کے بعد اسے مسلمانوں کے لیے وقف کردیا تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

نِعْمَ الصَّدَقَةُ صَدَقَةُ عُثْمَانَ

ترجمہ: ”عثمان کی جانب سے یہ صدقہ بہترین صدقہ ہے۔“

گرمی کے دنوں میں اس کنویں کا پانی اکثر کم ہوجاتا تھا اور اس کی تہہ میں ریت زیادہ ہوجاتی تھی۔ اس لیے پانی میں ریت آنے لگتی تھی۔ تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اسے مزید گہرا کھدوایا جائے۔ جب رسول اللہ ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ

ترجمہ: ”جو بئر رومہ کو (مزید) کھدوائے گا اس کے لیے جنت ہے۔“

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہی اسے مزید کھدوایا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ وقت بنے تو ان پر آزمائش و مصائب آنے کا وقت شروع ہوا جس کی پیشن گوئی نبی کریم ﷺ اپنی حیات طیبہ میں کرچکے تھے۔ بہرحال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے اخیر میں جب قاتلین عثمان نے آپ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ پر کھانا پینا سب کچھ بند رکھا تو امام مظلوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے مخالفین سے فرمایا:

لوگو! تم جانتے ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت بئر رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ

تھا۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ کون شخص اسے خرید کر عام مسلمانوں کے لیے وقف کرتا ہے؟ اور اس کے بدلے اسے جنت ملے گی۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید کر وقف کردیا۔ اب تم اس کا پانی پینے سے مجھے محروم کر رہے ہو۔ [1]

[1] ترمذی شریف، ج 2: 211

بئر عثمان رضی اللہ عنہ پر بنی چار دیواری کا منظر

کنویں کی پیائش اور موجودہ حالت

امام ابن نجار رحمۃ اللہ المتوفی 643ھ/1245ء رقمطراز ہیں:

میں نے کنویں کی پیائش کی تو 18 ذراع گہرائی (یعنی 27 فٹ) 8 ذراع چوڑائی (یعنی 12فٹ) اور 2 ذراع پانی (یعنی 3 فٹ) تھا۔ پانی صاف وشفاف اور خوش ذائقہ تھا۔ زمانے کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ کنویں میں پانی کی کمی وزیادتی ہوتی رہی۔ کنویں کے گردوپیش باغات اور کھیتی تھی۔ [1]

امام مراغی نے امام مطری کا 71 قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ کنواں عرصہ سے خراب پڑا تھا۔ پتھر بھی خستہ حال اور گرے پڑے تھے بعد کے کسی دور میں صفائی کر کے تعمیر ومرمت کیا گیا اور قد آدم کے برابر بلند منڈیر بنائی گئی۔ اُس کے بعد پھر خراب ہوجانے پر 750ھ/1349ء میں قاضی شہاب الدین احمد بن محمد الطبری قاضی مکۃ المکرّمہ نے اس کی تجدید کرائی اور پانی جاری کرایا۔ [2]

شیخ عبدالقدوس انصاری رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

کنویں کا قطر 4 میٹر اور گہرائی 12 میٹر ہے۔ قریب ہی ایک خوشنما مسجد ہے لیکن محراب نہ ہونے کے باعث مسجد یا مکان میں فرق نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے سامنے نہایت خوبصورت مربع شکل میں حوض ہے۔

بئر رومہ وادی عتیق الصغیر کی ڈھلوان والی جگہ جسے اُضم کہا جاتا تھا میں واقع تھا۔ جس کے قریب پتھروں سے تعمیر کیا ہوا بڑا گھر موجود تھا جو قصر عبداللہ بن عامر سے جڑا ہوا تھا۔ اس کے ایک جانب مدینہ منورہ کی بڑی حویلی میں سے ایک حویلی موجود تھی۔ ایک طویل عرصے تک یہ حویلی اور اس کی دیگر عمارات منہدم حالت میں رہی ہیں۔ اس تمام علاقے میں کھیتوں اور کنوؤں کی کثرت تھی۔ پانی خاصا کثرت میں پایا جاتا تھا۔

[1] حوالہ اخبار مدینہ 48 [2] حوالہ معالم دار الهجرہ 175

بئر عثمان رضی اللہ عنہ پر بنی چاردیواری کی شکستہ چھت نظر آتا اندرونی منظر

"تاریخ معالم المدینة المنورة قدیماوحدیثا" کے مصنف کے مطابق اس کنویں میں دو ہاتھ کی گہرائی سے ہی پانی شروع ہوجاتا تھا۔ زمانے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ کنواں بھی اپنی اصل شکل میں نہ رہا اور اس میں پتھر وغیرہ گر جانے سے خرابی پیدا ہوتی رہی۔ طویل زمانے کے بعد اسے پھر سے دوبارہ اس کی اصل شکل میں لایا گیا اور اس کی منڈیر کو نصف قامت کے قریب زمین سے بلند بنایا گیا۔ پانی کم ہو چکا تھا اس لیے اس کی اصلاح کر کے اس کے پانی کو زیادہ کیا گیا۔ ترک عثمانیوں کے دور میں اس کنویں کو دوبارہ پہلی جیسی صورت میں لایا گیا اور اس کے کناروں کو بھاری پتھروں سے مضبوط کیا گیا۔

سعودی دور حکومت میں اس علاقے کے گرد بڑی بڑی عمارتیں وجود میں آگئیں۔ حکومت کی جانب سے اس کنویں کو بہترین انداز میں استوار کیا گیا اور بجلی کے پمپ کے ذریعے اس کے پانی میں مزید اضافہ کر دیا گیا۔ حکومت کی جانب سے اس تمام علاقے کو زرعی علاقہ قرار دیا گیا اور یہاں شمال مغربی جانب بئر رومہ کو دوبارہ کھدوایا گیا تاکہ اس کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کیا جاسکے۔ اس علاقے میں کھیتوں اور زراعت سے متعلق دیگر فنی ماہرین کی رہائش گاہیں بنوائی گئی تھیں۔ اس طاہر اور مبارک علاقے کو قدرتی آفات اور موسم کی سختیوں سے بچانے کے لیے سعودی حکومت کے انتظامات بے مثال رہے۔ [1]

یہ بہت بڑا کنواں تھا اور پانی نکالنے کے لیے اس میں مشین لگی ہوئی تھی۔ اس مشین کے ذریعہ باغات کو سیراب کیا جاتا تھا۔ مگر اب اس سے پانی لینے کے بجائے ٹیوب ویل لگادیے گئے ہیں۔ اس لیے اس کا پانی خشک ہوگیا ہے۔ یہ قدرت کا نظام ہے کہ کنویں سے پانی نکالتے رہیں تو آتا رہتا ہے، نکالنا چھوڑ دیں تو خشک ہوجاتا ہے یہی صورت بئر رومہ کے معاملہ میں پیش آئی۔
مساجد خمسہ جاتے ہوئے ٹیکسی والے سے کہیں تو بئر رومہ والی جگہ تک لے جاتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر تصور کیا جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنے فاصلہ پر آ کر پینے کے لیے پانی گھروں میں لے کر جاتے تھے۔

یہ کنواں جس میں اب پانی نہ ہونے کے برابر ہے، ایک باغ کے وسط میں واقع ہے اور وادی العتیق کے کنارے بڑے بڑے سیاہ پتھروں سے ڈھکا ہوا ہے۔ یہ باغ مسجد نبوی کے اوقاف کی ملکیت ہے اور وزارت زراعت وآبپاشی کو پٹے پر دیا ہوا ہے۔ محکمے نے اس باغ کو زراعتی تجربات کا سینٹر بنا رکھا ہے۔

حکومت نے اس کے قریب باقاعدہ ڈیری فارم اور پولٹری فارم قائم کر رکھے ہیں۔ اس میں چار انچ موٹا پائپ لگا ہوا ہے جو ہر وقت مشین کے ذریعے پانی کھینچتا رہتا ہے۔ [2]

وہاں سعودی حکومت نے "بئر عثمان" کے نام سے ایک بورڈ لگایا ہوا ہے اور وزارت زراعت نے وہاں نباتاتی ریسرچ سینٹر قائم کیا ہوا ہے جہاں انواع واقسام کی کھجوروں کے درختوں پر ریسرچ ہوتی ہے۔ یہ کنواں اسی فارمز کے ساتھ منسلک ہے۔

قارئین کرام! اب تک ان سات کنوؤں کا ذکر ہوا جن کے پانی سے سرکار دو جہاں محبوب کائنات ﷺ نے آخری غسل فرمایا تھا جنہیں "ابیار سبعہ" کہا جاتا ہے۔ ان سات کنوؤں کے علاوہ دیگر کنوؤں کا پانی بھی نبی کریم ﷺ نے استعمال فرمایا ہے اب ایک ایک کر کے ان کا ذکر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

1 حوالہ ابواب تاریخ مدینہ 177
2 سفرنامہ ارض قرآن، ص 185

بئر عثمان رضی اللہ عنہ کے پانی کو جمع کرنے والی ٹنکی

بئر عثمان رضی اللہ عنہ کے اطراف کی جدید سعودی تعمیرات

بئر عثمان رضی اللہ عنہ پر بنی عمارت کی چاردیواری
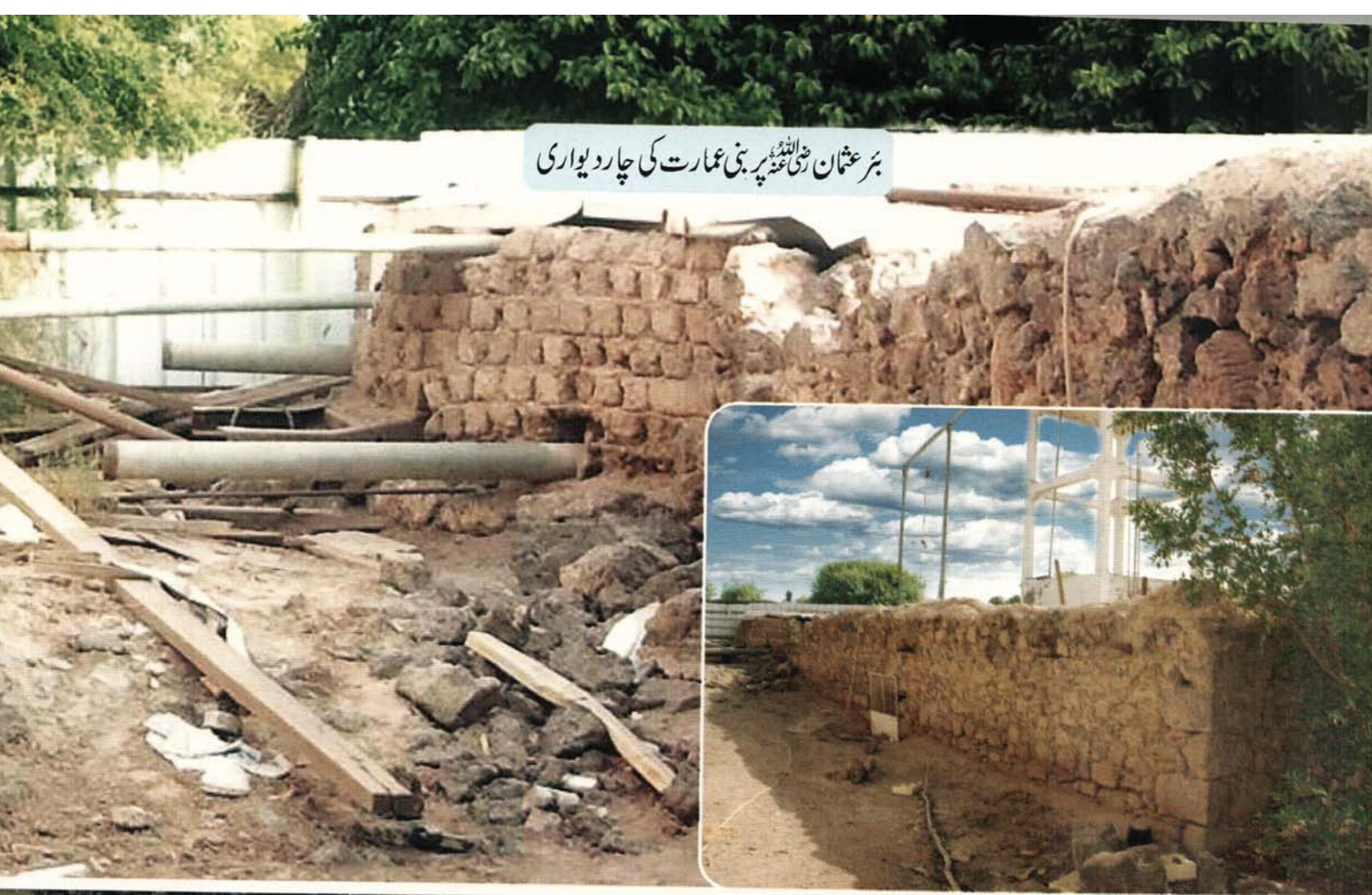
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کنویں اور باغات کا بیرونی منظر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے باغ کا داخلی دروازہ

بئرِ عثمان رضی اللہ عنہ پر بنی قدیم عمارت کا اندرونی منظر

یہ عمارت کنویں کے اوپر بنی ہوئی ہے، یہ جگہ اس کنویں سے متصل قدیم کھنڈرات کی ہے۔
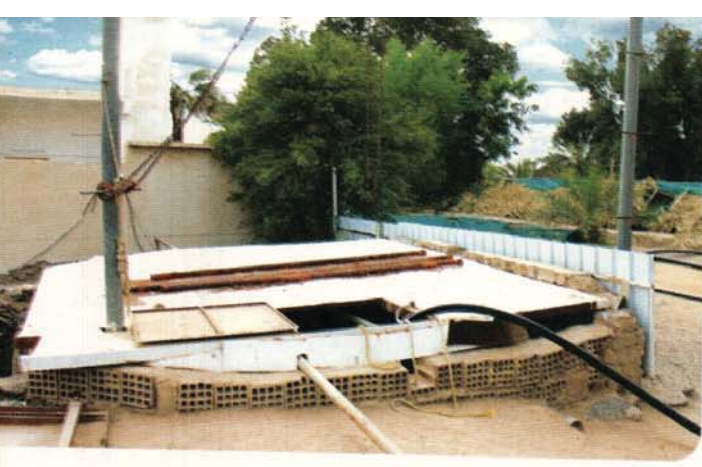
بئر عثمان رضی اللہ عنہ کا اوپری جنگلہ

اس جگہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کنویں کا پانی حوض میں جمع کیا جاتا ہے

باغِ عثمان رضی اللہ عنہ کی قدیم مسجد

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کنویں سے متصل سیراب ہونے والا باغ
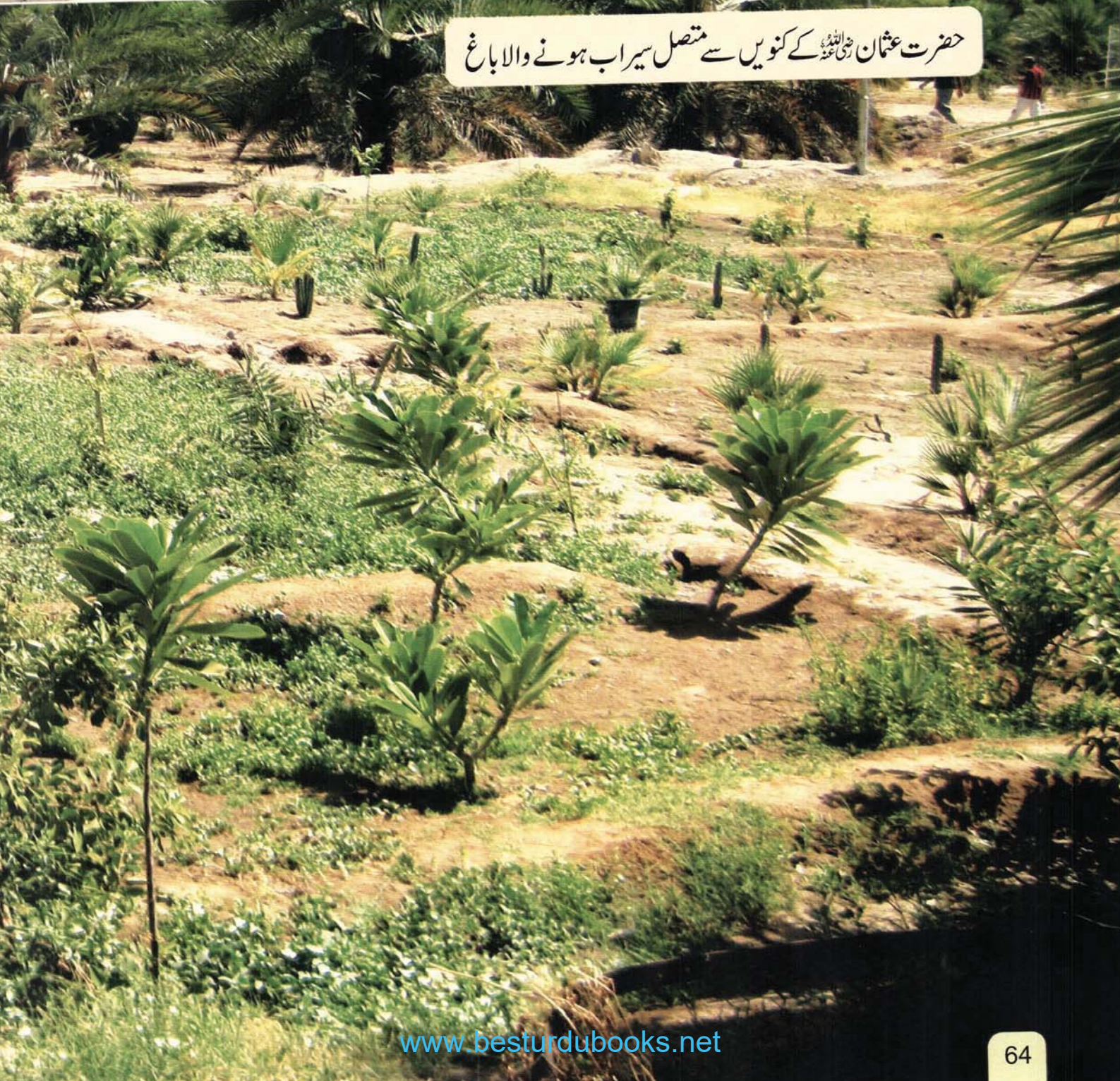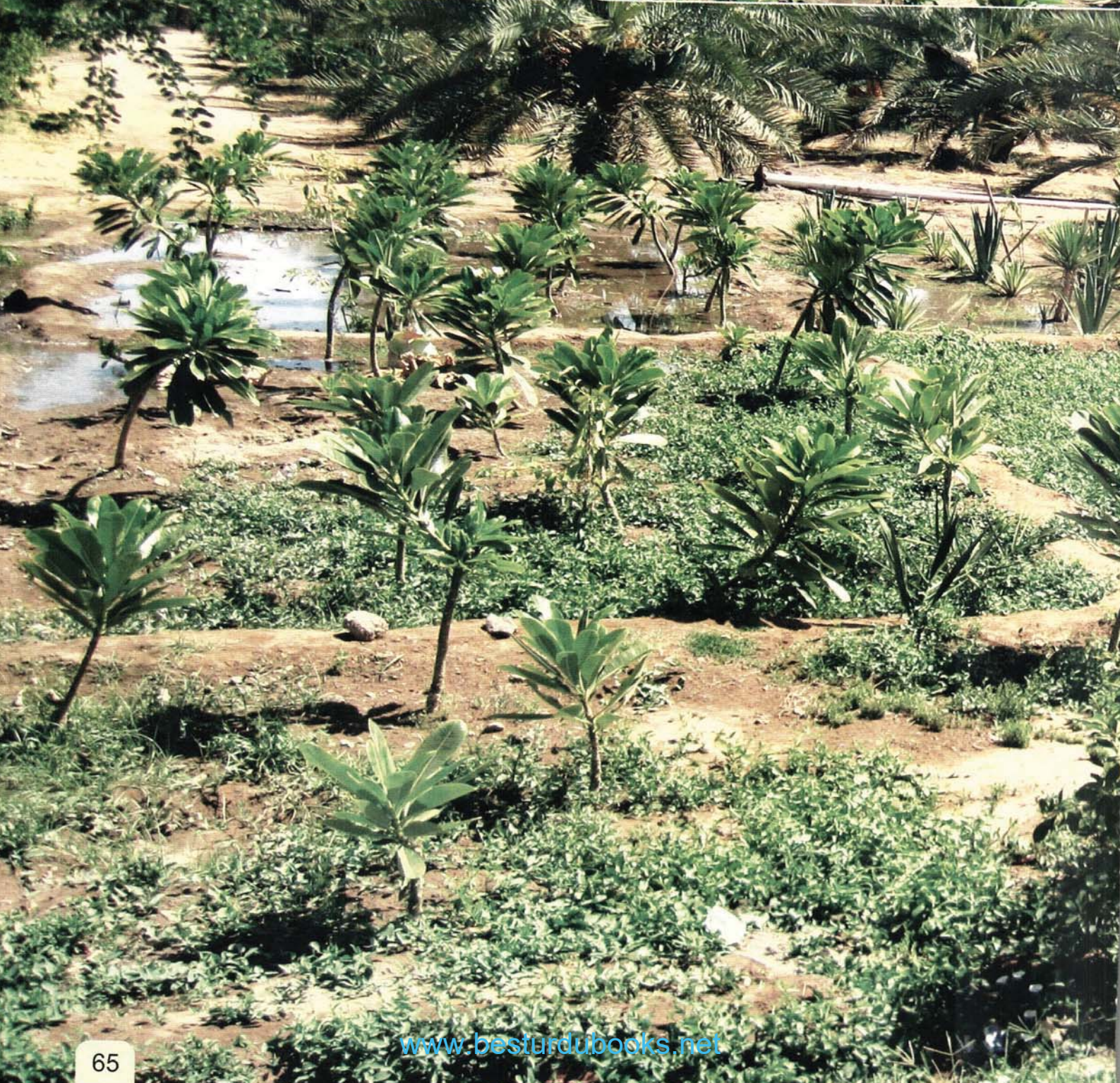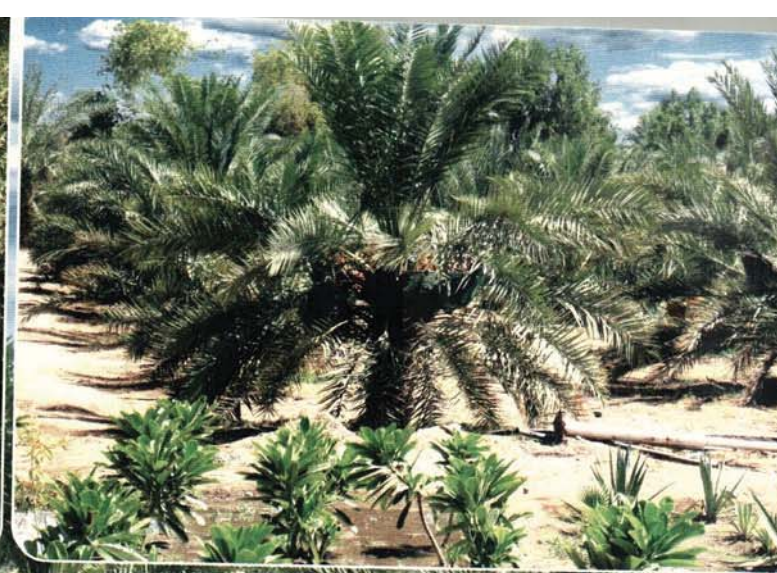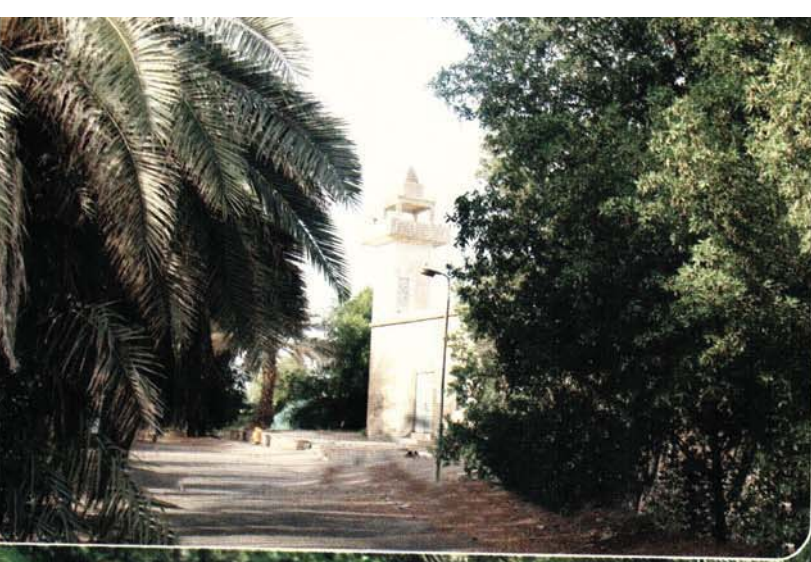
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کنویں کے پانی سے پیدا ہونے والی کھجوریں

8 السقیا یا مالک بن نضر نامی کنواں

اس کنویں کا ذکر مدینہ منورہ میں موجود یہود کے ساتھ جنگ کے دوران آیا ہے۔ حضرت ابن شبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ ہم نے اس مقام کے قریب یہود سے جنگ کی اور فتح یاب ہوئے۔

اس کنویں کے مالک کے بارے میں آیا کہ اس کا نام ذکوان بن عبد قیس تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ کنواں خریدا تھا۔ اس علاقے کا نام الفلحان تھا اور کنویں کا نام ''بئر السقیا''۔ حضرت ابن شبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وہ علاقہ جہاں بئر سقیا واقع ہے السقاء الفلح کہلاتا تھا۔

علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان کا حوالہ دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں کا پانی نوش فرماتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رباح پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کے لیے بئر السقیا اور بئر الغرس سے پانی لاتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے جید سند کے حوالے سے حضرت ابورافع کی اہلیہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے:

''جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر مہمان بن کر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک بن نضر کے کنویں کا پانی پیش کیا گیا۔ مالک جو حضرت انس، ہند اور حارثہ رضی اللہ عنہم کے والد ہیں، اور یہ تینوں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بچے تھے جو بئر سقیا سے پانی لاتے تھے اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کبھی تو بئر غرس سے پانی خدمت اقدس میں پیش کرتے تھے اور کبھی بئر سقیا سے''۔
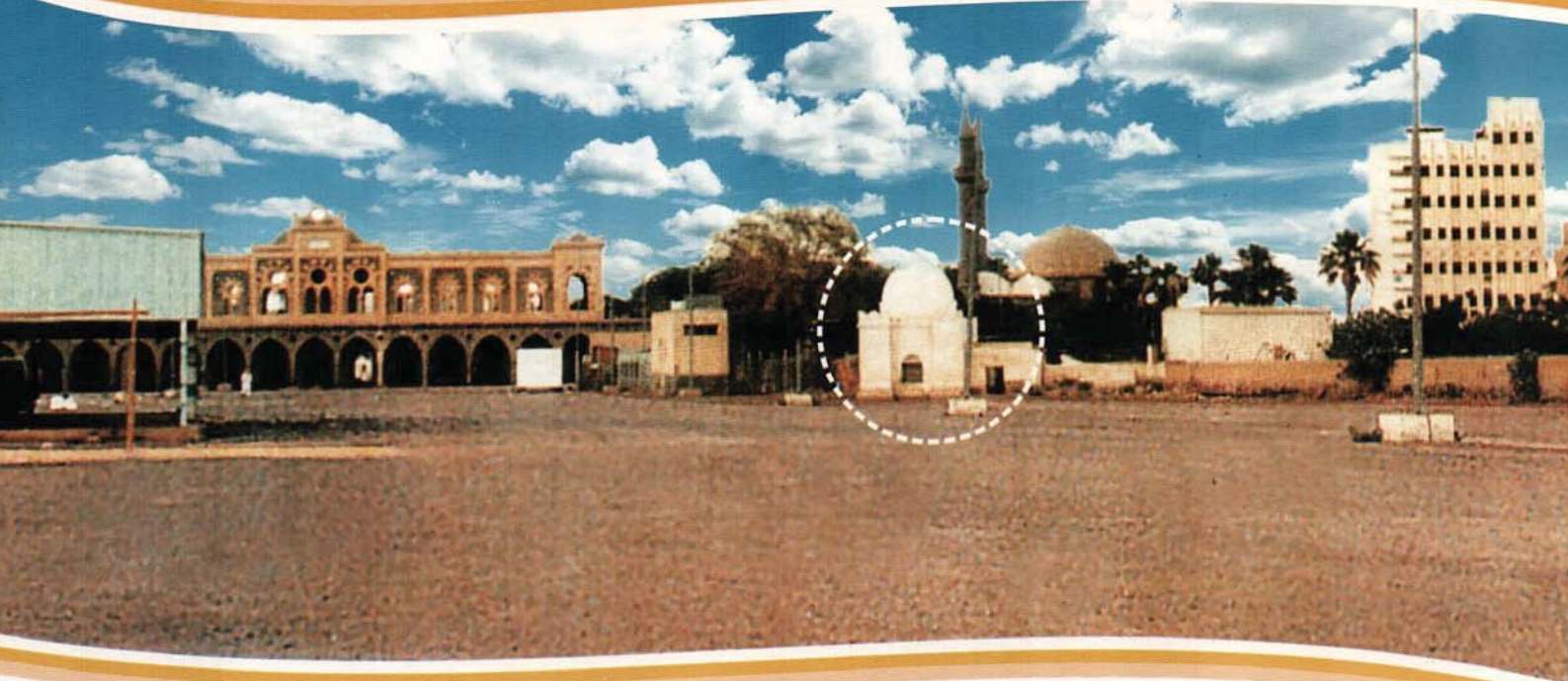
بئر سقیا: جو مدینہ منورہ کے حرہ غربی میں واقع ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں وضو فرمایا اور مدینہ اور مدینہ کے رہنے والوں کے لئے رحمت کی دعا فرمائی۔

جانِ دو عالم ﷺ کا بئر سقیا سے وضو کرنا

ماہ رمضان 2 ہجری میں غزوہ بدر پر روانگی کے وقت جانِ دو عالم ﷺ نے جیش اسلام کا پہلا پڑاؤ بئر سقیا کے مقام پر ڈالا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ تیار ہو کر اس مقام پر جمع ہو جائیں۔ اس وقت یہ کنواں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں آ چکا تھا جنہوں نے اس کے قریب ہی ایک مسجد بھی بنائی ہوئی تھی۔ [1]

یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے اپنے مٹھی بھر مجاہدین کی حربی صلاحیتوں کا جائزہ لیا جو کہ اسلامی تاریخ کے سب سے پہلے اہم معرکہ حق و باطل کے لیے دشمنان اسلام کے ساتھ پنجہ آزمائی کے لیے گامزن ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بئر سقیا کے پانی سے وضو فرمایا۔ 313 مجاہدین نے بھی وہیں وضو کیا اور حبیب خدا ﷺ کی اقتدا میں مسجد سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میں رب ذوالجلال کے حضور نبی کریم ﷺ نے سجدہ ریزی کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد سقیا اور بئر سقیا دونوں قریب قریب واقع تھے۔

یہی وہ مقام تھا جہاں تاجدار مدینہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کے ارض حرم ہونے کا اعلان بھی کیا اور جہاں اہل مدینہ کے لیے خصوصی دعا فرمائی کہ اے اللہ کریم! ان کے صاع اور مد میں برکت فرما اور ان کے رزق میں افزائش اور برکت عطا فرما۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے سفر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت وادی السقیا میں پہنچی وہاں پانی موجود نہ تھا اس وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے کاش! اللہ کا کوئی نیک بندہ پانی کا انتظام کرتا۔ یہ سن کر چند مقامی صحابہ پانی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور 23 میل کے فاصلے پر موجود ایک مقام سے انہیں پانی ملا جسے وہ 23 میل چلتے ہوئے مشکیزوں میں بھر کر رحمت کائنات ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ [2]

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم ایک بار ایک لڑائی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ جب ہم بئر السقیا میں پہنچے تو تاجدار حرم ﷺ نے وضو کے لیے پانی طلب فرمایا۔ تاجدار حرم ﷺ نے وضو فرمایا، قبلہ رخ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اے اللہ! آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی، جب انہوں نے مکہ اور اس کے مکینوں کے لیے رحمت طلب کی۔ میں بھی مدینہ اور اس کے ساکنوں کے لیے اس کا طلبگار ہوں۔ لہٰذا آپ اس شہر مدینہ پر دگنی رحمت فرمائیے۔

پیارے نبی ﷺ نے اس جگہ دعا فرمائی اور اس جگہ بعد ازاں مسجد تعمیر ہوئی۔ [3]

السقیا کنویں کے بارے میں المطری کہتے ہیں کہ الحرم کے علاقے آبار علی کی جانب جاتے ہوئے یہ بائیں جانب النقا کے آخری سرے پر واقع تھا۔ بئر السقیا یا بئر مالک بن نضر پہاڑ کے قریب کھودا گیا تھا جس کا پانی کچھ نمکین تھا، بعد کے زمانے میں اس کا محل وقوع مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت باب العنبری سے باہر دائیں جانب تھا، کافی عرصہ قبل اس میں پانی ختم ہو چکا تھا۔ جدید دور میں یہ قطعہ اراضی مدینہ منورہ کی سبزی اور پھل منڈی میں آ گیا۔

شیخ سمہودی رحمۃ اللہ کے بیان کی رو سے فارس کے کچھ باشندوں نے 878ھ (1476ء) میں اسے دوبارہ کھودا جس کے بعد اسے فارسیوں کا کنواں کہا جانے لگا۔ اب یہ کنواں میدان العنبر یہ سے 100 میٹر کے فاصلے پر ریلوے اسٹیشن کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔

المراغی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ان کے دور میں بئر السقیا (جسے ان دنوں میں سقیاء السعد کہا جاتا تھا) خشک ہو چکا تھا اور بہت ہی خستہ حالت میں تھا۔ [4]

شیخ عبدالقدوس انصاری رحمۃ اللہ نے آثار مدینہ میں جو پہلی مرتبہ 1935ء میں چھپی تھی، میں بہت ہی کھلے الفاظ میں لکھا ہے کہ بئر سقیا اور مسجد سقیا دونوں ایک دوسرے کے قریب واقع تھے۔ یہ مسجد تو ترکوں کے بنائے ہوئے ریلوے اسٹیشن کے احاطے کے اندر آ گئی تھی مگر بئر سقیا عمرانی ضروریات کے تحت بنائی جانے والی مکہ روڈ (موجودہ نام عنبریہ روڈ) کے اس پار چلا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم العیاشی نے بھی اسی رائے کی تائید کی ہے۔ وہ رقمطراز ہیں: بئر سقیا ریلوے اسٹیشن کے جنوب مغرب میں واقع ہے جبکہ مسجد سقیا ریلوے اسٹیشن کے احاطے کے اندر واقع ہے۔

---

[1] وفاء الوفاء 1234/4 [2] حوالہ مسند احمد [3] حوالہ مسند احمد 309/5 و مجمع الزوائد 304/3 [4] حوالہ المراغی 180

دونوں کے درمیان صرف ایک سڑک (عنبریہ روڈ) حد فاصل ہے۔ چودھویں صدی ہجری کے دور میں جب شارع العنبریہ تعمیر ہوئی تو سڑک کی توسیع کے پیش نظر یہ کنواں دفن کر دیا گیا۔ اس کا تخمینی محل وقوع مسجد سقیا کی جنوبی طرف ریلوے اسٹیشن کی چار دیواری سے باہر ہے۔[1]

مشہو سعودی تاریخ دان احمد الجاسر نے یہ کہتے ہوئے اس بیان کی پرزور تائید کی ہے کہ بئر سقیاء ریلوے اسٹیشن کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ وہ سڑک جو آبار علی کی طرف جاتی ہے اسے ریلوے اسٹیشن سے علیحدہ کر دیتی ہے اور یہ میدان عنبریہ مسجد سے (آبار علی کی طرف) جانے والوں کے بائیں ہاتھ (تقریباً 100 میٹر دور) پڑتا ہے۔

بئر عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب جانے والی طریق عنبریہ (عنبریہ روڈ) بناتے وقت بئر سقیا زیر زمین دفن ہو کر رہ گیا ہے۔

---

[1] تاریخ مدینہ منورہ، ص 54

9 اہاب یا زمزم نامی کنواں

یہ کنواں حرہ غربیہ میں واقع تھا۔ پیارے نبی ﷺ نے اس کا پانی استعمال فرمایا تھا اور اپنا لعاب دہن بھی اس میں ڈالا تھا۔ چنانچہ حضرت محمد بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ جان دو عالم ﷺ بئر اہاب پر تشریف لائے، یہ کنواں ان دنوں حضرت سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا۔ حضرت سعد بن عثمان سے ملاقات تو نہ ہوسکی، البتہ ان کے صاحبزادہ عبادہ بن سعد موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے واپس تشریف لے جانے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھا: کوئی آیا تو نہیں؟

بیٹے نے حضور نبی کریم ﷺ کی آمد اور ان کے مقدس حلیہ کا ذکر کیا تو باپ نے فوراً کہا: وہ رسول اللہ ﷺ ہیں، جاؤ ان کی زیارت کرو۔

بیٹا دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی اور کنویں میں لعاب مبارک ڈالا۔ حضرت سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ نے بیٹے سے فرمایا: اگر مجھے یقین ہوتا کہ تم یہ کنواں بیچو گے نہیں تو میں اپنی قبر اسی میں بننے کو ترجیح دیتا۔

امام مطری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لعاب دہن کی برکت کا یہ عالم تھا کہ تمام اہل مدینہ اس کنویں سے تبرک حاصل کرتے تھے بلکہ لوگ دور دور تک اس کنویں کا پانی پہنچاتے۔

اسی وجہ سے عوام کی زبان پر یہ پانی بھی زمزم ہی کہلاتا ہے اور لوگ اس کنویں کو بئر زمزم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ [1]

دوسرے قول کے مطابق بئر اہاب اور بئر زمزم دو مختلف کنویں تھے۔ بنی امیہ کے دور میں اس کنویں کو اسماعیل بن ولید بن ہشام نے خرید لیا تھا اور اس کے پاس اپنا محل بنوایا تھا۔ اس کنویں کے محل وقوع کے بارے میں ابتدائی مورخین بھی مخمصے کا شکار رہے۔ بعض نے تو اسے بئر زمزم کا دوسرا نام ہی کہہ دیا ہے۔

شیخ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سلسلے میں تذبذب کا شکار ہیں اور انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہی کنواں بئر زمزم ہو۔ تاہم شیخ عباسی رحمہ اللہ نے واضح طور پر لکھا ہے کہ بئر اہاب اور بئر زمزم دونوں مختلف کنویں تھے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ آج بھی یہ کنواں حرہ غربیہ میں مسجد منارتین کی غربی جانب تھوڑے فاصلے پر ٹرکوں کے اڈے کے درمیان واقع ہے۔ اسی کنویں کی نسبت یہ علاقہ ''حی اہاب'' یعنی اہاب کا علاقہ کہلاتا ہے۔ اس پر موجود قدیم عمارت کو عمداً نیم مسمار کر دیا گیا ہے مگر کنویں میں آج بھی پانی ہے۔ [2]

1. خلاصۃ الوفا ص 310
2. حوالہ جستجوئے مدینہ باب نمبر 20 صفحہ 769

بئر اہاب جس کا پانی نبی اکرم ﷺ نے نوش فرمایا

مسجد منارتین کے قریب موجود بئر اہاب اسی کنویں کو بئر فاطمہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب واقع ہے

اس کنویں کو بئر فاطمہ (بنت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ) بھی کہا جاتا تھا۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں جب اہل بیت کو حجرۂ سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے قوت کے بل بوتے پر نکالا گیا تھا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا حرہ غربیہ کی سطح مرتفع میں آباد ہوگئی تھی۔ اپنے نئے گھر میں انہوں نے ایک کنواں کھدوانے کا حکم دیا۔ یہ سطح مرتفع چونکہ سخت لاوے کی چٹانوں سے بنی تھی، اس لیے اس کنویں کی کھدائی میں کافی دشواری پیش آ رہی تھی۔

جب یہ مشکل سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے علم میں لائی گئی تو انہوں نے وضو کر کے اس چٹان پر دو رکعت نفل ادا کیے اور دعا فرمائی۔ [1]

اس کے بعد جب کھدائی کا کام شروع کیا گیا تو سب مشکلیں آسان ہو چکی تھی اور کام بغیر کسی رکاوٹ کے مکمل ہوگیا اور زیر زمین پانی نکل آیا۔ اہل بیت کے معتقدین نے اسے بئر زمزم کہنا شروع کر دیا تھا۔ امام مراغی رحمۃ اللہ کے بیان کے مطابق کنویں کی نسبت اہل بیت کی طرف ہونے کے سبب ان کے دور میں حجاج کرام اس کنویں کا پانی ساری دنیا میں لے جایا کرتے تھے۔

مؤرخ ابن نجار رحمۃ اللہ نے اس کنویں کا ذکر نہیں کیا تاہم جمال المطری نے ''التعریف'' میں اس کنویں پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس بات کا خصوصی ذکر کیا ہے کہ اہل مدینہ کی رائے اس سلسلے میں منقسم ہے کہ آیا بئر سقیاء ہی بئر زمزم ہے یا یہ کہ پہاڑی کی چوٹی پر واقع کنواں بئر زمزم ہے۔ ان کی رائے میں چونکہ پہاڑی پر واقع کنویں کا پانی دور دراز علاقوں میں لے جایا جاتا ہے اسی وجہ سے یہی کنواں بئر زمزم ہے۔ بنی امیہ کے دور میں ہشام بن عبدالملک کے بیٹے نے اسے خرید لیا تھا کیونکہ اسے پہاڑی پر واقع علاقہ بہت اچھا لگتا تھا۔

مزید برآں جیسا کہ بئر سقیا کے ضمن میں ہم نے مختلف معاصر مورخین مدینہ طیبہ کی آراء سے یہ ثابت کیا ہے کہ بئر سقیا تو دراصل اب عنبریہ روڈ کے نیچے دفن ہو چکا ہے تو وہی کنواں جو اس سے تھوڑا آگے چل کر پہاڑی پر واقع ہے اور جس کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں غالب گمان یہ ہے کہ وہی کنواں بئر زمزم ہوسکتا ہے۔

شیخ ابراہیم العیاشی رحمۃ اللہ (جو کہ مدینہ طیبہ میں آثار قدیمہ کے بانی اور استاد سمجھے جاتے ہیں) کی تحقیق کے مطابق جبل النعم (وہی پہاڑی جس کا ذکر ہم نے کیا ہے) پر واقع کنواں ہی دراصل سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کا کنواں ہے۔ تاہم اس معاملے میں امام مراغی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان اس سے متضاد ہے جو کہ اسی کنویں کو بئر سعد رضی اللہ عنہ (یعنی بئر سقیاء) سمجھتے ہیں۔

حضرت علی بن موسیٰ آفندی نے انیسویں صدی کے اختتام کے وقت یہ لکھا ہے کہ ان کے دور میں بئر زمزم پوری آب و تاب کے ساتھ موجود تھا۔ مؤلف نے اس موقع کا ملاحظہ کیا ہے۔ باہر سے دیکھنے پر کنویں کی دیواریں نظر آتی ہیں مگر اوپر جا کر معلوم ہوتا ہے کہ دیواروں کے کچھ حصوں کو گرا کر اس کنویں کو بھر دیا گیا ہے اور یوں یہ کنواں اپنے ہی ملبے سے اٹا ہوا ہے۔ [2]

اس مقام پر ہم ایک اور معاصر محقق کی تحقیق بھی قارئین کی نظروں میں لانا چاہیں گے۔ غازی بن سالم التمام نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ بئر زمزم، حی الزمزم میں (عنبریہ اسٹیشن کے شمال مغرب میں) اس علاقے میں واقع تھا جس کو آج کل حارہ الغربیہ کہا جاتا ہے۔ اسے مسمار کر دیا گیا تھا اور اس کا موجودہ محل وقوع ''محطة نفط اللمحروقات'' کے نیچے دفن ہو چکا ہے۔ [3]

[1] حوالہ خلاصہ الوفاء 519 [2] حوالہ وصف المدینہ 33
[3] جستجوئے مدینہ، ص 769

دوسرے قول کے مطابق عنبریہ اسٹیشن کے قریب موجود بئر زم زم کا مقام

دوسرے قول کے مطابق بئر زم زم کا مقام (عنبریہ)

10 القراضہ نامی کنواں

اس کنویں کی ملکیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا کنواں ہے۔ حضرت ابن زبالہ رحمہ اللہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے والد جنگ میں شہید ہوگئے تو قرض خواہوں نے اپنے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے قرض خواہوں سے کہا: آپ لوگ بئر القراضہ لے لیں۔ انہوں نے انکار کردیا (شاید اس کی مالیت کم تھی) یہ واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ اس جگہ تشریف لائے۔ اس کنویں میں لعاب دہن ڈالا اور دعائے برکت فرمائی۔ چنانچہ اسی سال اس کنویں کے پانی کی برکت سے یہاں کے پھلوں میں کئی گنا اضافہ ہوا اور ان پھلوں سے قرض خواہوں کو ادائیگی کردی گئی۔ [1]

اس کنویں کا محل وقوع غیر معروف ہے۔ اس سلسلے میں بس اتنا کہا جاتا ہے کہ مسجد الفتح کے مغربی جانب کسی جگہ واقع تھا۔ اور اب کوئی نشان باقی نہیں رہا ہے۔

11 زرع نامی کنواں

اس کنویں کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے پانی سے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا ہے اور اپنا لعاب مبارک کنویں میں ڈالا ہے چنانچہ اس کنویں کے بارے میں ابن زبالہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی ہے:

أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِىْ خَطْمَةَ فَصَلّٰى فِىْ بَيْتِ الْعَجُوْزِ فِىْ مَسْجِدِ هِمْ ثُمَّ مَضٰى اِلٰى بِئْرِهِمْ فَجَلَسَ فِىْ قُفِّهَا فَتَوَضَّأَ وَبَصَقَ فِيْهَا۔

”جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بنی خطمہ کے ہاں تشریف لائے اور ایک بوڑھی اماں کے گھر نماز ادا فرمائی۔ پھر ان کے کنویں پر گئے جو مسجد کے صحن میں تھا اس سے وضو فرمایا اور لعاب دہن ڈالا“۔ [2]

12 جاسوم یا ابی الہیثم نامی کنواں

اس کنویں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سے بھی پانی نوش فرمایا تھا۔

ابن شبہ اور ابن زبالہ نے خالد بن رباح سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوم کنویں سے پانی نوش فرمایا تھا۔

حضرت زید بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جَاءَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ اَبُوْبَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى أَبِى الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ فِىْ جَاسُوْمٍ فَشَرِبَ مِنْ جَاسُوْمٍ وَهِىَ بِئْرُ أَبِى الْهَيْثَمِ وَصَلّٰى فِىْ حَائِطِهِ

”رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جاسوم کے مقام پر ابی الہیثم بن التیہان کے پاس تشریف لائے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جاسوم، اَبی الہیثم کا کنواں تھا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں سے پانی نوش فرمایا اور اس کی دیوار کے ساتھ نماز ادا کی۔

حضرت ہیثم بن نصر اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک عرصہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کرنے کا شرف حاصل رہا۔ میں بئر جاسوم سے پانی لایا کرتا تھا۔ [3]

اس کنویں کے بارے میں اب کچھ معلوم نہیں۔

13 اعواف نامی کنواں

حضرت عبداللہ بن عمر بن عثمان فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں وضو فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی بہہ کر اس کنویں کے اندر چلا گیا اور وضو کے پانی بہنے کی جگہ پر سبزہ اُگ آیا۔ [4]

---

[1] خلاصۃ الوفاء، ص 319
[2] خلاصۃ الوفا، ص 314
[3] خلاصۃ الوفاء ص 312
[4] خلاصۃ الوفاء، ص 309

14 بئر علی رضی اللہ عنہ

کنوؤں کی ایک کثیر تعداد آج بھی موجود ہے جو سیدنا علی کرم اللہ وجھہ نے وادی العقیق میں ذوالحلیفہ کے علاقے میں کھدوائے تھے۔ ان کنوؤں کی شہرت نے تو ذوالحلیفہ کے نام کو بھی گہنایا ہوا ہے اور سیدنا علی کرم اللہ وجھہ کے نام سے منسوب ہونے کی وجہ سے یہ تمام علاقہ ''ابیارعلی'' یا ''آبارعلی'' کہلاتا ہے۔

تاریخ مدینہ منورہ کی اکثر کتب میں ''ذوالحلیفہ'' کے مقام پر ان کنوؤں کا ذکر ملتا ہے۔

ذُو الْحُلَيْفَةِ فِيهَا عِدَّةُ ابَارٍ وَالْمَاءُ فِيهَا كَثِيرٌ

''ذوالحلیفہ میں کثرت سے کنویں ہیں اور ان کنوؤں میں پانی کی بھی کثرت ہے۔'' [1]

سیدنا علی کرم اللہ وجھہ کے لگوائے گئے 23 کنوؤں میں سے ابھی تک چند موجود ہیں اور وافر مقدار میں پانی مہیا کرتے ہیں۔ یہ کنویں ایک دوسرے کے قریب ہی ایک کھجوروں کے باغ میں واقع ہیں۔

حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''وفاء الوفاء'' میں بئر علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے:

بِذِى الْحُلَيْفَةِ الْبِئْرُ الَّتِىْ تُسَمِّيْهَا الْعَوَامُ بِئْرَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

ترجمہ: ذوالحلیفہ میں ایک کنواں بئر علی کے نام سے عوام میں مشہور ہے''۔

انہی کنوؤں میں سے ایک کنویں کے قریب آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرما کر احرام باندھا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ کنویں ختم ہوتے گئے اور صرف ایک کنواں باقی رہ گیا جو بئر علی کے نام سے مشہور ہوا۔ [2]

---

1 مسجد نبوی کا تصویری البم

2 مسجد نبوی کا تصویری البم

تصویر مقام بئر علی ! جو کہ ذو الحلیفہ کے نام سے بھی مشہور ہے

15 روحاء یا وادی روحاء نامی کنواں

بئر روحاء وہ مبارک کنواں جسے مدنی آقا ﷺ کی زیارت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ایک سفر میں سرور کائنات ﷺ مقام روحاء پہنچے اور بئر روحاء کے قریب ایک مسجد میں نماز پڑھی۔ مسجد کے آثار شکستہ صورت میں ابھی موجود ہیں۔ مسجد کی چار دیواری منہدم ہو چکی ہے، مگر نماز پڑھنے کے لیے جگہ باقی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

هٰذِهِ سَجَاسِجُ يَعْنِى وَادِى الرَّوْحَا هٰذَا اَفْضَلُ اَوْدِيَةِ الْعَرَبِ

ترجمہ: ''یہ سجاسج ہے، یعنی وادی روحاء ہے۔ یہ عرب کی وادیوں میں سے افضل وادی ہے، یہاں مجھ سے پہلے ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔''

ایک اور روایت میں فرمایا:

''یہاں سے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام گزرے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں سے نہ گزریں گے''۔ [1]

[1] خلاصة الوفاء، ص 309

بئر روحاء سے پیارے نبی ﷺ کا وضو کرنا

روحاء کنویں سے رحمۃ للعالمین ﷺ نے وضو کیا اور پانی پیا۔بعض روایات کے مطابق ساقی کوثر ﷺ نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا۔

آج بھی وہ کنواں موجود ہے اور عاشق دور دور سے اس کنویں پر حاضری دینے، پانی پینے اور اس مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں۔ہم ظہر کی نماز کے وقت یہاں پہنچے۔کئی پاکستانی، عربی بھائی یہاں آئے ہوئے تھے۔

ہم نے بھی اس کنویں سے وضو کر کے اس مسجد میں نماز ادا کی۔ کنویں کا پانی میٹھا، شیریں اور بہت ہی متبرک ہے۔کنویں کے قریب آبادی کا نام بھی بئر الروحاء ہے، اس کنویں کے پانی اور یہاں کی سرزمین سے میرے آقا ﷺ کے قدموں کی خوشبو آ رہی تھی۔

کافی دیر تک ہم اس مقدس زمین پر آقا ﷺ کی یاد میں لطف اندوز ہوتے رہے۔ پھر اوپر جا کر اس وادی کا نظارہ کیا، جس کے بارے میں میرے آقا ﷺ نے فرمایا:

هٰذَا اَفْضَلُ اَوْدِيَةِ الْعَرَبِ

ترجمہ: ''یہ عرب کی وادیوں میں سے افضل وادی ہے''

بئر روحا کی قریب سے لی گئی تصویر

بئر روحاء کے مقام پر آقا ﷺ کا نماز پڑھنا

اس مبارک وادی کے پتھروں اور پہاڑوں نے بھی میرے آقا ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کی تھی۔ یہاں میرے آقا ﷺ کے قدم مبارک لگے، ہم بھی انھی راہوں پر چل کر روحانی کیفیات سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

جہاں جہاں آقا ﷺ کے قدم مبارک لگے، نماز پڑھی کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان تمام مقامات کو خود تلاش کرتے، وہاں نماز پڑھتے اور دوسروں کو بھی یہ سب مواقع بتلاتے تھے۔ مسجد روحا سے آگے مسجد الغزالہ (مسجد المنصرف) میں بھی آقائے نامدار ﷺ نے نماز پڑھی۔ اسی مسجد کے قریب ایک جگہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ٹھہرتے۔ ایک درخت کی جڑ میں اپنا وضو کا بچا ہوا پانی ڈالتے اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس مقام پر اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آج کل ان آثار کے نشانات باقی نہیں رہے۔

زیر نظر تصویر مدینہ سے بدر جاتے ہوئے راستے میں واقع بئر روحاء نامی کنویں کی ہے۔ یہاں 70 انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔ ایک روایت میں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں سے گزرے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں سے نہ گزر جائیں۔ حضور ﷺ کا یہاں کے پانی سے وضو کرنا بھی ثابت ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بہت سے مقامات پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار کے طور پر نماز پڑھتے اور بتلاتے، جن کی تفصیل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں لکھی ہے، مگر ان میں سے دو مقام باقی ہیں۔ ایک روحاء اور دوسرا ذوالحلیفہ۔

روحاء میں معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سفر بدر میں سواریاں کم ہونے کی بناء پر ایک اونٹ پر تین تین آدمی باری باری سوار ہوتے تھے۔

حضرت رفاعہ اور خلاد رضی اللہ عنہما کا اونٹ روحاء میں آکر تھک کر بیٹھ گیا، انہوں نے بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھا، اسی وقت شاہ بطحاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں گزر ہوا تو انہوں نے اونٹ کے تھک جانے کی شکایت کی، شاہ بطحاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، منہ میں کچھ پانی لے کر ایک برتن میں کلی کردی، اس پانی کو اونٹ کے منہ، سر، گردن، کوہان وغیرہ پر چھڑکا، پھر فرمایا: اب سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ اونٹ تیز رفتار ہو گیا اور اونٹ پر تھکان وغیرہ کے آثار باقی نہ رہے۔ [1]

[1] خلاصة الوفاء و انعام الباری شرح صحیح بخاری و نقوش پائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم 128 تا 129
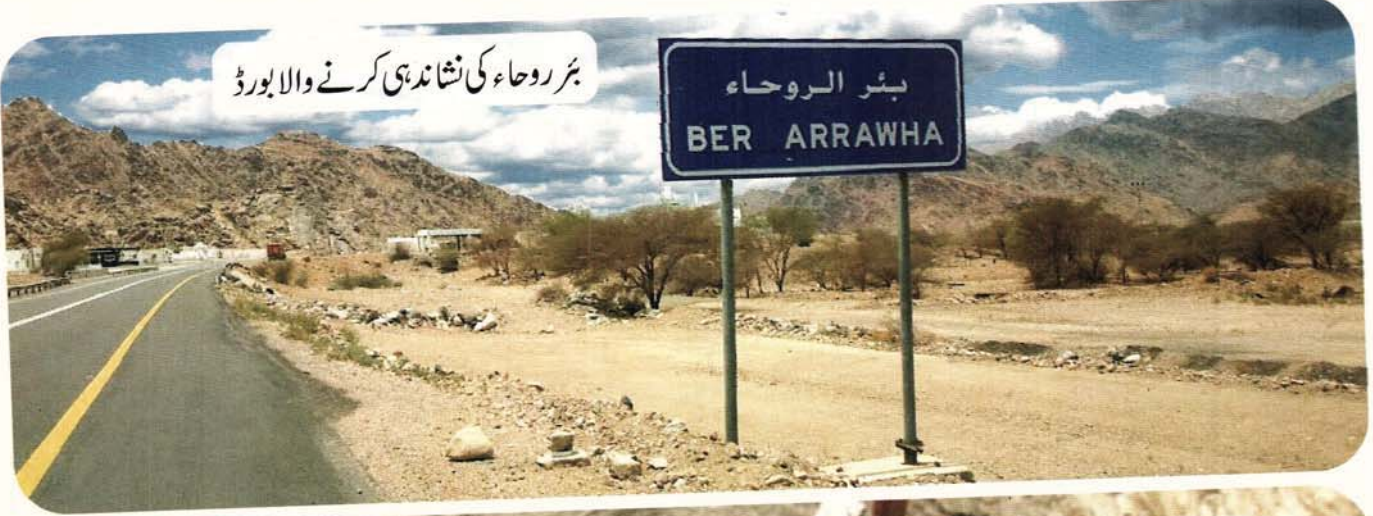
بئر روحاء کی نشاندہی کرنے والا بورڈ

بئر روحاء کا اندرونی منظر، اس کنویں میں آج بھی پانی موجود ہے مگر اب اس کو جنگلہ لگا کر بند کر دیا گیا ہے۔
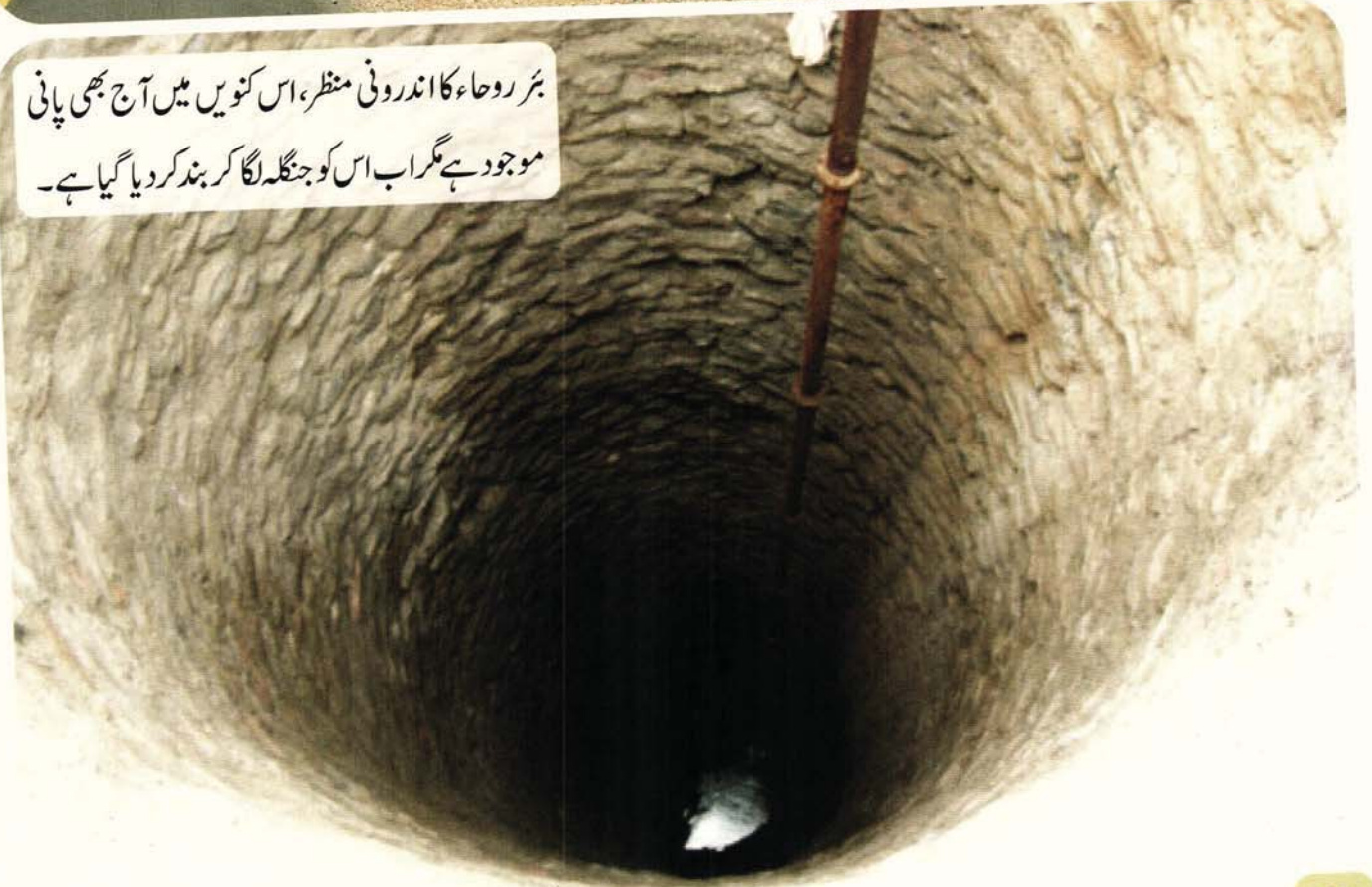
روحاء میں قبیلہ بنونہد کو اسلام کی دعوت

اسی طرح روحاء ہی وہ مبارک مقام ہے جہاں رحمت کائنات ﷺ نے حدیبیہ کے سفر میں قیام فرمایا اور بنونہد کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور مشرک ہونے کی وجہ سے ان کے ہدیوں اور تحفوں کو واپس کر دیا۔ [1]

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر پیارے نبی ﷺ جب روحاء پر پہنچے تو آپ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بچہ حج کر سکتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس کے حج کا ثواب تمہیں ملے گا۔ [2]

1 حوالہ سیرت المغازی للواقدی
2 حوالہ صحیح مسلم

وادی روحاء

بئر روحاء کا اندرونی منظر

16 ذروان نامی کنواں

یہ وہ مشہور کنواں ہے جس میں لبید بن عاصم کی بیٹیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے بال مبارک لے کر جادو کر کے دبا دیے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس جادو اور کنویں کی اطلاع خواب میں کروائی چنانچہ رسول اللہ ﷺ آرام فرمارہے تھے کہ دو فرشتے حاضر ہوئے۔ ایک فرشتہ دوسرے سے پوچھتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟

دوسرے نے جواب دیا: لبید بن عاصم کی لڑکیوں نے جادو کیا ہے۔

پہلے نے کہا: کیسے اور کہاں؟

دوسرے نے کہا: بالوں میں جادو کیا گیا ہے جو بیر ذروان میں پتھر کے نیچے دبا دیے گئے ہیں۔

جان دو عالم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بئر ذروان سے بالوں کو نکالنے کے لئے بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ بال نکال کر لے آئے۔ بعض لوگوں نے اس روایت کا انکار کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو ہو ہی نہیں سکتا۔ گویا انہوں نے جادو کو نبوت کے منافی سمجھا۔ اگر بیماری، زخم اور تکلیف نبوت کے منافی نہیں تو جادو کیسے ہو گیا؟

بات یہ تھی کہ لوگ نبی کریم ﷺ کو جادوگر کہتے تھے۔ لبید اور ان کی بچیوں نے تجربہ کیا کہ پتہ کریں یہ جادوگر ہے یا کوئی نبی۔ جادو کا جادوگر پر اثر نہیں ہوتا۔ اگر معمولی اثر بھی نہ ہوتا تو وہ سمجھ جاتے کہ یہ جادوگر ہے۔ اثر ہوا تو پتہ چلا نبی ہے جادوگر نہیں ہے۔

ذروان مدینہ منورہ کے ایک مشہور محلے کا نام تھا جہاں پر بنی زریق کے گھر تھے۔ یہ کنواں بنی زریق کی ملکیت میں تھا۔ اس کنویں میں منافق لبید بن اعصم نے جو بنی زریق کا حلیف تھا، رسول اللہ ﷺ پر سحر کرنے کی کوشش کی اور اس سحر کو اس کنویں کی مٹی اور ریت کی تہہ میں دفن کیا تھا۔

اس کنویں کا پانی گدلا اور مہندی کے رنگ کا تھا جبکہ اس کے گرد واقع کھجور کے بڑے بڑے درخت تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس کنویں سے سحر کو نکلوا کر اس کنویں کو دفن کر دینے کا حکم دیا تھا۔

جدید دور میں یہ علاقہ پرانے شرعی محکمے کے جنوبی میدان میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے سامنے محکمے کی بڑی بلڈنگ واقع ہے۔ اسے منطقۃ الصافیہ بھی کہتے ہیں۔

بئر ذروان جسے ڈھا دیا گیا، اب یہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے

17 جمل نامی کنواں

بئر جمل بھی ان متبرک کنوؤں میں سے ایک کنواں ہے جس کے پانی سے سرکار دوعالم ﷺ نے وضوفرمایا ہے۔نسائی شریف میں ہے:

اَقْبَلَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ وَهُوَ مِنَ الْعَقِيْقِ

ترجمہ: ”آپ ﷺ بئر جمل کی طرف تشریف لے گئے۔یہ کنواں الجرف کے مقام کی طرف وادی عقیق میں تھا۔“

جمل عربی زبان میں اونٹ کو کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اختلاف ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کنویں میں ایک اونٹ گر کر مر گیا تھا۔اس لیے اس کا نام بئر جمل پڑ گیا، جب کہ کچھ کا خیال ہے کہ جس شخص نے یہ کنواں کھدوایا تھا۔اس کا نام جمل تھا۔واللہ اعلم! [1]

18 سیدنا انس رضی اللہ عنہ نامی کنواں

حضرت ابن زبالہ رحمۃ اللہ علیہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ کنواں ایک زمانہ تک مسجد نبوی کے قریب ایک فصیل کے اندر موجود تھا۔ایک موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا تو محبوب کائنات ﷺ کے لیے اس کم گہرے کنویں سے پانی کا ڈول نکالا گیا اور دودھ میں شامل کر کے (لسی کی شکل) میں پیش کیا گیا۔محبوب کائنات ﷺ نے نوش فرمایا۔

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے کنویں میں لعاب دہن ڈالا پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ میٹھا کوئی کنواں نہ تھا۔ [2]

زمانہ جاہلیت میں یہ کنواں ”البرود“ کے نام سے معروف تھا۔اس کنویں پر خوبصورت عمارت موجود تھی جو مسجد نبوی شریف کے قریب مشرقی جانب واقع تھی۔ یہاں جائے نماز بنانے والی ایک فیکٹری بھی تھی۔جب اسے دوبارہ تجدید کے مراحل سے گزارا گیا تو فیکٹری یہاں سے منتقل کر دی گئی۔

چند دہائیوں پہلے یہ کنواں اپنی اصلی حالت میں السید محمود احمد کی ملکیت میں موجود تھا لیکن مسجد نبوی شریف کی مشرقی جانب سے توسیع کے دوران اس علاقے کو اس میں ضم کر دیا گیا۔اب یہ سارا علاقہ مسجد نبوی ﷺ کی توسیع میں شامل ہو چکا ہے۔

19 انا می نامی کنواں

ابن زبالہ نے عبدالحمید بن جعفر سے روایت کی ہے کہ ”بنی قریظہ کے حصار کے دوران رسول پاک ﷺ نے انا می کنویں کے پاس اپنا خود اتارا اور وہاں موجود مسجد میں نماز ادا کی اور اس کنویں سے پانی پیا اور یہاں ایک بیری کے درخت سے ایک سواری باندھی۔یہ زمین مریم بنت عثمان کی ملکیت تھی۔اب اس حوالے سے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔غالباً یہ مسجد بنو قریظہ کے قریب ہوگی۔واللہ اعلم۔

20 ابی عنبہ یا ودی نامی کنواں

بئر ابی عنبہ وہ مبارک مقام ہے جس کا ذکر سیرت کی کتب میں جا بجا ملتا ہے۔یہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔اس کنویں کا پانی بہت میٹھا ہے۔اس جگہ کو آپ ﷺ کے قدموں کا بوسہ لینے کی سعادت حاصل ہے۔یہی وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم ﷺ نے بدر جاتے ہوئے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر واپس بھیجا اور بدری صحابہ کی گنتی کی تو وہ 313 تھے تو آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا۔یہ تعداد تو اصحاب طالوت والی ہے۔ [3]

حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے لشکر سمیت یہاں مختصر قیام فرمایا اور یہ کنواں مدینہ منورہ سے ایک میل کی مسافت پر ہے۔حافظ عبدالغنی کے مطابق یہ ایک پتھریلا علاقہ ہے مغرب کی جانب پانی پینے کی جگہ تھی۔اس کنویں کو ”بئر ودی“ بھی کہا جاتا تھا۔اس کا پانی شیریں تھا۔

[1] حوالہ ابواب تاریخ مدینہ [2] خلاصة الوفاء ص 309 [3] سبل الهدى والرشاد

21 متسیرب یا الیہوب نامی کنواں

یہ کنواں ''الجیش'' کے علاقے میں مکہ جانے والی شاہراہ پر واقع ہے۔ یہ کنواں پہاڑوں سے گھرے ہوئے ایک ویرانے میں واقع ہے۔

سرور کائنات ﷺ نے اپنی سپاہ کے ساتھ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے جاتے ہوئے اس کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ یہ کنواں آج بھی موجود ہے اور اس میں پانی کی وافر مقدار ہے۔

ذات الجیش کا قدیم کنواں
اس کنویں کو بئر متیسرب اور یہوب دونوں کہا جاتا ہے

بئر متیسرب کی طرف جانے والا راستہ
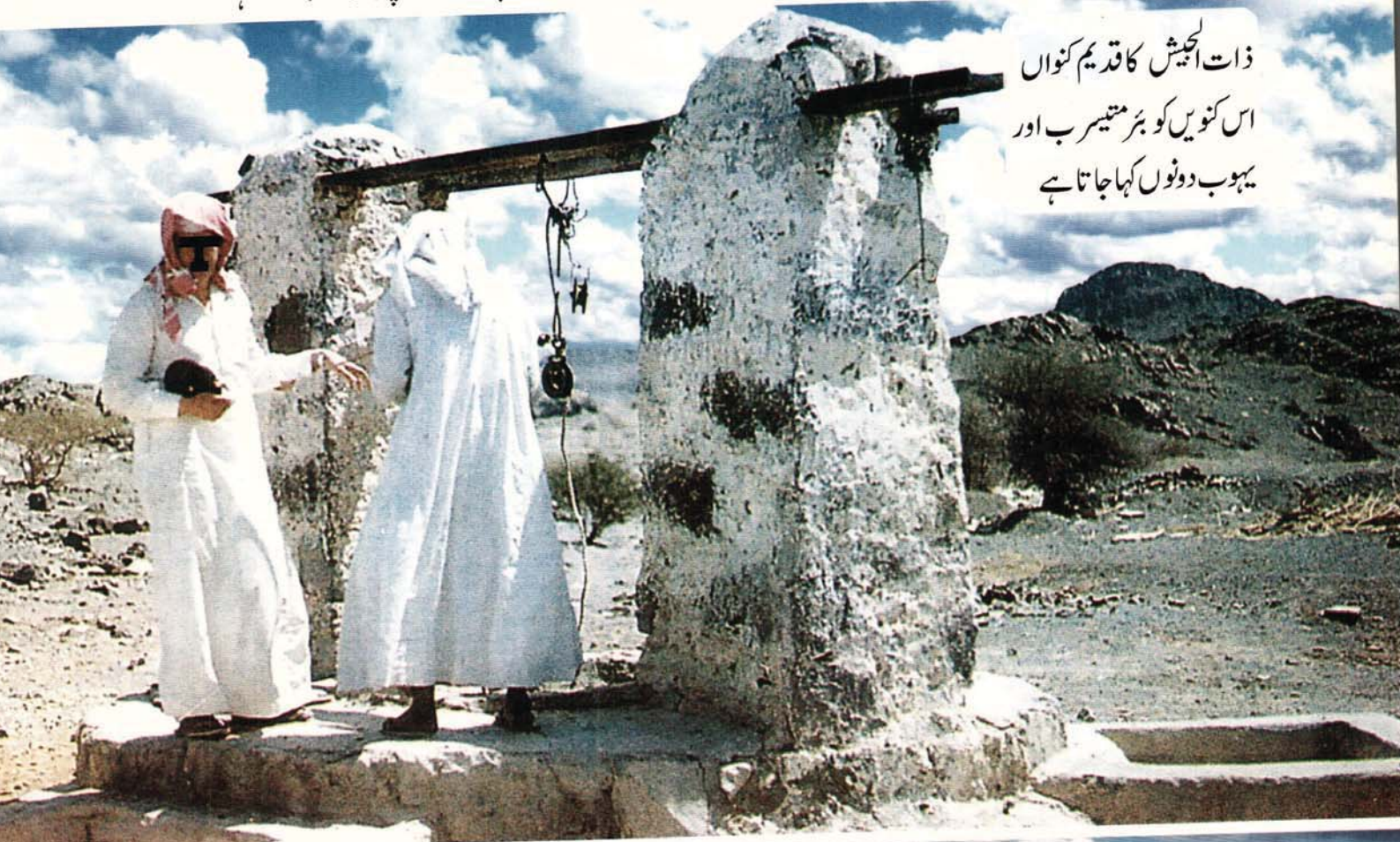
مشیرب
بئر متسیرب کا مقام
60
مدخل مشیرب
وادی ذات الجیش میں موجود بئر یہوب
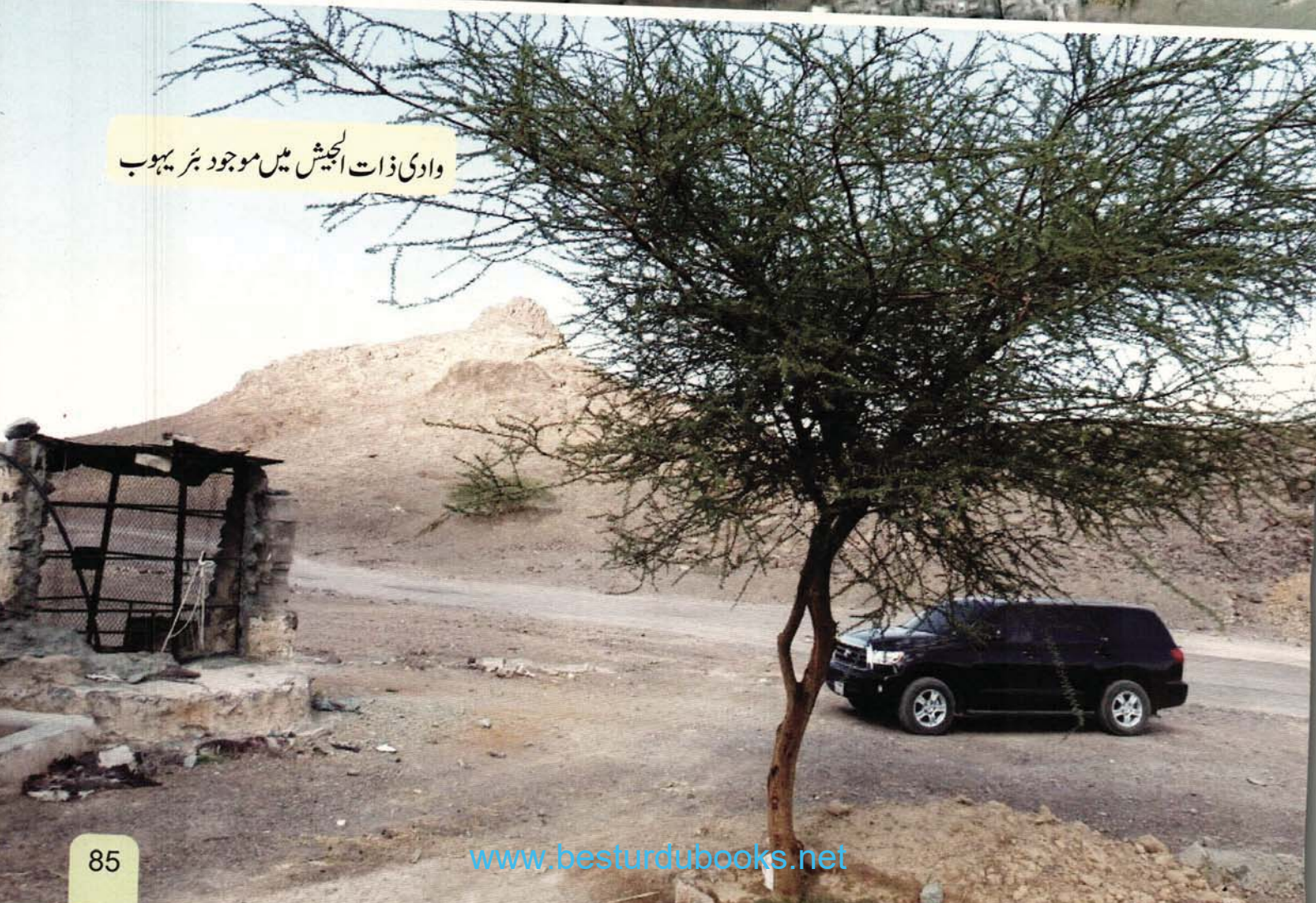
بدر جاتے ہوئے پیارے نبی ﷺ نے
اس کنویں کے اطراف میں پڑاؤ ڈالا تھا
بئر متسیرب نامی کنواں
بئر متسیرب کے قریب پانی کی ٹنکی اور مسجد
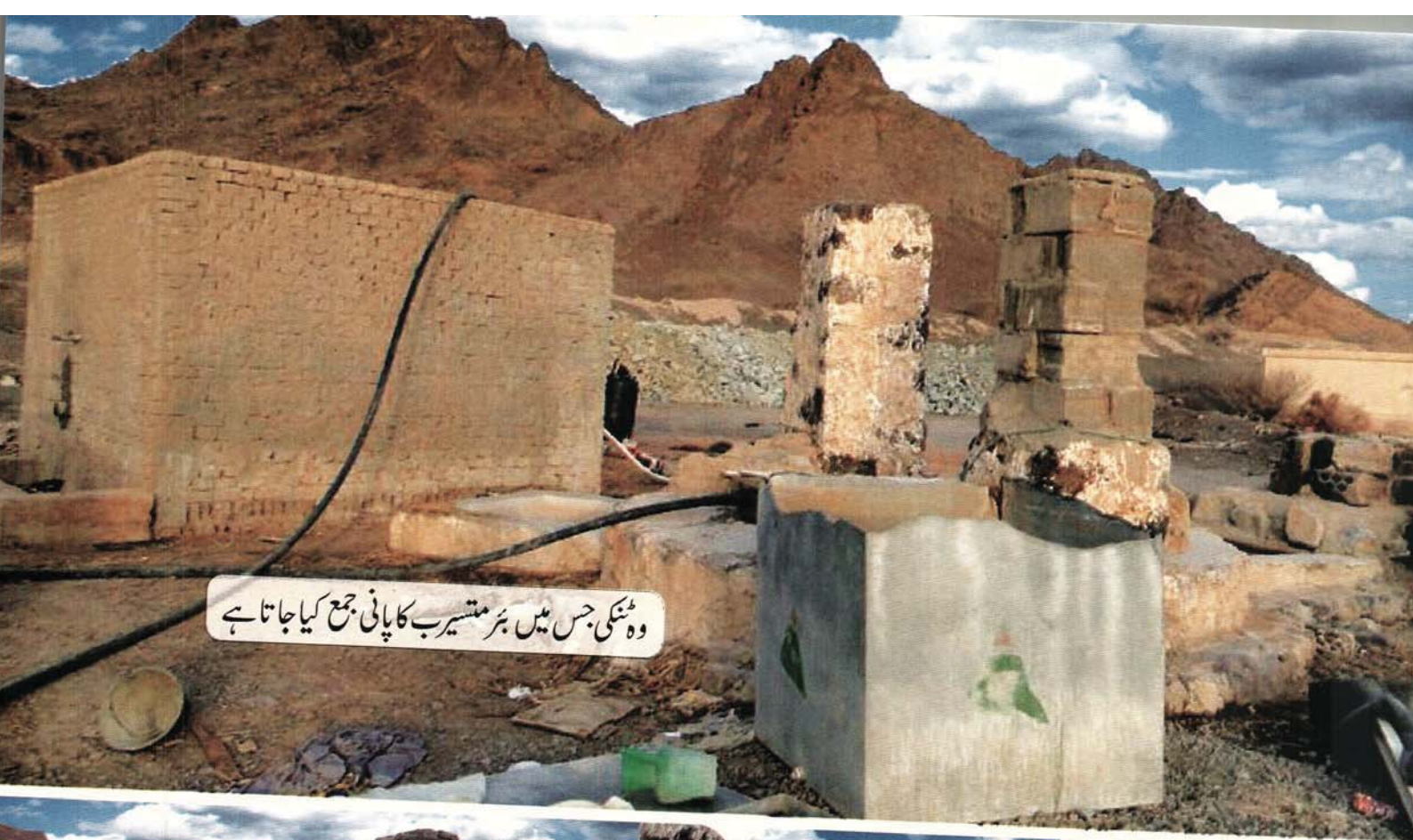
وہ ٹنکی جس میں بئر متسیرب کا پانی جمع کیا جاتا ہے

بئر متسیرب کا اندرونی منظر

22 عروہ نامی کنواں

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ کنواں کھدوایا تھا۔ مکہ مکرمہ کے لیے قدیم سڑک شارع عمر رضی اللہ عنہ پر وادی عقیق کے پل کے قریب بائیں جانب واقع ہے۔ مسجد نبوی شریف سے تقریباً 305 کلومیٹر دور ہے اور ابھی تک محفوظ ہے۔ قریب ہی قصر عروہ ہے۔ تاریخی کتب میں یہاں مسجد عروہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔

بئر عروہ کی بابت مورخین لکھتے ہیں کہ اس کا پانی بہت ہلکا اور میٹھا تھا۔ عربی شاعری میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ [1]

کبھی ایسا بھی دور تھا کہ جب اس کنویں کا پانی عباسی خلفاء کے لیے بغداد تک لے جایا جاتا تھا۔ ہارون الرشید کے لیے تو خاص طور پر اس کا پانی بوتلوں میں بھر کر لے جایا جاتا تھا۔

چونکہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پہلی صدی ہجری کے فقہاء کے سرخیل سمجھے جاتے تھے اور لوگ ان سے علمی استفادہ کے لیے ان کے محل کا چکر لگایا کرتے تھے، اس لیے ہر آنے والا ان کے کنویں کے پانی سے بھی مستفید ہوتا تھا۔ یوں ابتدائے تاریخ مدینہ سے ہی یہ کنواں شہرت کے ساتویں آسمان پر پہنچ گیا تھا۔

صدیوں تک اس کا میٹھا پانی اہل مدینہ کی پیاس بجھاتا رہا۔ بیسویں صدی کی پہلی دو دہائیوں تک یہ کنواں خدمت اہل مدینہ میں پیش پیش رہا کیونکہ یہ اس کی بڑی شاہراہ پر واقع تھا جو کہ مسجد نبوی شریف سے براستہ ذوالحلیفہ براہ راست مکۃ المکرّمہ تک جاتی ہے۔

آج بھی اس کنویں میں پانی موجود ہے اور پرانے اہل مدینہ کے اقوال کے مطابق اس کا پانی گردے میں پتھری کے علاج کے لیے اکسیر سمجھا جاتا تھا۔ اب اس کنویں کے دہانے پر مضبوط لوہے کا جال ڈال کر اس کے پانی کے استعمال کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ اگرچہ وادی العقیق کے بطن میں واقع ہے مگر اس کنویں کی گہرائی بہت زیادہ نظر آتی ہے۔ [2]

[1] تاریخ مدینہ ص 130 تا 132
[2] جستجوئے مدینہ 770

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے منسوب 1400 سال پرانا کنواں
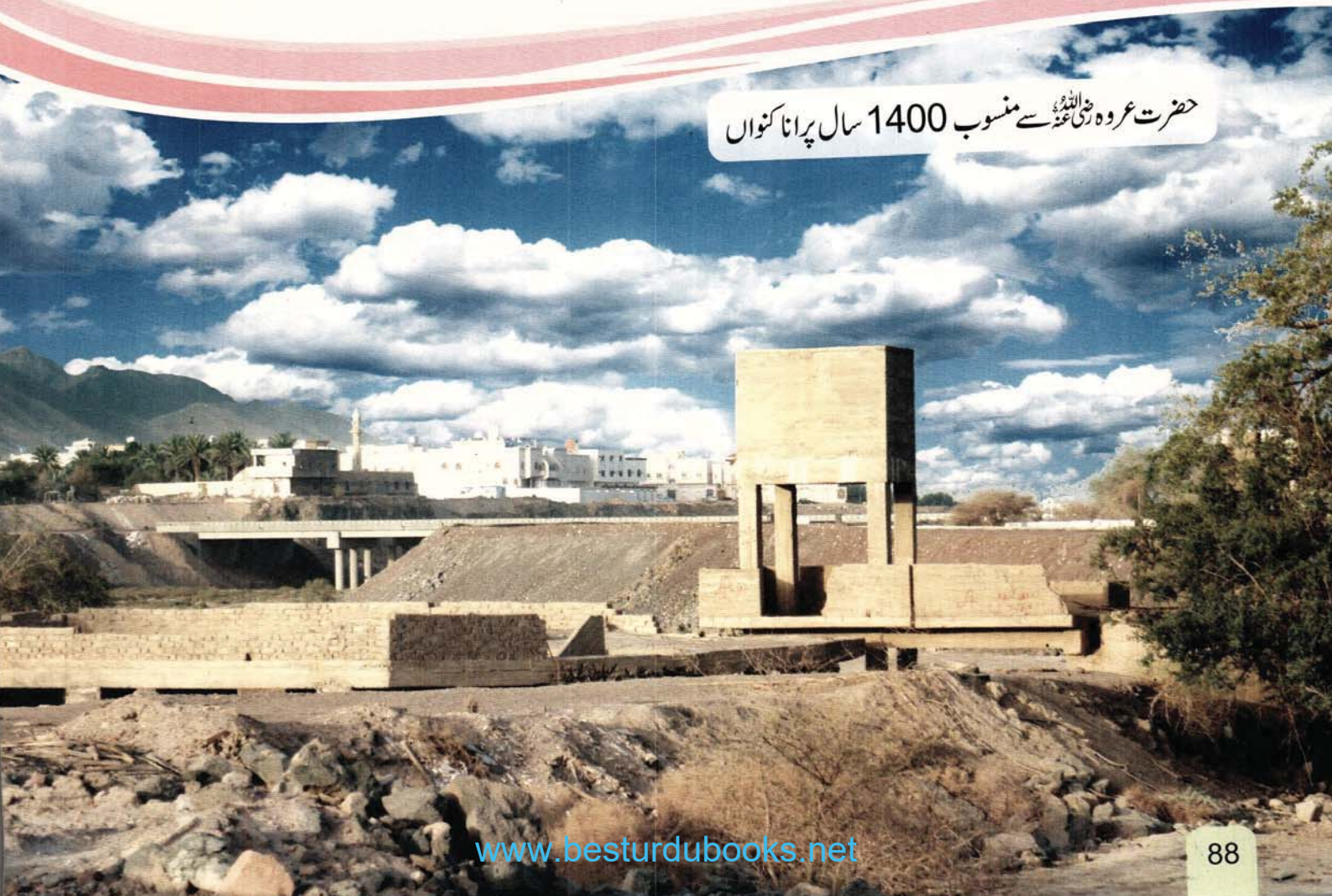
بئر عروہ جس سے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی پیا

بئرِ عروہ کا اندرونی منظر
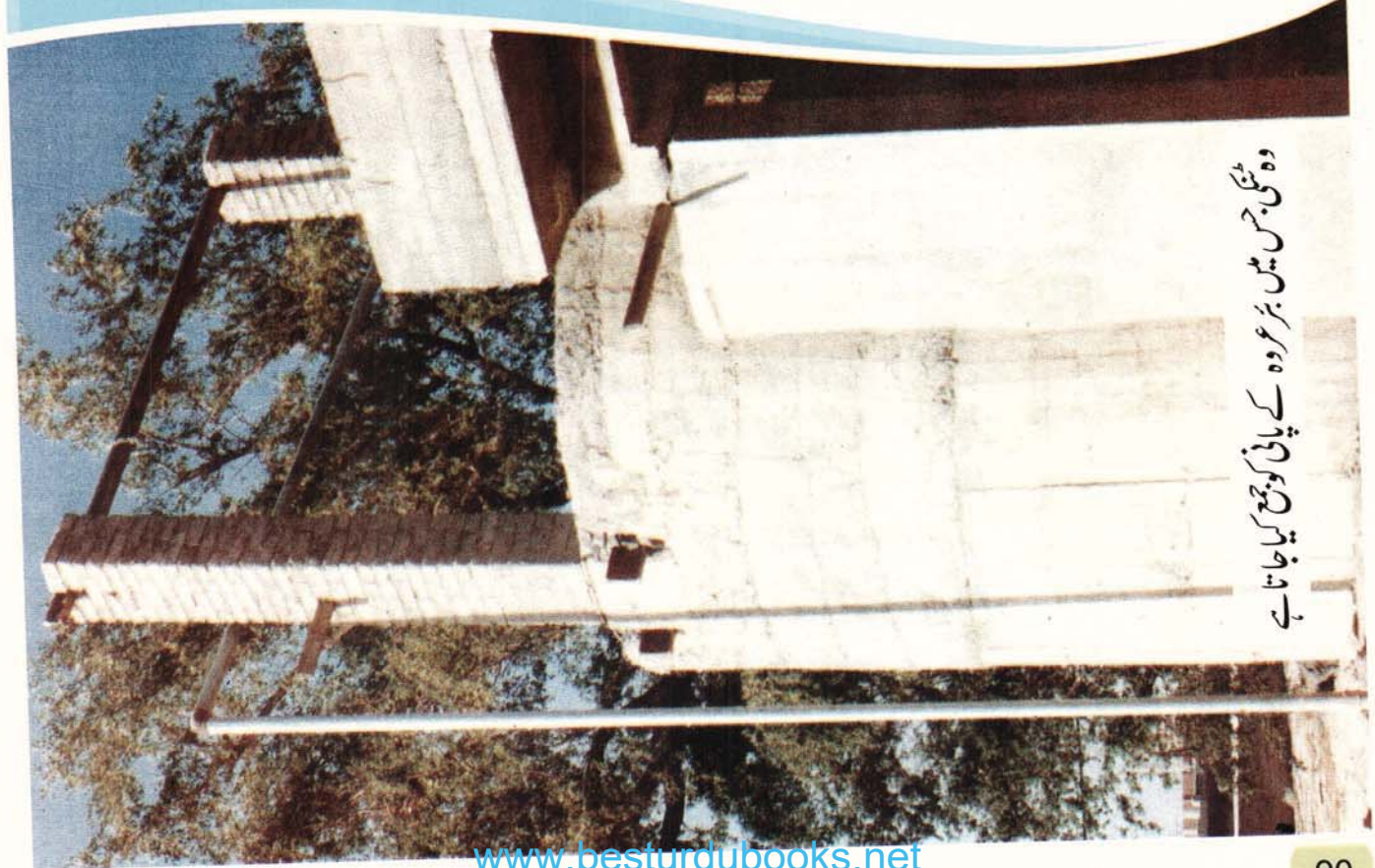
وہ ٹنکی جس میں بئرِ عروہ کے پانی کو جمع کیا جاتا ہے

بیسان یا نعمان نامی کنواں

ایک سفر میں پیارے نبی ﷺ کا وادی نعمان سے گزر ہوا تو لوگوں کو بیسان نامی کنویں کا پانی پیتے دیکھ کر آپ ﷺ نے اس کنویں کا نام پوچھا تو مقامی لوگوں نے بئر بیسان بتایا یعنی نمکین کنواں تو آپ ﷺ نے اس کنویں کا نام بئر نعمان یعنی پاکیزہ کنواں رکھ دیا۔

بعد میں جب حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے اللہ اور پیارے نبی ﷺ کو خوش کرنے کے لیے یہ کنواں خرید کر اس کے پانی کو غریبوں کے لیے صدقہ کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: طلحہ تو نے بڑی سخاوت والا کام کیا۔

وادی نعمان جہاں کبھی بئر بیسان ہوا کرتا تھا

24 بئر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

مدینہ کی وادی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب کنواں

باغ سلمان فارسی والا کنواں
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منسوب کنواں
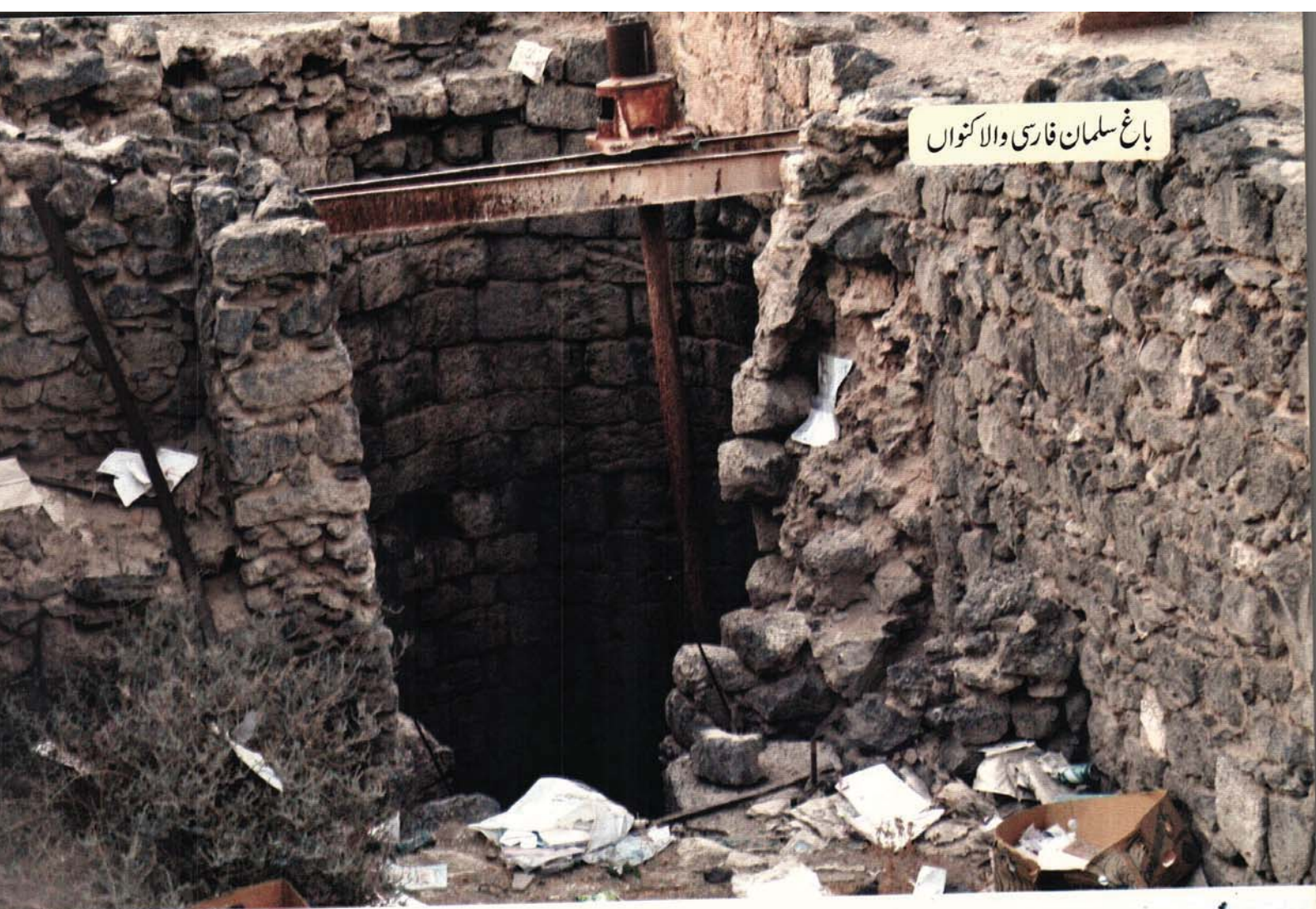
باب 2
مدینہ منورہ کے مقدس اور تاریخی پہاڑ

مدینہ منورہ کے مقدس اور تاریخی پہاڑ

مدینہ طیبہ کا زیادہ تر حصہ ناہموار سطح مرتفع اور سنگلاخ چٹانوں سے مل کر بنا تھا جبکہ اس کا تھوڑا سا حصہ جو کہ قلب مدینہ میں واقع تھا میدانی تھا جسے ''جوف المدینہ'' کہا جاتا تھا۔ شمال اور جنوب میں دو بلند و بالا پہاڑوں نے اس کی حد بندی کی ہوئی ہے۔ جنوب میں جبل عیر ہے اور شمال میں جبل احد، شمالی اور جنوبی سلسلہ ہائے کوہسار کے علاوہ اس میں بہت سے کم بلندی والے پہاڑ بھی ہیں جو کہ مغربی جانب پھیلے ہوئے ہیں۔

شرقی جانب نسبتاً چھوٹے پہاڑ ہیں اور وہ بھی کافی مسافت پر ہیں۔ یوں یہ پہاڑ شہر مصطفوی کی قدرتی جغرافیائی فصیل کا کام دیتے ہیں۔ تاہم آج کے مدینہ طیبہ میں زمانہ قدیم سے پائی جانے والی سنگلاخ سطح مرتفع ہموار کردی گئی ہے اور ایک نیا زائر یہ اندازہ بھی نہیں کرسکتا کہ ماضی قریب میں یہ ارض مقدس کیسی لگا کرتی تھی۔

یہ تمام تر سطح مرتفع (جن کو عرف عام میں حرہ کہا جاتا ہے) شرقی اور غربی جانب ہیں اور ہمیں اس مقدس زمین پر قدیم آتش فشانی کی یاد دلاتی ہیں کیونکہ زمانہ قبل از تاریخ میں ہزاروں یا لاکھوں سال پہلے اس کی سرزمین پر آتش فشانی کا عمل جاری رہا تھا جو کہ ایک طویل عرصے پر محیط رہا ہوگا۔

ارضیاتی تکوین کے نقطہ نظر سے اگر اس ارض مقدس کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مدینہ طیبہ کے پہاڑ بیسالٹ اور انڈیسائٹ چٹانوں پر مشتمل ہیں جو آتش فشانی کے عمل سے زیرزمین گرینائٹ مادہ کے پگھلنے سے معرض وجود میں آئی تھیں۔ ان میں سے کچھ تو ٹھوس اور سخت چٹانیں ہیں جبکہ کچھ ایسے بھی پہاڑ ہیں (مثلاً جبل بنو قریظہ) جو کہ محض آتش فشانی راکھ اور پگھلے ہوئے لاوا سے مل کر بنے ہیں۔ جن کا وزن حیران کن حد تک ہلکا اور خفیف ہے۔ ایسے پہاڑ ٹیلے زیادہ لگتے ہیں اور پہاڑ کم۔

مندرجہ ذیل صفحات میں ہم نے چند پہاڑوں کے خصائص اور فضائل و محاسن پر بحث کی ہے جو کہ کسی نہ کسی طور پر اسلامی تاریخ کے چند اہم واقعات میں سے اور سرکار دوعالم ﷺ کے اس ارض طیبہ پر تشریف آوری کے بعد وقوع پذیر ہوئے تھے۔

یوں تو مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں پہاڑوں کا طویل سلسلہ موجود ہے تاہم وہ مقدس پہاڑ جنہیں کسی نہ کسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے نوازا یا ان کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا، ہم ان کا تذکرہ کریں گے۔

مدینہ کے اطراف میں موجود مقدس پہاڑ

عربی زبان میں جبل پہاڑ کو کہتے ہیں اسی وجہ سے مکہ اور مدینہ کے اطراف میں موجود پہاڑ جبل کے نام سے ذکر کیے جاتے ہیں اسی وجہ سے ہم نے بھی تمام مشہور پہاڑ جبل کے عنوان سے لکھے ہیں

1 جبل احد

جبل احد مدینہ منورہ سے ڈھائی میل کے فاصلے پر شمال کی جانب واقع ہے جو تقریباً تین میل کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ 3 ہجری میں غزوہ احد اسی پہاڑ کے دامن میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ محسن کائنات ﷺ کو اس پہاڑ سے قلبی تعلق اور طبعی لگاؤ تھا۔

حدود حرم مدینہ کے اندر واقع یہ پہاڑ سطح سمندر سے 100 میٹر بلندی پر مدینہ طیبہ کے شمالی جانب شہر نبوی سے تقریباً ساڑھے تین کلومیٹر دور واقع ہے۔ مسجد نبوی شریف کے باب فہد کے سامنے کھڑے ہو کر اگر ہم شمال کی جانب نظر اٹھائیں تو ہماری نگاہیں اس متبرک پہاڑ کی دور سے ایک جھلک دیکھ لیتی ہیں جو احادیث مبارکہ کی رو سے جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔

یہ بابرکت کوہ رحمت گرینائٹ کی چٹانوں سے بنا ہے جو کہ سرخی مائل نظر آتی ہیں تاہم اس کے کچھ حصے گہرے بھورے رنگ کے بھی ہیں۔ ماہرین ارضیات کے تجزیوں کے مطابق اس کی سرخی مائل چٹانیں مائیکرو کریسٹیلائن بلوری مادے سے بنی ہیں۔ بلاشبہ اس کی چٹانیں زمین کے بطن سے نکلنے والے لاوے کے مادے سے معرض وجود میں آئی ہیں جو کہ زمین سے باہر آنے پر ٹھنڈا ہو کر ٹھوس اور بہت ہی سخت شکل اختیار کر گیا تھا۔

جبل احد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس پہاڑ کا یکتا پن اور وحدت کے طور پر سب سے الگ اور منفرد ہونا اور مدینہ طیبہ کے دیگر سلسلہ ہائے کوہسار سے بالکل علیحدہ ہونا ہے۔

لفظ احد عربی کے احد یا احدیت سے مشتق ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ احد کا لفظ عبرانی زبان سے مستعار ہے۔ عبرانی میں بھی لفظ احد ''یکتا'' اور ''اکیلا'' کے معانی میں استعمال ہوا ہے، جس سے اس نظریے کو کچھ تقویت ملتی ہے۔ ویسے بھی یہود کے ہاں یہ لفظ اسم معرفہ کے طور پر مستعمل ہے اور چونکہ یہود یہاں ایک زمانے سے رہتے آئے تھے یہ بعید از قیاس نہیں کہ یہ نام انہوں نے ہی رکھا ہو۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت پر جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر گئے تو ان کے ہمراہ بہت سے یہودی قبائل کے افراد بھی تھے جن میں سے ایک قبیلہ احدیا او حود بھی تھا۔

جبل احد اور اطراف کی آبادی

مدینہ طیبہ کا یہ سب سے اہم اور متبرک پہاڑ ہے جس سے سیرت رسول ﷺ اور تاریخ اسلام کے بہت سے واقعات جڑے ہوئے ہیں۔ یہ پہاڑ ہر آنے والے کو زبان حال سے غزوہ احد کا ایک ایک ورق کھول کر سناتا ہے کہ اس کے آنگن میں کونسا معرکہ حق و باطل ہوا تھا۔ فخر وافتخار سے اپنا سر آسمان تک بلند کیے ہوئے یہ جبل احد آج بھی اپنی اس تنگ وادی کی طرف اشارہ کر کے بتاتا ہے کہ یہاں اسی دامن کوہ میں لشکر اسلام خیمہ زن ہو کر کفر سے نبرد آزما ہوا تھا۔ اس کی فضائیں آج بھی ان نعرہ ہائے تکبیر کی صدائے بازگشت سناتی ہیں۔

جبل احد چٹان کی مانند سخت پہاڑ ہے جس کی مشرق سے مغرب تک لمبائی 6 ہزار میٹر ہے۔ اس پہاڑ پر بہت سی چوٹیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔ بہت سی جگہوں پر زمین اونچی نیچی ہے۔ اس پہاڑ کی ایک جگہ پر بڑا پیالہ نما ڈھلوان ہے جہاں پر پہاڑ کی اونچائی سے گرنے والا پانی جمع ہو جاتا تھا۔ جبل احد کے بہت سے رنگوں کے بارے میں کتابوں میں لکھا گیا ہے۔

''مرأۃ الحرامین'' کے مؤلف نے لکھا ہے کہ ہم نے جبل احد پر بہت سی ڈھلوانیں، چٹانیں اور راہداریاں دیکھی ہیں جو مختلف رنگ لیے ہوئے ہیں۔ اس میں سے کچھ نیلے، کچھ سیاہ، کچھ سلیٹی اور سبز ہیں۔ جبل احد کی ایک چوٹی اہل مدینہ کے نزدیک ''قبہ ہارون'' کے نام سے مشہور تھی۔ یہ ایک ایسی کمرہ نما جگہ تھی جس کی چار دیوار تھی لیکن اس پر چھت نہیں تھی اس کے شمال مغرب کی جانب پانی کا حوض تھا۔

جبل احد نے حضور نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک کو بھی اٹھا رکھا ہے۔ فضائی تصویر بتاتی ہے کہ احد پہاڑ جو کہ تقریباً 7 کلومیٹر پر مشتمل ہے وہ اسم ''محمد'' ﷺ کی شکل پر ہے۔

مسجد نبوی سے فاصلہ	لمبائی	چوڑائی	محیط	سطح زمین سے اس کی اعلیٰ چوٹی	سطح سمندر سے اس کی اعلیٰ چوٹی
4 کلومیٹر	7،4،4 کلومیٹر	4 یا 3 کلومیٹر	19 کلومیٹر	300 میٹر	1 کلومیٹر

جبل رماۃ سے احد پہاڑ کی کھینچی گئی تصویر، سامنے شہداء احد کا قبرستان بھی نظر آرہا ہے، اس احاطہ میں معرکۂ احد کے 70 شہداء ابدی نیند سو رہے ہیں، ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''قیامت تک جو ان پر سلام بھیجے گا وہ اس کا جواب دیں گے۔''

قرآن پاک میں احد پہاڑ کا ذکر

قرآن کریم میں بھی اس مبارک پہاڑ کا ذکر اس انداز میں آیا ہے کہ:

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْۤ اُخْرٰىكُمْ

ترجمہ: ''جب تم لوگ چڑھتے جا رہے تھے اور تم میں کوئی ایک پیچھے مڑ کے نہیں دیکھ رہا اور رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہے تھے۔''

احادیث مبارکہ میں احد پہاڑ کا ذکر

1 جان دو عالم ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا:

اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ [1]

ترجمہ: ''احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

2 ایک دفعہ سرور کائنات ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے، پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: احد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ فوراً تعمیل ارشاد کی اور رک گیا۔ [2]

3 سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فَاِذَا مَرَرْتُم بِهِ فَكُلُوا مِنْ شَجَرَةٍ ......

ترجمہ: ''جب اس کے قریب سے گزرو تو اس کے پھلوں سے کچھ نہ کچھ کھاؤ۔ اگر چہ کوئی عام گھاس ہی کیوں نہ ہو''۔ [3]

4 حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہا کی زوجہ محترمہ اپنے بچوں کو جبل احد پر یہ کہہ کر بھیجا کرتی تھیں کہ جاؤ جبل احد سے میرے لیے بوٹیاں اور درختوں کے پتے لے کر آؤ۔ اگر تمہیں کچھ نہ مل سکے تو میرے لیے ببول کے پتے ہی لے آنا اور پھر وہ ان پتوں کو اپنے بچوں میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں کہ وہ ان کو چبالیں۔

5 سرور کونین ﷺ نے مزید فرمایا:

اُحُدٌ رُكْنٌ مِنْ اَرْكَانِ الْجَنَّةِ [4]

ترجمہ: ''کوہ احد جنت کا ایک رکن ہے۔''

[1] صحیح مسلم، حدیث نمبر 393

[2] صحیح بخاری، حدیث 3675

[3] وفاء الوفاء، ج 2 ص 108، خلاصۃ الوفاء ص 302

[4] کنز العمال، 12/ 268

جبل احد کا خوبصورت منظر

جبل احد جس سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی
جبل احد اور میدان احد جہاں شہدائے احد کا مقبرہ اور مسجد سید الشہداء بھی نظر آرہی ہے
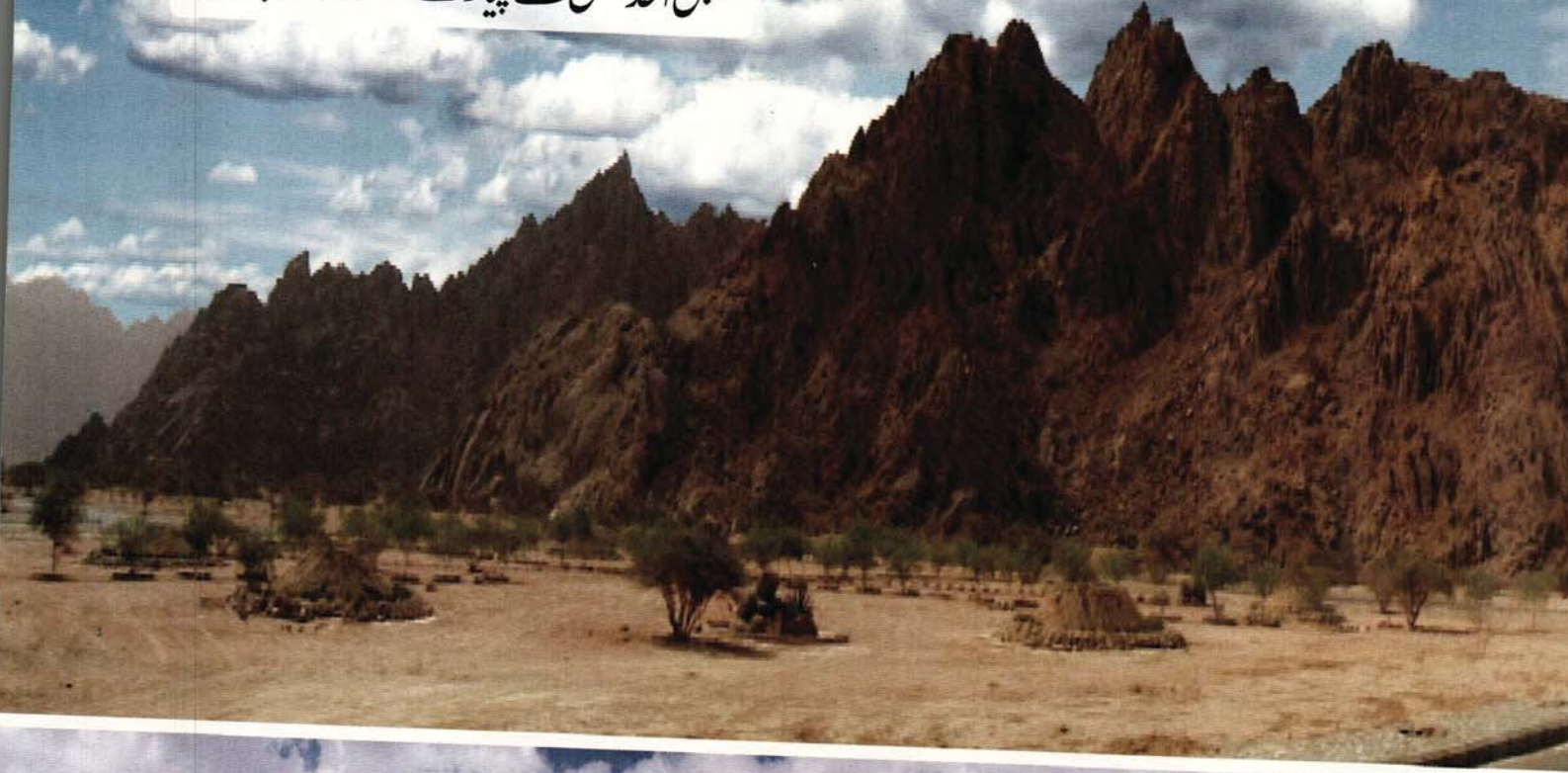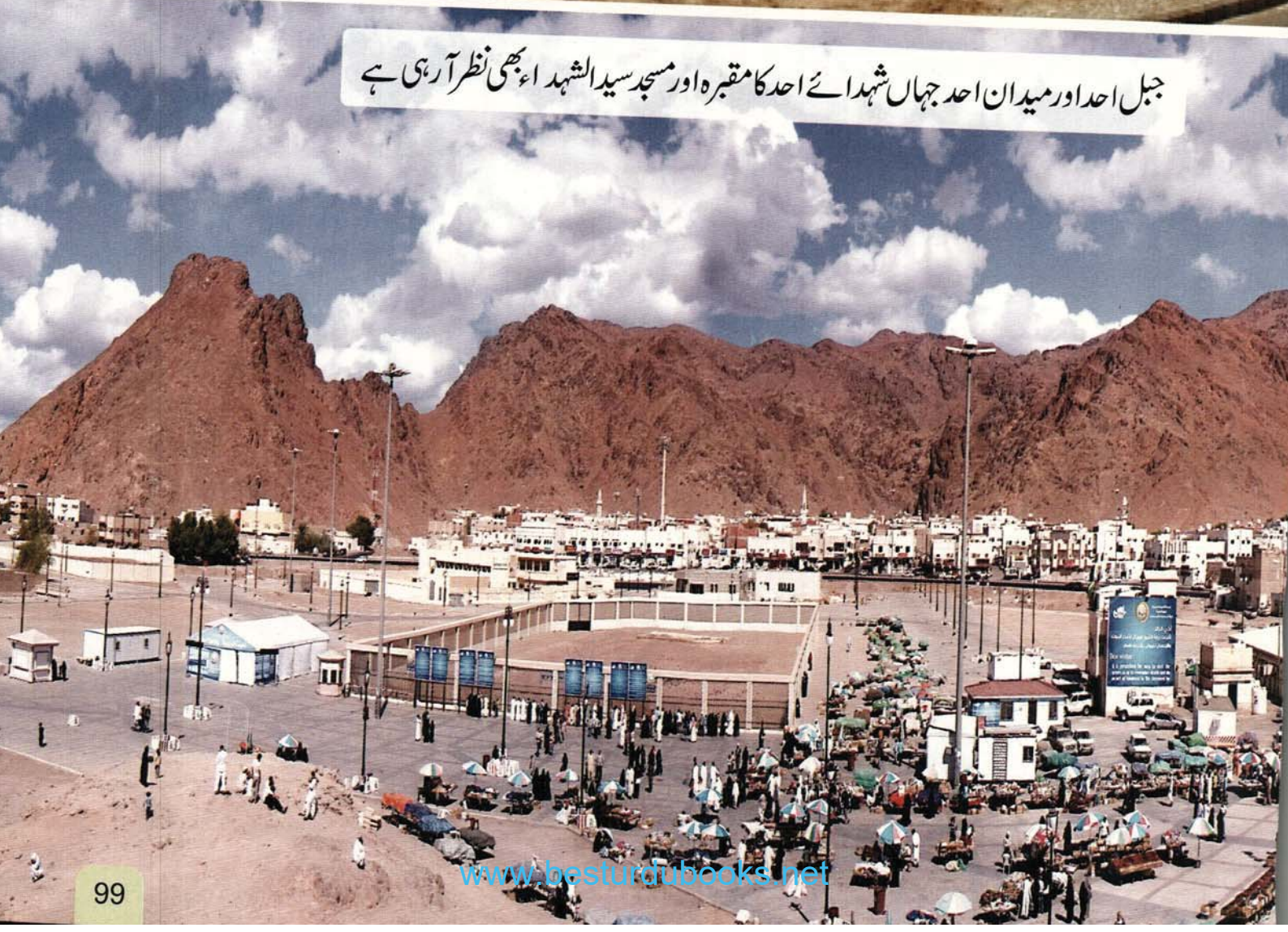
جبل احد: وہ پہاڑ جس کے بارے میں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: یہ پہاڑ مجھ سے محبت کرتا ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں

6 سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر نور کی تجلی ڈالی تو وہ عظمت خداوندی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھر گیا جس میں سے تین ٹکڑے مکہ مکرمہ اور تین ٹکڑے مدینہ منورہ میں جا پڑے۔ جس میں سے مکہ مکرمہ میں جبل حرا، جبل ثبیرا اور جبل ثور معرض وجود میں آئے اور مدینہ منورہ میں جبل احد، جبل درقان اور جبل رضوی ظہور پذیر ہوئے۔ [1]

7 جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں۔

عرض کیا گیا: کون کون سے؟

فرمایا: احد، درقان، طور، لبنان۔ [2]

8 ایک اور جگہ فرمایا:

أُحُدٌ جَبَلٌ مِنْ جِبَالِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: ''احد جنت کے پہاڑوں میں سے ہے۔''

9 ایک دوسری حدیث میں ہے کہ

اِنَّ جَبَلَ اُحُدٍ هٰذَا الْعُلٰى بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: ''یہ احد کا پہاڑ جنت کے دروازوں میں سے اونچا دروازہ ہے''۔

مزار ہارون علیہ السلام

احد پہاڑ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس مقدس پہاڑ پر سیدنا ہارون علیہ السلام کا مزار پرانوار ہے۔ اس پہاڑ پر ایک غار بھی ہے جسے حضرت شعیب و ہارون علیہما السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

1 اخبار مدینہ، ص 50

2 وفاء الوفاء، ج 2 ص 110، تاریخ مدینہ ص 349 خلاصۃ الوفا ص 302

جبل احد جو جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے

غزوۂ احد

اسی پہاڑ کے دامن میں سن 3 ہجری میں مشہور غزوۂ احد پیش آیا تھا۔ جس میں میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور بہت سے دوسرے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کے علاوہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شہادت واقع ہوئی۔

مورخین جنگ احد کے شہداء کی تعداد ستّر (70) بتاتے ہیں جن میں 64 انصار اور 6 مہاجرین تھے۔ ان میں زیادہ تر شہداء حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی قبر کے شمالی حصے میں مدفون ہیں۔ [1]

مصنف ''حج کامل'' اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

اس احاطے کے دروازے کی طرف پشت کرکے کھڑے ہوں تو سامنے ہی وہ پہاڑی ہے جسے جبل رماۃ کہتے ہیں۔ جہاں تیرانداز صحابہ متعین کیے گئے تھے۔ اسی کے قریب حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اصل شہادت گاہ کی عمارت کے کھنڈر ہیں۔ سیلاب میں آپ کی قبر آجانے کے سبب آپ کو موجودہ جگہ پر منتقل کیا گیا۔ [2]

حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو اسی پہاڑ کے مشرقی دامن میں چھپ کر وحشی نے شہید کیا تھا رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کو سید الشہداء کے لقب سے نوازا۔

اس پہاڑ کے جنوب مشرقی کنارے پر ایک تاریخی مسجد تھی جو مسجد صبح یا مسجد عینین کہلاتی تھی۔

احد کے پتھر پر سر مبارک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نشان

امام ابن نجار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے احد شریف پر ایک مسجد کا ذکر بھی کیا ہے جس میں حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز ادا فرمائی۔ احد پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹی سی غار کی زیارت ہوئی جس کے اوپر والے پتھر پر انسانی سر کے برابر گول نشان ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ جنگ احد کے دوران نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آرام کرنے کے لیے لیٹے تو سر مبارک کے لیے پتھر نرم ہوگیا اور پتھر پر سر مبارک کا نشان پڑ گیا۔ [3]

[1] حوالہ مدینہ الرسول [2] حج کامل 268 [3] خلاصۃ الوفاء ص 303

میدان احد میں تیراندازوں کا ٹیلہ، اس کا دوسرا نام جبل عینین بھی ہے، یہاں حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ابن جبیر کی سرکردگی میں 50 تیرانداز متعین کردیئے گئے تھے، اس حکم کے ساتھ کہ لڑائی کا انجام جو بھی ہو تم اپنی جگہ نہیں چھوڑو گے۔

جبل احد پر واقع مسجد فسیح

پہاڑ کے دامن میں غار کے نیچے مسجد فسیح ہے۔ محراب اور دیواروں کے کچھ کچھ نشانات خستہ حالت میں باقی ہیں جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کے لگتے ہیں۔ باقی مسجد منہدم ہو چکی ہے۔ روایات میں ہے کہ غزوہ احد کے دن لڑائی سے فراغت کے بعد ظہر و عصر کی نماز نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ادا فرمائی۔

یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے یہاں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بیٹھ کر اقتدا کی۔ (اس وقت بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے مقتدیوں کا بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز تھا، بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا)۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی آیت:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ [1]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تم سے مجلس میں کشادگی کے لیے کہا جائے تو کشادگی پیدا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا کر دے گا۔''

اسی جگہ نازل ہوئی، اس لیے اس کو مسجد احد اور مسجد فسیح کہتے ہیں۔ مسجد منہدم ہو چکی ہے، محراب اور دیواروں کے آثار باقی ہیں۔ اس کی ارد گرد ایک حفاظتی جنگلہ نصب کیا گیا ہے۔

دکتور محمد حرب لکھتے ہیں کہ 1269ھ میں مسجد کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ پرانی تعمیر کافی خستہ حالت میں تھی تو مدینہ منورہ کے ایک خدا ترس بزرگ مصطفیٰ عشق آفندی نے اس کو دوبارہ تعمیر کرایا اور اس مقدس بقعہ کو جانوروں اور چوپایوں کا باڑہ بننے سے بچا لیا۔ [2]

مگر اب یہی شکستہ مسجد پھر کسی ایسے مرد صالح کی منتظر ہے جو اس کی تعمیر کرائے۔ اس متبرک مقام پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین لگے، جبین اطہر سجدہ ریز ہوئی، مقدس ہستیوں نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ یہی وہ مقام تھا جہاں غزوہ احد کے ایک عاشق صحابی رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں لایا گیا جس کی آخری آرزو تھی کہ:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے

1. سورة المجادلة، آیت 11
2. موسوعة المرأة الحرمين الشريفين ج 4 ص 700

مسجد الفسیح، جہاں جنگ اُحد کے خاتمے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمی ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی یہ مسجد اس غار کے پاس ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا تھا۔
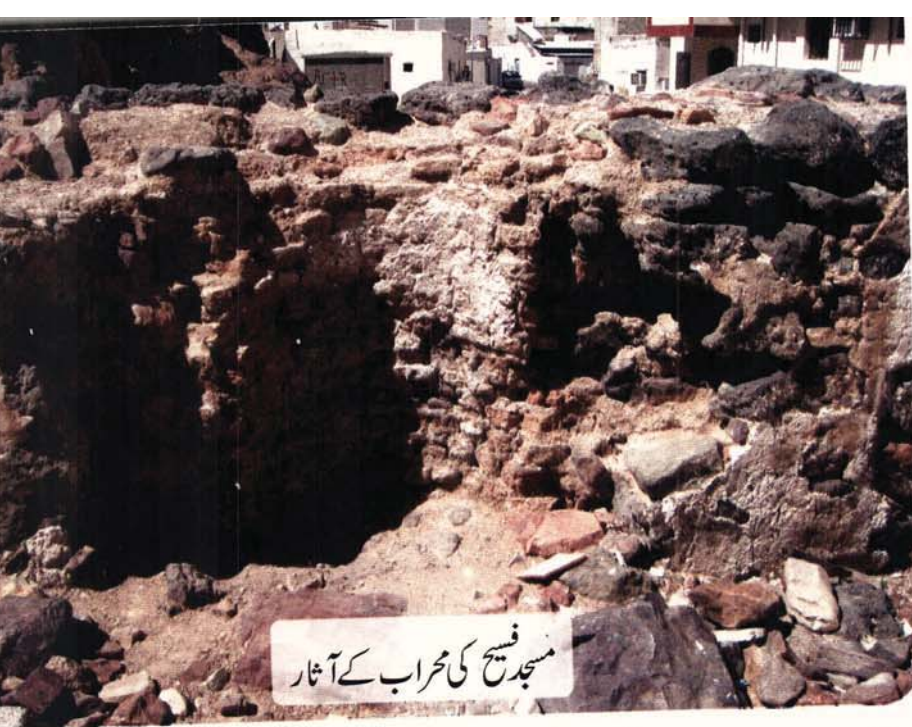
مسجد فسیح کی محراب کے آثار

قصہ کی تفصیل غزوہ احد کے باب میں ہے یوں یہ جگہ تبرکات حبیب ﷺ کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی معروف ہے۔ پھر بعد کے کتنے پاکیزہ لوگوں نے یہاں خداوند قدوس سے مناجات کیں، مگر آج اس مقام کی جو حالت ہے وہ تصویر سے ظاہر ہے۔ اس بابرکت ٹکڑے کے اردگرد کچھ عرصہ لوہے کی ایک باڑ تھی مگر اب وہ بھی ٹوٹ چکی ہے۔ ایک عظیم تاریخی مسجد کھنڈرات اور ویران شکل میں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک آدمی کو درد نصیب فرمائے، جو اس مقدس گھر کی دیکھ بھال کرے، اس پاک ٹکڑے کو بے حرمتی اور بے ادبی سے بچائے اور رسول اللہ ﷺ کی یہ یادگار قائم ودائم رہے۔

اس مسجد تک پہنچنے کا راستہ یہ ہے کہ شہدائے احد کے مزارات سے متصل احد پہاڑ کی طرف چلیں، مسجد نبوی کی طرف پشت ہوگی، سڑک کراس کرکے دکانوں سے متصل ایک چھوٹی سڑک پہاڑ کی طرف جارہی ہے، اسی پر چلتے جائیں تو پہاڑ کے دامن میں ایک غار جو دور سے بھی دکھائی دیتا ہے، اس غار سے پہلے دائیں طرف مسجد فسیح کے کھنڈارات ہیں۔ اس غار کے اندر غزوہ احد میں آقا ﷺ نے زخمی ہونے کے بعد آرام فرمایا تھا۔ عصر کے بعد اگر زیارت کے لیے جائیں تو کوئی رش نہیں ہوتا اور آرام سے اس مقام تک پہنچا جاسکتا ہے۔ [1]

[1] حوالہ نقوش پائے مصطفی ﷺ 320

مسجد فسیح کے آثار

مولانا عاصم اپنی کتاب میں اس غار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جبل احد کے اندر تقریباً سو گز کی اونچائی پر ایک چھوٹا سا غار ہے جس میں دو تین آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اس غار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ دندان مبارک شہید ہونے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس جگہ آرام فرمایا تھا۔ اس غار کے دہانے پر سفیدی کی ہوئی ہے۔ اس لیے یہ کافی دور سے نظر آنے لگتا ہے۔

آثار مدینہ کے متعلق بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اس غار کے اندر کوفی رسم الخط کی بعض عبارتیں لکھی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ مگر ہمیں تو تلاش کے باوجود اس میں کوئی عبارت نظر نہیں آئی۔ ممکن ہے پہلے یہ عبارتیں پائی جاتی ہوں اور اب مٹ چکی ہوں۔ اس غار کے قریب پہاڑ کے دامن میں ایک اور چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں معرکہ کے بعد غار سے اتر کر حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر و عصر کی نماز پڑھی تھی۔ [1]

مولانا عبدالمالک اپنی کتاب "نقوش پائے مصطفیٰ" میں لکھتے ہیں:

مسجد فسیح سے کچھ آگے پہاڑ کی اونچائی پر ایک پگڈنڈی چلی گئی ہے۔ راستہ ہموار ہے۔ احتیاط سے چڑھنے پر ایک درہ (غار) ملے گا۔ اسی جگہ پر نبی الملاحم ﷺ کو زخمی حالت میں لایا گیا، یہاں لٹا دیا گیا، مرہم پٹی کی گئی، زخموں کو دھویا گیا۔

حج کے زمانے میں یہاں بھیڑ اور رش کی وجہ سے کچھ دن جانا ممنوع کر دیا جاتا ہے ورنہ عام دنوں میں عشاق اس مقدس غار میں آقا ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو سونگھنے جاتے ہیں۔ آج بھی وہاں عجیب قسم کی خوشبو اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ یہاں سے مدینہ منورہ کا فضائی نظارہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہاں ایک آدمی کے لیٹنے کے بعد اطراف میں متعدد لوگوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہے۔ باہر سے اندر بیٹھنے والوں کا پتہ ہی نہیں چل سکتا۔ [2]

1. سفر نامہ ارض قرآن، ص 173، 174
2. حوالہ نقوش پائے مصطفی ﷺ ص 155

غار احد میں مقام جہاں آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آرام فرمایا

اسی جنگ میں نبی صادق وامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زخمی ہوئے، دندان مبارک شہید ہوا۔ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جس جگہ زخمی ہوئے تھے وہاں ترکوں نے علامتی عمارت بنا دی تھی جہاں لوگ نماز پڑھتے تھے بعد میں اس عمارت کو مسجد بنا دیا گیا مگر اب اس کے آثار بھی ختم ہوگئے ہیں۔ یہ جگہ حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے مزار سے آگے احد کی طرف آبادی میں ہے۔

یہاں سے زخمی ہونے اور کفار کے دباؤ کے پیش نظر احد کی بالکل

جڑ میں حضور نبی کریم ﷺ منتقل ہوئے اور وہیں آپ ﷺ کے زخم دھوکر مرہم پٹی کی گئی۔ اس جگہ کو قبا ثنایا کہتے ہیں۔ چھوٹی دیواروں کا مختصر سا احاطہ ہے۔ اسی کے سامنے ایک غار ہے۔

کہتے ہیں کہ زخم کی صفائی کے بعد یہیں حضور انور ﷺ نے آرام فرمایا تھا۔ اس غار کے دائیں بائیں سفیدی کے نشانات دور سے نظر آتے ہیں۔ چڑھائی زیادہ بھی نہیں اور مشکل بھی نہیں، مگر آج کل وہاں جانے کی عام اجازت نہیں ہے۔ [1]

[1] حج کامل: 270

مسجد فسیح اور غار اُحد جہاں غزوہ اُحد میں نبی کریم ﷺ نے آرام فرمایا

مسجد فسیح

غزوہ اُحد کاوہ مبارک غار جس میں زخمی ہونے کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے آرام فرمایا تھا
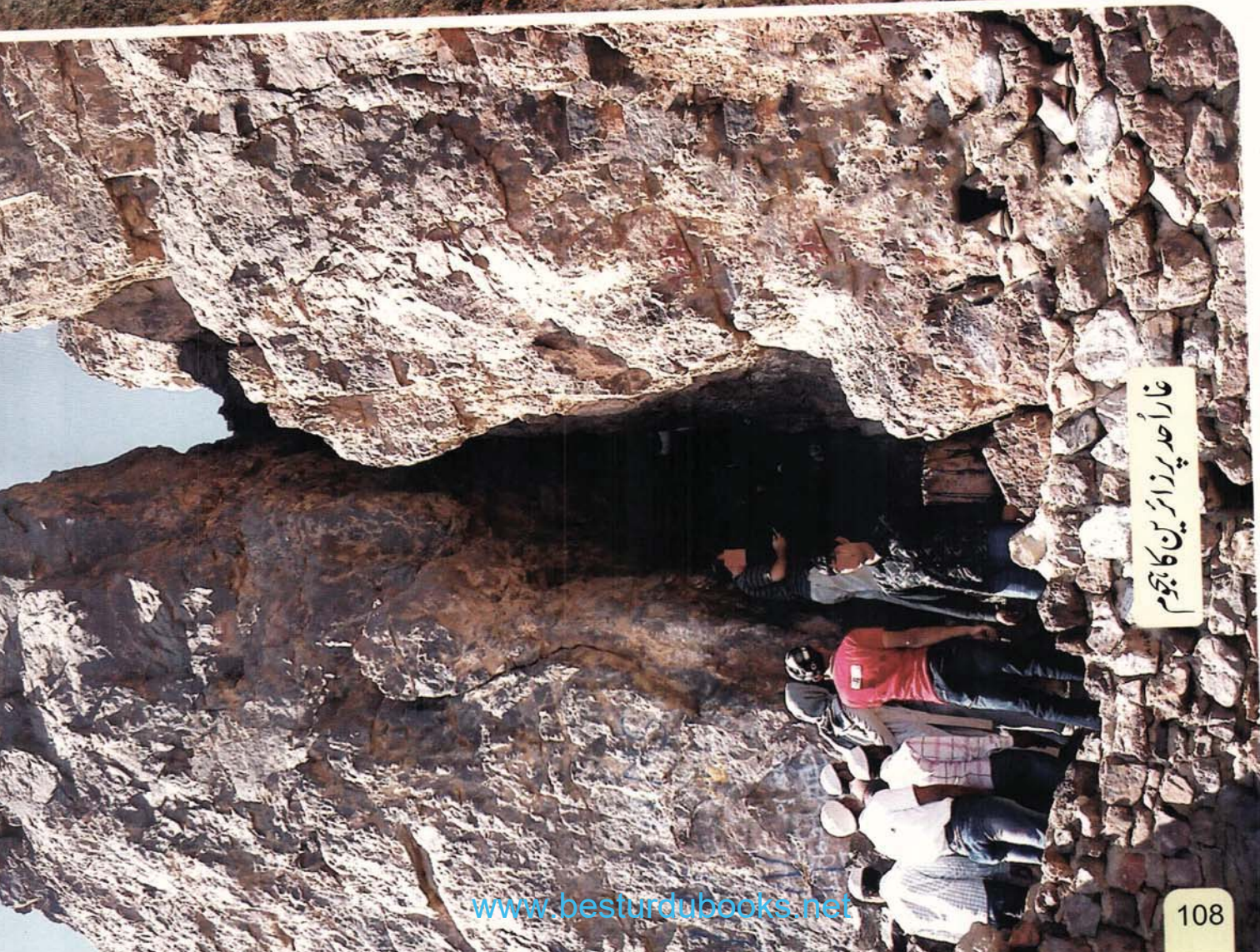
غارِ اُحد پر زائرین کا ہجوم

مقبرہ شہداء احد:

احد پہاڑ کے قریب غزوۂ احد میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں (اس کی تفصیل احقر کی کتاب مقدس قبرستان میں لکھ دی گئی ہے)

اُحد کے دامن میں شہداء اُحد کی آرام گاہیں اس احاطے میں بھی ہیں، مشہور صحابی حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے جنہوں نے معذوری کی حالت میں جہاد میں شرکت کر کے رہتی دنیا تک کے لئے قابلِ تقلید مثال قائم کی۔

2 جبل رماۃ

(جہاں 50 صحابہ کو آقا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کھڑا کیا تھا)

یہ ایک چھوٹا پہاڑ ہے جس کی رنگت سرخی مائل ہے۔ یہ پہاڑ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے جنوب کی سمت تقریباً 62 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور ان دونوں کے درمیان وادی قناۃ حائل ہے۔ جبل عینین کے مشرق کی جانب ایک کونے میں قدیم چھوٹی مسجد تھی جو سادہ پتھروں سے تعمیر کی گئی تھی۔ اس میں چونے کا پتھر بھی استعمال کیا گیا تھا اور یہ مسجد المصرع کے نام سے معروف ہے۔

یہ لمبائی میں 5 میٹر اور 90 سینٹی میٹر ہے۔ اس پہاڑ پر لوگوں کی آمد و رفت ہنوز جاری ہے۔

50 صحابہ رضی اللہ عنہم کے کھڑے ہونے کا مقام

اس پہاڑ کی چوٹی پر مدینہ منورہ کے کچھ لوگوں کے قدیم گھر بھی تھے۔

رماۃ کا مطلب ہے تیر۔ چونکہ رسول پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے غزوہ احد کے موقع پر پچاس ماہر تیر انداز اس پہاڑ پر تعینات کیے تھے اور حکم دیا تھا کہ کسی صورت بھی اپنی جگہ نہیں چھوڑنی۔ اس لیے اس پہاڑ کا نام جبل رماۃ (تیراندازوں کا پہاڑ) مشہور ہو گیا اور آج تک اسی نام سے موسوم ہے۔

یہ وہ پہاڑ ہے جس پر کھڑے 50 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حضرت خالد بن ولید کے لشکر نے زمانہ جاہلیت میں حملہ کر کے جنگ کی کایا پلٹ دی تھی اس پہاڑی پر ان 50 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خون کے نشانات اور اس کی خوشبو آج بھی موجود ہے۔

ماضی میں اس پہاڑ کے عقب میں قہوہ خانے موجود تھے لیکن جدید دور میں نئے انتظامات کے تحت ان قہوہ خانوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔

ارضیاتی طور پر یہ چھوٹی سی پہاڑی جبل احد ہی کا ایک حصہ ہے جسے ایک تنگ وادی دوسرے سے الگ کرتی تھی۔ اس کی چٹانی ساخت بالکل جبل احد کی چٹانوں سے ملتی ہے۔ یہ الگ تھلگ ہی علیحدہ پہاڑی ہے اسلامی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے اور تاریخ جہاد اسلامی میں ایک سنگ میل سے کم نہیں۔

اس پہاڑ کو جبل عینین بھی کہا جاتا ہے، عربی میں ''عینین'' کا مطلب ''دو چشمے'' ہے۔ چونکہ اس پہاڑ کے قریب ہی میٹھے پانی کے چشمے ہوا کرتے تھے جن میں سے ایک چشمہ ''عین سیدنا امیر حمزہ'' بہت ہی مشہور تھا۔ اس لیے عین ممکن ہے کہ اس پہاڑ کا نام عینین اسی وجہ سے پڑ گیا ہوگا۔

پرانے زمانے میں اس مقام پر دو چھوٹی چھوٹی مسجدیں بھی ہوا کرتی تھیں جن میں سے ایک تو پہاڑی کی چوٹی پر شرقی جانب تھی جبکہ دوسری قریب ہی سطح ارض پر مشرقی جانب تھی یہ دونوں مساجد غزوہ احد کی یاد میں تعمیر کی گئی جہاں آ کر رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔

جبل رماة

شہداء احد کے قبرستان کے قریب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے منسوب مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ

جبل رماۃ پر موجود مسجد

آج سے 70 برس قبل اسی جبل رماۃ نامی پہاڑی پر مسجد عینین ہوا کرتی تھی جو کہ وقت کے بے رحم ہاتھوں شہید کردی گئی، یہ مسجد اس جگہ بنائی گئی تھی جہاں آپ ﷺ نے سجدہ میں جا کر دعا کی تھی
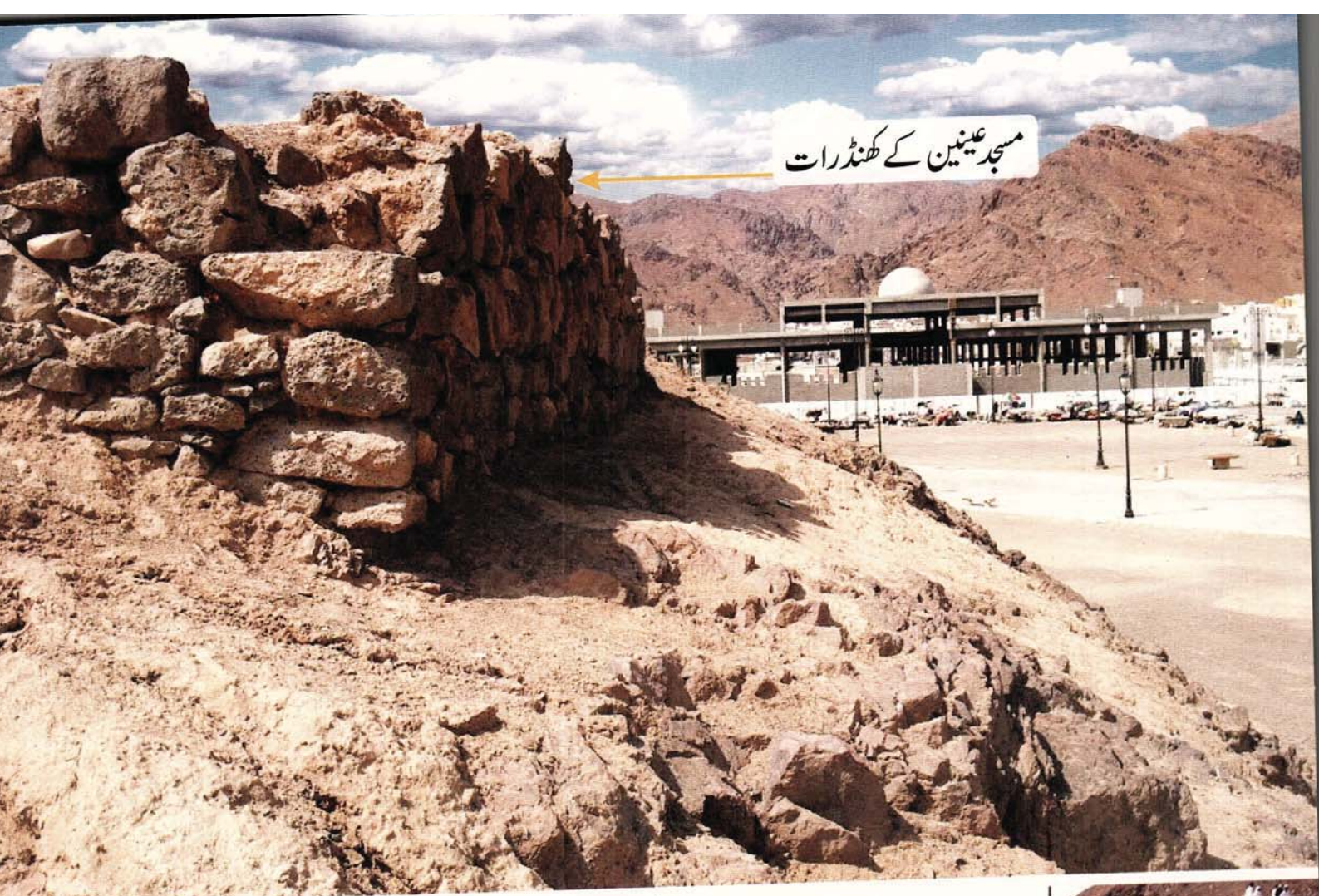
مسجد عینین کے کھنڈرات
مسجد عینین کے کھنڈرات
مزید تفصیلات کے لئے احقر کی کتاب مقدس مساجد کا مطالعہ کریں

3 جبل المستندر

یہ بھی مدینہ منورہ ﷺ کے پہاڑوں میں سے ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے مقدس زمانہ میں مہاجرین صحابہ بنی وائل رضی اللہ عنہم کے گھر اس پہاڑ کے قریب واقع تھے۔ [1]

یہ چھوٹی پہاڑی کی طرح ہے جس کی بلندی تین سے پانچ میٹر تک ہے۔ یہ پہاڑ بستان امدادیہ کے ایک جانب واقع ہے۔ جسے 1265 ہجری میں داؤد پاشا نے تعمیر کروایا تھا۔ داؤد پاشا دولت عثمانیہ کی جانب سے بغداد کے گورنر رہے۔ اس کے بعد انہیں حرم نبوی شریف کا شیخ مقرر کیا گیا۔

یہاں پر انہوں نے اپنے نام سے یہ باغ تیار کروایا تھا۔ اس کے علاوہ داؤد پاشا نے اس چھوٹے سے پہاڑ پر پانی کی ایک سبیل بھی قائم کی تھی۔ یہ علاقہ باب شامی سے باہر ''مستشفی صاحب الجلالہ الملک المعظم'' نامی ہسپتال کے عقب میں واقع تھا۔ اسی پہاڑ اور سبیل کے سامنے مدینہ منورہ کی سیکورٹی کے ادارے کی عمارت تعمیر کی گئی تھی۔

جدید دور میں جبل المستندر اور اس کے اردگرد کے علاقے شارع الستین کی تعمیر میں آ گئے تھے جو سرنگ اور حاجیوں کے قیام گاہ کے درمیان واقع ہے۔ [2]

1 آثار المدینہ، ص 207 2 حوالہ ابواب تاریخ مدینہ

غار طاقیہ! جہاں آقا ﷺ نے آرام فرمایا

زیر نظر تصویر غار طاقیہ کی ہے! یہ غار اُحد پہاڑ کے قریب ہی ہے، اس کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ یہ وہ غار ہے جس میں رحمت کائنات ﷺ نے کفار کے مسلح جتھوں کے ہاتھوں زخمی ہونے پر آرام کیا تھا۔ (واللہ اعلم)

4 جبل سلع یا ثواب

یہ پہاڑ مدینہ منورہ کے شمال میں واقع ہے۔اس کے پتھر سیاہی مائل ہیں۔جبل سلع کا شمار مدینہ منورہ کے عظیم الشان پہاڑوں میں ہوتا ہے، پرانے وقتوں میں یہ پہاڑ باب شامی سے باہر واقع تھا۔اس پہاڑ کے پتھروں کا رنگ سیاہ تھا۔ایک عرصے تک اس پہاڑ کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ یہ پہاڑ سیمنٹ کے اجزاء سے بنا ہے لیکن بعد میں تحقیق سے یہ دعویٰ غلط ثابت ہوا۔

اس پہاڑ کے مشرقی جانب واقع علاقے کو''دكة جلال''کہا جاتا تھا جو یہاں پر رہائش پذیر ایک شخص سے موسوم تھا۔اس پہاڑ کا پتھر اس قدر سخت ہے کہ ہاتھ زخمی کر دیتا ہے۔مشہور ہے کہ اس کے پتھر میں کوئی زہریلا مادہ ہے۔

یہ پہاڑ مسجد نبوی شریف کے شمال مغربی کونے کی سیدھ میں طریق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آدھے میل کی مسافت پر ہے جسے زمانہ قدیم سے جبل سلع کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

دو پہاڑوں کے درمیان واقع درہ کو''سلع''کہتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ یہ نام اسے یہودیوں نے دیا تھا۔ارمائی زبان میں سلع کا مطلب چٹان ہے۔انجیل میں یہ بتایا گیا تھا کہ موعود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چٹان پر شاندار استقبال ہوگا اس اعتبار سے جبل سلع کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔انجیل کی مذکورہ پیش گوئی کے مطابق اس چٹان پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار استقبال ہوا۔

اسے جبل ثواب بھی کہا جاتا رہا ہے جیسا کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

غزوہ خندق کے مقام پر سلع نامی پہاڑ، یہ وہ جگہ ہے جہاں خندق کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مورچے تھے، بعد میں اس پہاڑی کو کاٹ کر مساجد بنا دی گئیں

جبل سلع یا ثواب

جبل سلع پر موجود مساجد صحابہ رضی اللہ عنہم

اس جگہ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کی گئی تھی جسے منہدم کر دیا گیا۔ اب اس جگہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روڈ گزرتی ہے۔ اس پہاڑ کی افضلیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ غزوہ احزاب میں اسی پہاڑ کے گرد مغربی اور شمالی جانب خندق کھودی گئی تھی۔

جنگ کے دوران اگلے اہم مورچے اسی پہاڑ کی چوٹی اور اس کے دامن میں قائم تھے۔ وہ سات مشہور مساجد جو ان خیموں کی جگہ پر تعمیر ہوئی تھی۔ اس پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں۔ وہ مساجد یہ ہیں۔

1. مسجد فتح
2. مسجد سلمان
3. مسجد علی
4. مسجد عمر
5. مسجد سعد
6. مسجد ابوبکر
7. مسجد فاطمہ

یہ مساجد ان جگہوں پر بنائی گئیں ہیں جہاں جنگ خندق کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے تھے۔ ان مساجد میں سب سے زیادہ مشہور مسجد "مسجد الفتح" ہے۔

جبل سلع کے اردگرد کا علاقہ بڑا سرسبز و شاداب تھا۔ وادی بطحاں کا شیریں پانی اس علاقہ کی آبیاری کرتا تھا۔ اس جگہ کے سرسبز ہونے کی وجہ سے بعض لوگ اپنے مویشی چرایا کرتے تھے۔

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک کنیز ان کے قبیلے کے بھیڑ بکریوں کو اس پہاڑ کے دامن میں چرایا کرتی تھی۔ مدینہ منورہ کے بہت سے قبائل اسی سرسبز علاقہ میں منتقل ہوگئے اس طرح وہ مسجد نبوی شریف کے بھی قریب آ گئے۔

جبل سلع پر بنی خوبصورت آبشار

جبل سلع پر سجدہ شکر

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات مبارکہ کی طرف گئے مگر وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پا سکے۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے رہے۔ یہاں تک کہ انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبل ثواب کی طرف گئے ہیں۔ لہٰذا وہ جبل ثواب پر چڑھ گئے اور دائیں بائیں دیکھنے کے بعد انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غار میں دیکھ لیا (جس پر جانے کے لیے آج کل لوگوں نے مسجد فتح کی جانب راستہ بنالیا ہے تا کہ مسجد نبوی شریف آتے جاتے وہاں جا سکیں)۔ [1]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرما رہے تھے۔ میں پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اترا تو محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وہی سجدہ ادا کر رہے تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی دیر سجدہ سے سر نہ اٹھایا، یہاں تک کہ مجھے یہ غلط گمان ہونے لگا کہ شاید سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی گئی ہے۔

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر نیاز اٹھایا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے تو آپ کے بارے میں یہ گمان ہونے لگا تھا کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے۔

تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام اس مقام پر حاضر خدمت ہوئے، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرما رہے ہیں اور آپ کو کہتے ہیں۔ آپ کیا پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے ساتھ کیسا معاملہ کروں؟ تو میں نے کہا:

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، وہ واپس گئے اور پھر آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں غمزدہ نہیں کروں گا۔ تو میں نے (اس نعمت پر) سجدہ شکر ادا کیا۔ کیونکہ افضل ترین عمل جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے وہ سجدہ ہے۔

[1] حوالہ جستجوئے مدینہ صفحہ 842

قدیم مسجد فتح: یہ اس جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران غزوہ نماز پڑھی

5 کہف بنی حرام نامی غار

غزوہ احزاب میں جنگ کے مرکز ہونے کے علاوہ جبل سلع اور بھی کئی انداز میں سیرۃ رسول اللہ ﷺ کے مختلف واقعات سے نسبت رکھتا ہے۔ جن کی ایک مثال وہ غار ہے جہاں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے تلاش بسیار کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈا تھا۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ پیارے نبی ﷺ سجدہ میں تھے اور یہ سجدہ اتنا طویل ہوگیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ مدنی آقا ﷺ کی روح قبض ہو چکی، سجدہ سے سر اٹھا کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ! یہ سجدہ شکر تھا، جبرئیل نے مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب! میں آپ کی امت کو رسوا نہیں کرونگا اس لیے میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ [1]

یہ غار ''کہف بنی حرام'' کے نام سے جبل سلع ہی کی ایک چوٹی پر واقع ہے۔ پیارے نبی ﷺ نے خندق کے موقع پر اس غار میں قیام فرمایا اور صبح ہوتے ہی نیچے تشریف لے آئے۔ بعد میں اس غار کی نشاندہی کے لیے کچھ عاشق رسول ﷺ نے ایک قبا سا بنا دیا تھا مگر وقت کے ساتھ وہ قبہ زمین بوس ہوگیا اور غار کے آثار بھی 2005ء میں ختم کر دیے گئے اور اس کے ساتھ ہی مسجد بنی حرام بھی واقع ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ جس سے چٹانوں سے پانی کے چشمہ کا جاری ہونا تھا، وہ بھی اس پہاڑ کی چوٹی پر ہوا تھا۔ یہ چشمہ مدتوں جاری رہا پھر خشک ہوگیا۔ یہ غار اور چشمہ مسجد نبی حرام کے مشرق میں ہوا کرتا تھا۔

البتہ جستجوئے مدینہ کے مصنف اس سے مختلف روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسی پہاڑی کی ایک چوٹی پر کہف بنی حرام تھی جس پر دو گنبد بنے ہوئے تھے جو کہ ناصریہ پرائمری اسکول کے عقب میں اس علاقے میں واقع تھی جہاں کبھی بنو جہینہ آباد ہوئے تھے۔ غزوہ احزاب کی عسکری کارروائیوں کے دوران رسول اللہ ﷺ نے جہاں استراحت فرمائی تھی۔ اسے ''کہف الکبیر'' کہا جاتا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ وہ غار جہاں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول خدا ﷺ کو تلاش بسیار کے بعد پایا تھا، وہ اس کے علاوہ ہے جسے ''کہف الصغیر'' کہا جاتا ہے جو کہ جبل سلع کے دوسری جانب واقع تھی۔ جہاں ترکوں نے ایک خوبصورت گنبد یا قبہ بنا دیا تھا۔

دشمن سے حفاظت کے خاطر حضور اکرم ﷺ یہاں راتیں بسر فرماتے تھے اور جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی......

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے تمہاری حفاظت فرمائے گا''

تو پھر وہاں کا قیام کم کر دیا گیا۔ اس غار کے شمال میں مسجد الفتح واقع ہے۔

اس پہاڑ کی جنوبی بلندی پر حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا جانا اور وہاں دعا فرمانا ثابت ہے۔ [2]

[1] المجمع الاوسط 9105 [2] آثار المدینہ، ص 205

جبل سلع پر کوفی رسم الخط کی تحریر

جبل سلع بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تحریروں اور یادداشتوں کا امین تھا جو کہ اس کی مختلف چٹانوں پر کندہ کی گئی تھیں۔ جن میں سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم کی یادداشتیں شامل تھیں جو کہ انہوں نے اپنے دست ہائے مبارکہ سے ان چٹانوں پر غزوہ خندق کے دوران ثبت کی تھیں۔ صدیوں سے یہ تحریریں اس بات کا ناقابل تردید ثبوت دیتی آ رہی تھیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کوفی رسم الخط میں مہارت رکھتے تھے اور یہ کہ اسی رسم الخط میں لکھے گئے مصحف شریف کے نسخے انہی ہستیوں کے ہاتھوں سے تحریر ہوئے تھے۔

جبل سلع کے جنوبی دامن کوہ کی ایک دیوار پر قدیم خط کوفی میں یہ تحریر کندہ تھی۔ جسے ''مرأة الحرمین'' کے مصنف نے اس طرح بیان کیا ہے:

اَمْسٰی وَاَصْبَحَ عُمَرُ وَ اَبُوْبَكْرٍ يَشْكُوَانِ اِلَى اللّٰهِ مِنْ كُلِّ مَايَكْرَهُهُ يَقْبَلُ اللّٰهُ عُمَرَ، اَللّٰهُ يُعَامِلُ عُمَرَ بِالْمَغْفِرَةِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ترجمہ: ''صبح وشام عمر اور ابوبکر اللہ تعالیٰ سے ہر اس چیز کے قبول ہونے کا شکوہ کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہو، اللہ تعالیٰ عمر کے ساتھ مغفرت کا معاملہ کرے''

ہجرت نبوی شریف کے ابتدائی برسوں کے بعد مقدس نقوش اسلام کا ایک بہت قیمتی خزانہ تھا لیکن افسوس کہ لوگوں کی ناقدری کی وجہ سے ان چٹانوں کی جگہ اب اپارٹمنٹس تعمیر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کی قبر کو نور سے بھر دیں کہ ان کی کوششوں سے ان تحریروں کی یادگار تصویریں ''تاریخ مدینہ طیبہ'' نامی جریدے میں محفوظ ہو گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ہی نے پہلی مرتبہ ان تصویروں کو کیمرے میں محفوظ کر کے تحقیقی رسالوں کو پیش کیا تھا۔ یوں ان چٹانوں کے مبارک نقوش ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئے جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں سے غزوہ خندق سے متعلق تحریریں کندہ تھیں اور ان سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں رائج عربی رسم الخط کا بھی پتہ چلتا تھا۔

جبل سلع پر موجود غار

جبل سلع کی موجودہ حالت

جبل سلع پر موجود کہف بنی حرام

عثمانی دورِ حکومت میں اس پہاڑ پر عسکری عمارتوں کی تعمیر ہوئی جن میں سے بعض عمارتوں کے نشانات آج بھی باقی ہیں۔

سعودی دورِ حکومت میں جب جدید تعمیرات کا سلسلہ شروع ہوا تو جبل سلع کے اردگرد کے علاقے پر بھی اس کے اثرات پڑے اور یہاں تجارتی مراکز، ہوٹل اور اونچے اونچے مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔ ان دنوں اس علاقے کا شمار مدینہ منورہ کے گنجان علاقوں میں ہوتا ہے۔ اس پہاڑ کا کچھ حصہ توڑ کر وہاں سے مسجد نبوی شریف کے اردگرد سڑکیں بنادی گئیں۔ اس پہاڑ پر بنی حرام کی غار تھی جو اب تک محفوظ ہے۔ اس کے اوپر کی طرف ایک اور چھوٹی سی غار ہے۔ لوگ اس مسجد میں نوافل ادا کرتے ہیں۔

اس وقت حکومت سعودیہ نے اس پہاڑ کے گرد لوہے کا جنگلہ لگادیا ہے اور پہاڑ کی خوبصورتی کے لیے اس پر مصنوعی آبشار بنادیا ہے۔ اس پہاڑ کے مغربی دامن میں وہ میدان ہے جس میں غزوہ خندق کے دوران آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قیام رہا۔ اس میدان کے جنوبی، شمالی اور مشرقی جانب پہاڑ ہیں جبکہ مغربی جانب کو خندق کھود کر محفوظ کرلیا گیا تھا۔ حکومت سعودیہ نے میدان سلع کی تاریخی اہمیت کے پیشِ نظر اس کی تنظیم نو کردی ہے۔ گاڑیاں کھڑی کرنے کے لیے پارکنگ اور میدان کی خوبصورتی کے لیے آبشار بنا کر مختلف قسم کے پودے لگادیے ہیں اور اس میدان کا نام ''حدیقۃ الفتح'' تجویز کیا ہے۔ جس کی موجودہ وسعت 607 مربع میٹر ہے۔

کہف بنی حرام پر کھڑے ہوئے نیچے کی لی گئی تصویر

جبلِ سلع اور مسجد فتح ساتھ ساتھ! وہ مبارک جس کی زمین پر آقا ﷺ نے عبادت اور دعا فرمائی چنانچہ آپ ﷺ کو فتح کی بشارت دی گئی۔ اس غزوہ میں کفار 10 ہزار جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم 3 ہزار تھے اور کفار نے 15 دن تک مدینہ کا محاصرہ کیا اور ناکام لوٹ گئے۔
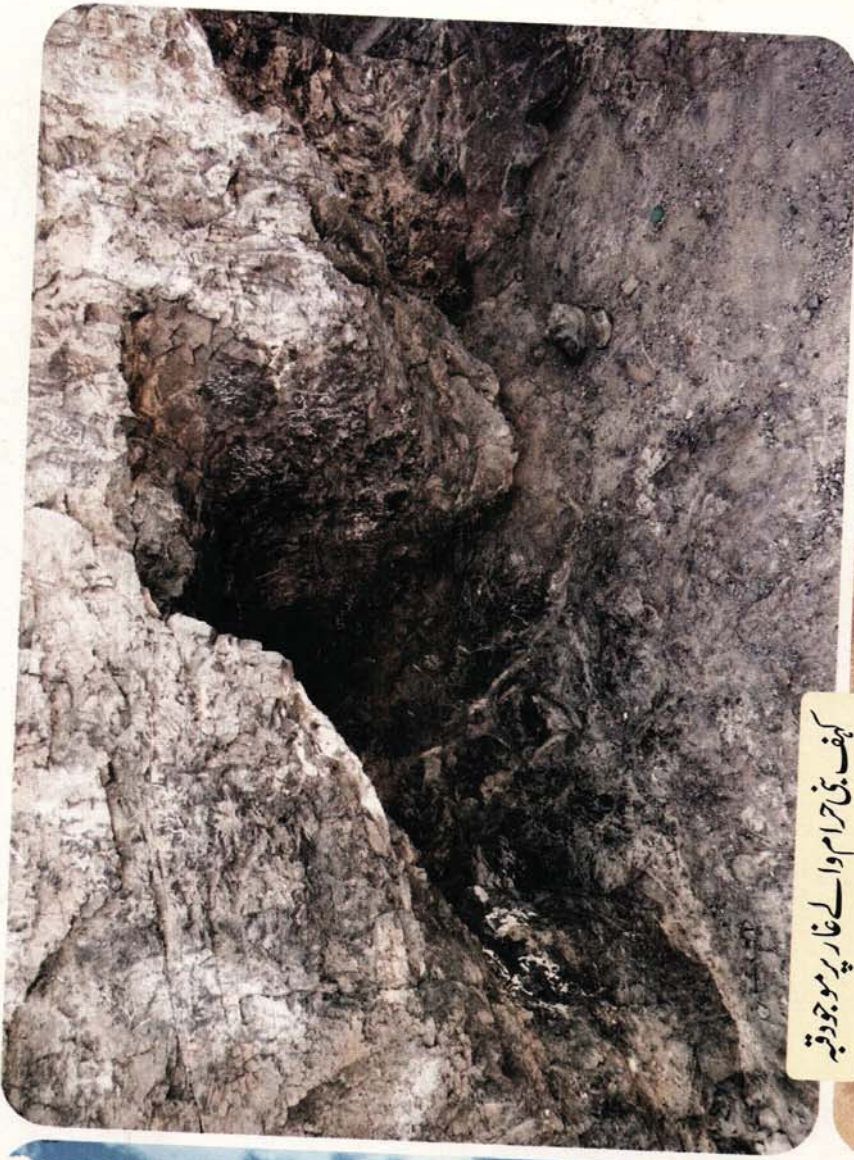
کہف بنی حرام والے غار پر موجود قبر

6 جبل ذباب (رایہ)

مدینہ طیبہ کے وہ مشہور و معروف پہاڑ جن کے فضائل پیارے نبی ﷺ نے ذکر کیے ہیں۔ان میں سے ایک جبل الرایہ بھی ہے اور اسی کا دوسرا نام جبل ذباب ہے۔ یہ ثنیۃ الوداع کے شمال میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جو طریق عیون اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے راستے کے درمیان واقع ہے۔ (طریق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سابقہ نام طریق سلطانہ ہے) یہ گول شکل کا چھوٹا سا پہاڑ ہے۔

یہ پہاڑی جبل سلع کی بغل میں شرقی جانب واقع ہے۔ یہ ایک بہت ہی خوبصورت گنجان آباد محلے میں کثیر المنزلہ مکانات کے درمیان گھری ہوئی پہاڑی ہے جس کی وجہ سے اکثر اوقات یہ لوگوں کی نظر سے اوجھل رہتی ہے اور اب طریق عیون سے اس کا چھوٹا ٹکڑا نظر آتا ہے جیسا کہ اس کا ایک جز اس سڑک سے دکھائی دیتا ہے جو ان دونوں راستوں کے درمیان بنی ہوئی ہے۔

اس پہاڑی کی چوٹی تک مکانات کا سلسلہ قائم ہے۔اب تو اس پہاڑی کا بہت سا حصہ کاٹ کر زمین ہموار کردی گئی ہے تا کہ علاقے کے رہائشیوں کے لیے کمیونٹی ایریا مہیا کیا جاسکے اور لوگوں کے لیے پارکنگ ایریا نکالا جاسکے۔ ساخت کے لحاظ سے اس کی چٹانیں بھی آتش فشانی عمل کی مرہون منت ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے نبی ﷺ نے ذباب پر نماز ادا فرمائی۔ اسے امام طبرانی رحمہ اللہ نے کبیر میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ذباب حجاز مقدس کا ایک پہاڑ ہے۔

اور راوی کا قول ''صَلّٰی عَلَیْہِ اَیْ بَارَکَ عَلَیْہِ'' یعنی نبی اکرم ﷺ نے اسے شرف بخشا۔

جبل ذباب کو یہ عظیم شرف بھی حاصل ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے غزوہ احزاب یعنی خندق کے دوران اس پہاڑ پر اپنا خیمہ نصب کروایا تھا۔ [1]

اس پہاڑی کی یہ خصوصیت تھی کہ اس پر رہتے ہوئے اس خندق پر نظر رکھنا بہت آسان تھا جو غزوہ احزاب میں کھدوائی گئی تھی۔ غالبًا یہی وجہ تھی کہ سرور کائنات ﷺ نے اس مقام کو منتخب فرمایا۔

محبوب کائنات ﷺ نے اس پہاڑی پر جو خیمہ نصب فرمایا وہ لال رنگ کے چمڑے سے بنا ہوا تھا۔ جس میں حضرت عائشہ، حضرت زینب اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن باری باری امام الانبیاء ﷺ کے ساتھ قیام فرماتیں۔ [2]

سید الرسل ﷺ کے وصال کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس خیمہ کی جگہ مسجد تعمیر کردی تھی۔ بعد میں حضرت عمر ثانی عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ تعمیر کروایا۔ اس مسجد کا رقبہ 10×10 بتایا جاتا ہے اور یہ ''مسجد ذباب'' کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اب اس پہاڑی کا بہت سا حصہ کاٹا جاچکا ہے لیکن جس حصہ پر مسجد ذباب ہے اسے اپنے حال میں رہنے دیا گیا ہے۔ الحمدللہ! یہ مسجد اب تک نماز پنجگانہ کے لیے کھلتی ہے۔

دور سے یہ مسجد نظر نہیں آتی بلکہ اس کو دیکھنے کے لیے جبل زباب کی پہاڑی پر چڑھنا پڑتا ہے اس مسجد کی مناسبت سے یہ جگہ حی الرایہ کے نام سے مشہور ہے۔

1. حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ 68/1
2. حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ 62/1
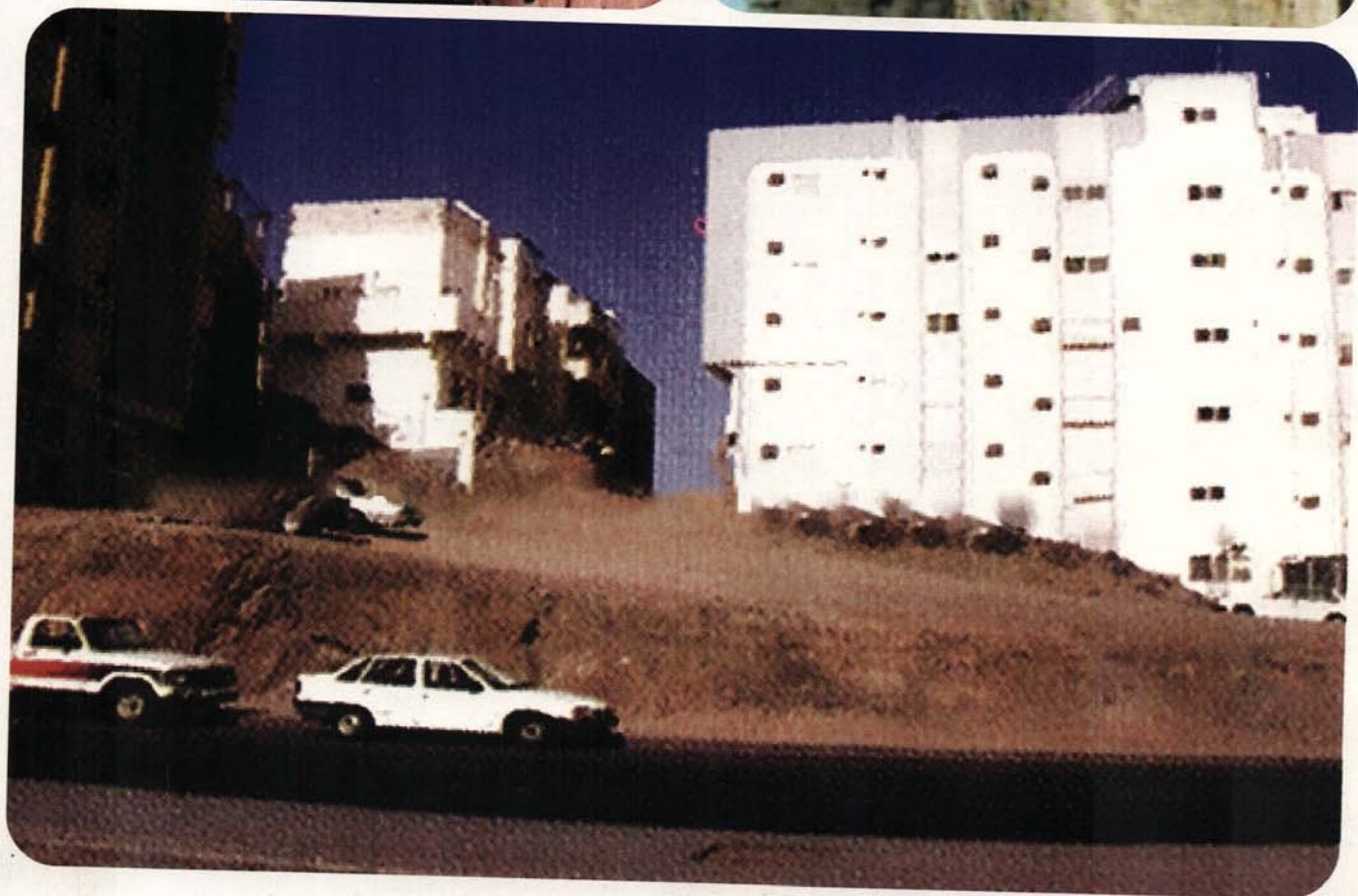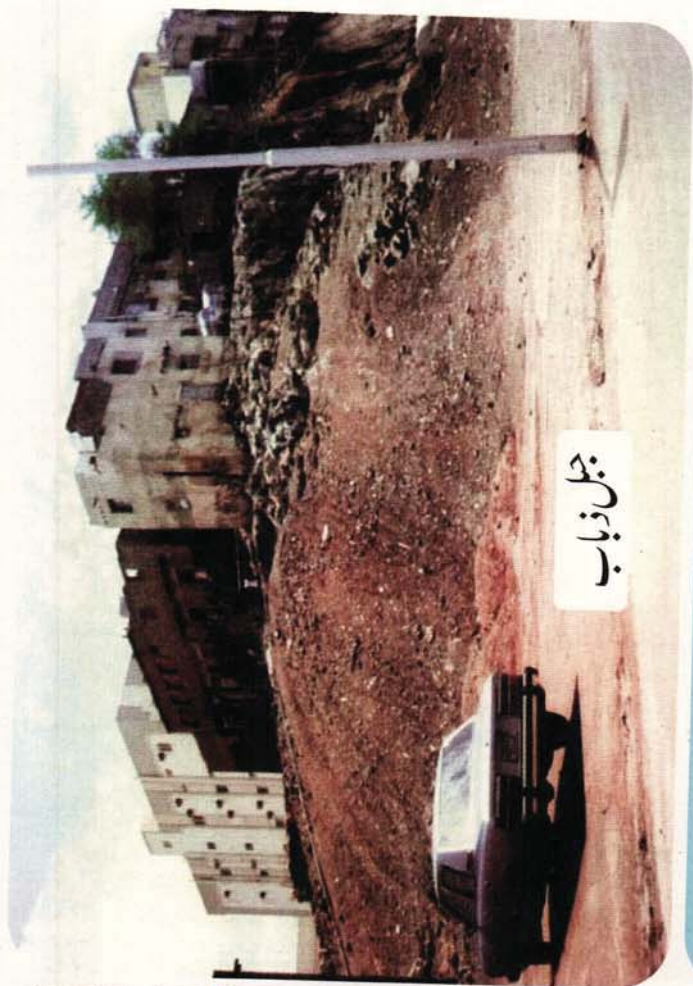
جبل ذباب

جبل ذباب

جبل ذباب پر موجود مسجد رایہ

مقام جبل رایہ

جبل ذباب وہ مبارک پہاڑ ہے جس پر آپ ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر نماز ادا فرمائی اور خیمہ نصب فرمایا

7 جبل سلیع

جبل سلیع چھوٹا پہاڑ ہے جو جبل سلع کے جنوب میں واقع ہے۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں بنی اسلم کے مہاجر لوگوں کے گھر تھے۔ ایک زمانے تک قلعہ باب شامی کا ایک برج اس پہاڑ پر موجود تھا۔ نویں صدی ہجری میں یہاں پر خاندان اشراف میں سے گورنر مدینہ منورہ کا قلعہ ہوا کرتا تھا۔ اس قلعے کو امیر ابن شیحہ نے ساتویں صدی ہجری میں تعمیر کروایا تھا تاکہ یہاں سے مدینہ منورہ کے مضافاتی علاقے پر نظر رکھی جاسکے۔

مصنف ''نزہۃ الناظرین'' لکھتے ہیں کہ ''یہ قلعہ خاصا معروف ہے اور باب السور جو باب شامی کے نام سے مشہور ہے کے قریب واقع ہے۔''

السید العباس کے مطابق مذکورہ قلعہ کی جگہ پر عثمانوی ترک حکومت کی عمارتیں تھیں۔ شمال میں واقع ڈھلوان جبل سلع اور جبل سلیع کو الگ کرتی ہے۔ 1380 ہجری میں وزارت اوقاف نے اس جگہ کو خرید کر یہاں مدینہ منورہ کا مشہور مدرسہ ''المدرسة الناصرية'' کا مرکز قائم کر دیا تھا۔ [1]

[1] آثار المدينه، ص 206

جبل سلیع کا خوبصورت منظر

8 ثنیۃ الوداع کی پہاڑیاں

مسجد قباء مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ زیارت کے لیے شہر سے آتے ہوئے راستے میں ''ثنیۃ الوداع'' کی وہ تاریخی پہاڑیاں آتی ہیں جہاں اہل یثرب نے نبی صادق امین ﷺ کا استقبال کیا تھا۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے اپنے مہمانوں کو رخصت کرنے یہاں تک آتے تھے، اسی کے باعث اسے ''ثنیۃ الوداع'' کہا جاتا ہے۔

یہ وہی مشہور جگہ ہے جہاں یثرب کی بچیوں نے سرور کائنات ﷺ کی آمد پر وہ تاریخی اور بڑے پیارے اشعار پڑھے تھے جو ''طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ'' کے الفاظ سے شروع ہوتے ہیں۔ یعنی ثنیۃ الوداع کی پہاڑیوں سے ہمارے لیے چودھویں رات کا چاند (بدر منیر) طلوع ہوا ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا شکر ادا کریں کہ ختم المرسلین ﷺ بخیر و عافیت ہمارے یہاں تشریف لے آئے ہیں۔

ثنیۃ الوداع الجنوبی جو کہ مسجد قباء کے پاس ہے

جبل سلع کے پاس موجود ثنیۃ

بعد میں مقامی لوگوں نے اس جگہ چھوٹی سی مسجد تعمیر کردی، مگر افسوس بعد میں اس جگہ کی نشاندہی مٹانے کے لیے اس کو ملیا میٹ کردیا گیا۔

9 جبال الجماوات

جماوات پہاڑی علاقے میں موجود ہموار زمین کو کہا جاتا ہے۔ اس قسم کی تین ہموار جگہیں وادی عقیق میں تھیں۔

مدینہ منورہ کے مغربی جانب ان پہاڑیوں کے درمیان واقع حسین علاقہ سرسبزی وشادابی کی بدولت بہت شہرت کا حامل رہا ہے۔ مدینہ منورہ میں تین جماوات ہیں جن میں سے ایک جماء تضارع بھی ہے۔ چونکہ یہ جماوات وادی عقیق کے قریب میں ہیں اسی لیے ان پہاڑیوں کو جماوات العقیق بھی کہا جاتا ہے۔ لغت میں جماء کے معنی پانی کے چشمہ کے ہیں۔ جماء تضارع کو جبل غرابہ بھی کہتے ہیں۔

جماء تضارع ایک ہموار علاقہ ہے جو مکہ مکرمہ جانے کے لیے وادی عقیق سے گزرنے والے کی سیدھی جانب آتا ہے۔ اس علاقے میں قصر عاصم بن عمرو بن عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تھا۔ اس قصر کے پیچھے ایک پہاڑی گھاٹی پر پانی روکنے کے لیے سد بنوائی گئی تھی۔ یہ پانی یہاں بسنے والوں کے بہت کام آتا تھا۔ یہ مقام کنوؤں سے کافی فاصلے پر تھا۔ اس جگہ ایک ''مکیمین'' نامی پہاڑ بھی ہے۔ برسات کے موسم میں پانی اس پہاڑ سے بہہ کر ''وادی الدعیثۃ'' میں داخل ہوتا تھا۔

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماوات کے علاقے میں بہت سی اراضی بنی زیاد بن الحارث کو الاٹ کردی تھیں۔ انہوں نے بھی وعدہ کیا تھا کہ وہ دین متین پر ثابت قدم رہیں گے اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کریں گے۔

پہلی صدی ہجری میں یہ علاقہ اپنی خوبصورتی اور شادابی کی وجہ سے بنوامیہ کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔ انہوں نے یہاں کھجوروں کے باغات اور زرعی فارم قائم کیے۔ بنوامیہ کے امراء نے اپنے دور حکومت میں اس جگہ اپنے عالیشان محلات تعمیر کروائے۔ ان میں سب سے مشہور حضرت عروہ بن زبیر، عاصم بن عمرو بن عمر بن عثمان بن عفان اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بن عمرو بن عثمان بن عفان رحمہم اللہ وغیرہ کے محلات ہیں۔ ان میں سے بعض محلات کے تاریخی آثار کھنڈرات کی شکل میں آج بھی موجود ہیں۔

ان پہاڑیوں کے مغرب میں وادی عقیق کے قریب کا میدانی علاقہ چراگاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرائے جاتے تھے۔ نیز نجدی قبیلے میں سے بعض افراد مسلمان ہوکر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ درحقیقت منافقین تھے۔ انہوں نے اپنی بیماری کا تذکرہ کیا تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چراگاہوں میں بھیجا تھا لیکن ان بدبختوں نے بدعہدی کی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے چرانے والے غلام حضرت یسار رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا اور اونٹوں کو اپنے ساتھ لے کر فرار ہوگئے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی حضرت کریز بن جابر رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ انہوں نے جوان مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان مجرموں کو پکڑ لیا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ ان مجرمین کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی قتل کروادیا۔ یہ واقعہ انہی جماوات کے مغربی جانب پیش آیا تھا۔

جماء تضارع کی جنوبی جانب وادی مکیمین کے کنارے ایک لال رنگ کا پہاڑ واقع ہے جسے جبل مکیمین کہتے ہیں۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر اس علاقے میں بنوایا تھا جہاں ان کو زرعی زمین دی گئی تھیں۔ انہی کے سبب یہ وادی مشہور ہوئی۔ اگرچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ زیادہ عرصہ یہاں نہ ٹھہر سکے۔ یہ جگہ حرہ بیضاء بھی کہلاتی تھی۔

جبال الجماوات کا فضائی منظر

جبال الجماوات کی دو خوبصورت تصاویر

10 جبل جماء اُم خالد

مدینہ منورہ کے تین جماوات میں سے دوسرا جماء ام خالد ہے، اس مقام کا پانی قصر محمد بن عیسیٰ الجعفری اور قصر یزید بن عبدالملک بن المغیرۃ النوفلی تک جاتا تھا۔ قصر محمد بن عیسیٰ، اشعث کے لوگوں کے گھروں پر بنایا گیا تھا۔ اس کے شمال کی جانب ایک چھوٹا پہاڑ ہے جسے ''شغر'' کہا جاتا ہے۔

مدینہ طیبہ کے قدیم مورخین نے دو قدیم قبروں کا ذکر بھی کیا ہے جو کہ ایک جماء یعنی ام خالد پر واقع تھیں۔ ان میں سے ایک پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

اَنَا اَسْوَدُ بْنُ سُوَادَةَ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ اِلٰی ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ

ترجمہ: ''میں اسود بن سوادہ ہوں جو اس قریہ کے رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ایلچی ہوں۔'' واللہ اعلم۔

جماء ام خالد کا علاقہ جماء تضارع کے شمال کی جانب واقع ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق جماء خالد کے مقام پر ایک ایسی قبر پائی جاتی ہے جس کی لمبائی چالیس ہاتھ طویل تھی اور یہاں نصب ایک لوح سنگ پر یہ عبارت کندہ تھی:

اَنَا عَبْدُاللّٰہِ مِنْ اَھْلِ تَیْسُوْنَ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی اَھْلِ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ فَاَدْرَکَنِیَ الْمَوْتُ فَاَوْصَیْتُ اَنْ اُدْفَنَ فِیْ جَمَاءِ اُمِّ خَالِدٍ

ترجمہ: ''میں عبداللہ اہل تیسون سے ہوں جو اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ایلچی بنا کر اس بستی کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ موت کے وقت میں نے وصیت کی کہ مجھے جماء ام خالد میں دفن کیا جائے۔'' واللہ اعلم۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بہت کوششیں کی گئیں کہ ان کو پڑھا جاسکے۔ ابن زبالہ بیان کرتے ہیں کہ دونوں الواح سنگ کو پڑھنے کی غرض سے اتارا گیا۔ ایک تو بہت بھاری ثابت ہوئی اور اسے جماء پر ہی پھینک دیا گیا جبکہ دوسری کو ایسے لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا جو کہ اسے پڑھ سکتے تھے۔ اس پر کنداں عبارت حمیاری زبان میں تھی اور ایک یمنی اسے پڑھنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس پر مکتوب تھا:

''میں اللہ کا ایک بندہ ہوں اور نبی کریم سلیمان بن داوٗد علیہ السلام کی جانب سے یثرب کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ یہ لکھتے وقت میں اس شہر (یثرب) کے مغربی جانب ہوں۔'' [1]

ان آثار قدیمہ میں سے کسی کا وجود بعد میں نہیں ملا کیونکہ معاصرین میں سے بہت سے مورخین نے بہت تگ و دو کی ہے کہ ان کا کوئی سراغ مل سکے مگر ان کو ان دونوں میں سے کسی قبر کے آثار نہ مل سکے۔ [2]

[1] حوالہ معالم المدینہ 395/1 [2] حوالہ وفاء الوفاء 209

مدینہ منورہ کے 3 مبارک پہاڑ جن کا احادیث میں ذکر ہے جنہیں جبال الجماوات الثلاثۃ کہا جاتا ہے

1 جبل جماء تضارع
2 جبل جماء ام خالد
3 جبل جماء العاقر

جماء العاقر
الملعب الرياضي
جماء أم خالد
الحرم النبوي
مدینہ منورہ کے 3 مبارک پہاڑ جن کا احادیث میں ذکر ہے
جماء ام خالد و جماء عاقر کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر
جبل الجمادات
Abyar 'Ali
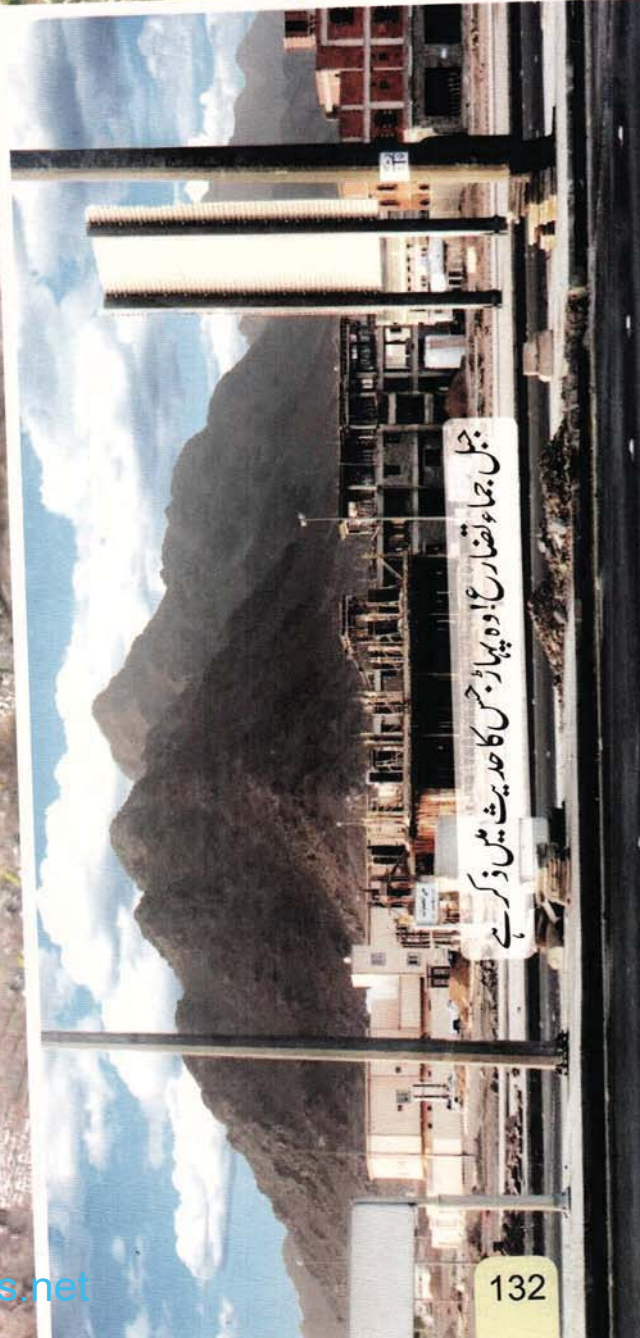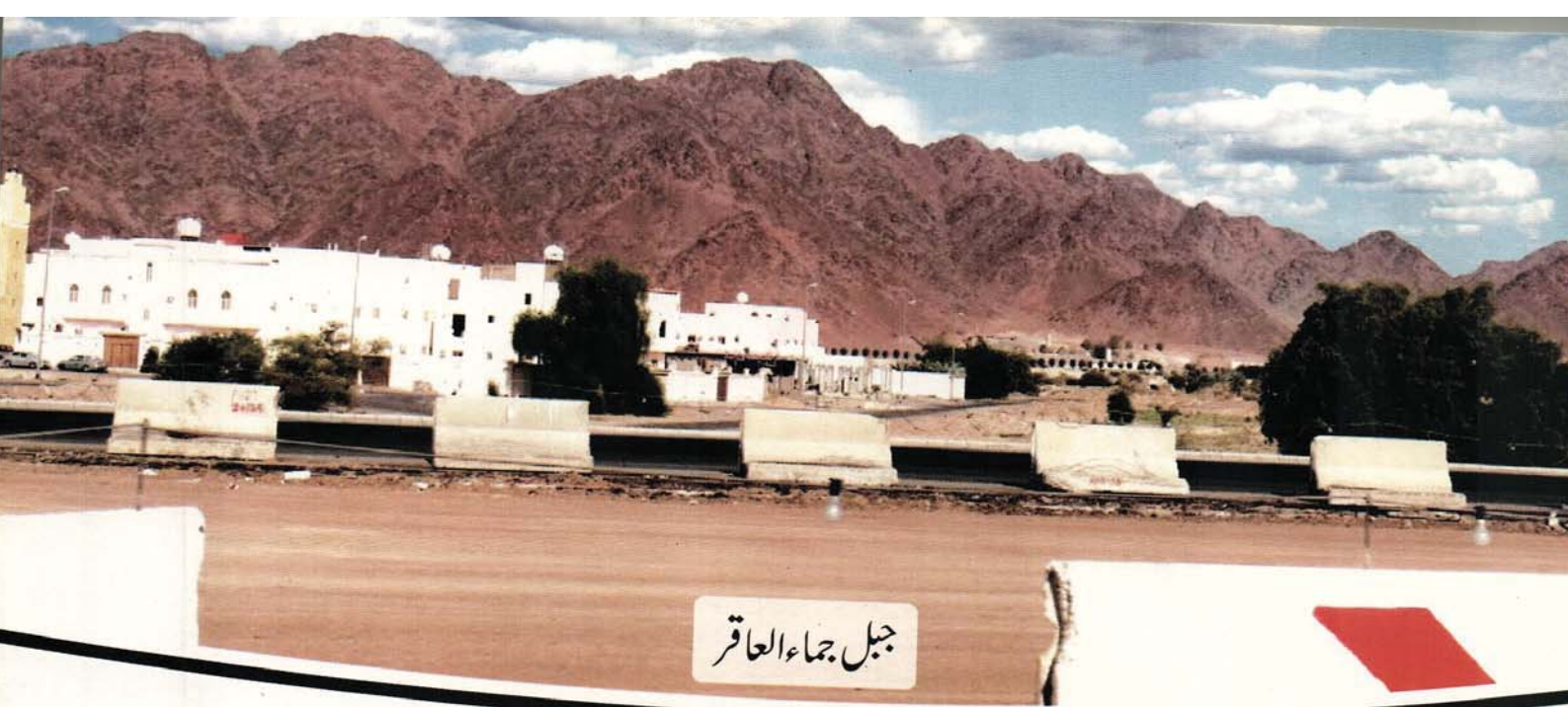
جبل جماء العاقر

11 جبل جماء العاقر یا العاقل

یہ علاقہ جماء تضارع اور جماء ام خالد کے درمیان حد فاصل کے طور پر ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس سے گزر کر قریش مکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد اور غزوہ احزاب (خندق) کے لیے آئے تھے۔ جماء العاقر کے بعد شمال کی جانب ایک پہاڑ ہے جسے جبل اعظم کہا جاتا ہے۔ حضرت ابن زبالہ رحمہ اللہ نے اس علاقے سے متعلق ایک حدیث روایت کی ہے:

لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقْتَلَ رَجُلَانِ مَوْضِعَ قِطَاطِیْهِمَا فِیْ قِبَلِ الْجَمَاءِ

ترجمہ: ''قیامت کی گھڑی اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ دو آدمیوں کو ان کے خیموں میں جماء کے قریب قتل نہ کیا جائے۔

اس حدیث مبارکہ کے متعلق فیروز آبادی نے کہا ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں مذکورہ واقعہ ان تین میں سے کسی جماء کے دامن میں ہوگا۔

جبل جماء العاقر کا فضائی منظر

12 جبل الحرم

جب ہم مسجد نبوی شریف سے میقات ذوالحلیفہ کی جانب جاتے ہیں تو حرم نبوی شریف کی حدود میں واقع یہ تینوں پہاڑیاں طریق خواجات (غیر مسلموں کی سڑک) کے دونوں جانب نظر آتی ہیں۔ان میں بڑی پہاڑی کو ''جبل الحرم الاکبر'' کہا جاتا ہے جبکہ دوسری کو ''جبل الحرم الاوسط'' اور تیسری کو ''جبل الحرم الاصغر'' کہا جاتا ہے۔ان تینوں پہاڑیوں کو یہ فخر عظیم حاصل ہے کہ ان سے حاصل کی گئی پتھر کی سلوں سے مسجد نبوی شریف کے اگلے حصے (مجیدیہ کا پورا حصہ) کی عمارت کے لیے میٹریل نکالا گیا تھا۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس مبارک پہاڑ کو جبل الحرم الشریف کا نام 1267 ہجری میں اس وقت دیا گیا جب ترک عثمانوی خلیفہ عبدالمجید خان نے حرم نبوی شریف کی موجودہ توسیع سے قبل تعمیر کا ارادہ کیا تھا۔ ترک ماہرین اور انجینئروں نے اس پہاڑ کے خوبصورت پتھر دیکھ کر فیصلہ کیا تھا کہ حرم نبوی شریف کی نئی تعمیر کے لیے یہاں سے پتھر حاصل کیے جائیں گے۔اس لیے اس پہاڑ کے قریب معماروں کی پوری ایک بستی بنائی گئی تھی۔

یہاں پر گھروں کے علاوہ بازار اور مساجد بھی تعمیر کی گئیں جبکہ پتھر کاٹنے والی لوہے کی بڑی بڑی مشینیں نصب کی گئیں۔اس کے بعد اس پہاڑ سے حرم نبوی شریف تک آنے کے لیے راستے ہموار کیے گئے اور ان کے کناروں پر پتھروں سے فٹ پاتھ بنائے گئے۔اس کے بعد اس پہاڑ کے خوبصورت سرخ پتھر کو کاٹا جاتا اور بڑے اور لمبے پتھر کو گولائیوں میں لاکر انہیں ستونوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

اس پہاڑ کے پتھروں کو تراش کر اس سے مسجد نبوی شریف کی دیواریں اور ستون بنائے گئے۔زیادہ تر ستون بے جوڑ ہوتے تھے۔ یعنی وہ ایک بڑی اور لمبی چٹان ہوتی تھی جسے مہارت سے تراش کر بے جوڑ ستون بنایا جاتا۔اس کے بعد ایک جوڑ اور دو جوڑوں کے ستون بھی ہوتے۔

تراش خراش کا تمام کام پہاڑ کے نزدیک معماروں کی بستی میں کیا جاتا۔اس کے بعد انہیں بڑی بڑی گاڑیوں پر رکھ کر جنہیں طاقتور جانور کھینچ رہے ہوتے تھے، حرم نبوی شریف کے نزدیک لایا جاتا اور مطلوبہ مقام پر انہیں نصب کردیا جاتا۔ یوں تیرہ برس تک عظیم معماروں نے یہ عظیم کام سرانجام دیا اور 1280 ہجری کو حرم نبوی شریف کی تعمیر مکمل ہوئی۔

حجرہ مطہرہ کے اندر اور باہر لگنے والی تمام سلیں اور ستونوں میں استعمال ہونے والا پتھر اور ریاض الجنۃ میں استعمال ہونے والا میٹریل انہیں تینوں جبال الحرم سے لے لیا گیا تھا۔ پتھر نکالنے سے ان پہاڑیوں میں گہرے کھڈے پڑ گئے تھے جو کہ ابھی تک اس واقعہ کی یاد دلاتے ہیں۔

جبل الحرم کی دور سے لی گئی تصویر

جبل الحرم جس کے پتھر حرم شریف کی تعمیر میں استعمال ہوئے

13 جبل حمراء الاسد

مدینہ منورہ کی جنوبی سمت پر تقریباً 16 کلومیٹر کی مسافت پر واقع جبل عیر کے قریب ایک پہاڑ ہے جو جبل حمراء الاسد کے نام سے متعارف ہے۔ اسی کے دامن میں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد سے واپسی پر 3 دن قیام فرمایا تھا۔ جب ذوالحلیفہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلیں تو یہ پہاڑ واضح دکھائی دیتا ہے۔ [1]

اس پہاڑ کو یہ مبارک سعادت حاصل ہے کہ آقا ﷺ نے اس مبارک پہاڑ پر 3 دن قیام فرمایا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ غزوہ احد سے واپسی پر پیارے نبی ﷺ نے مدینہ کے اطراف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بٹھا دیا کہ کہیں مشرکین پلٹ کر حملہ نہ کر دیں پھر آپ ﷺ کو خبر ملی کہ مشرکین حملے کے لیے آ رہے ہیں تو مدنی آقا ﷺ نے مدینہ سے باہر تشریف لا کر اس پہاڑ پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مشرکین پر حملہ کے لیے قیام کیا۔ مگر دوسری طرف مشرکین مکہ کو بھی خبر مل گئی کہ حضور ﷺ نے خوب تیاری کر رکھی ہے تو ابوسفیان جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور لشکر کے امیر تھے انہوں نے مدنی آقا ﷺ پر حملہ نہیں کیا، کیونکہ انہوں نے مکہ کی طرف لوٹنے ہی میں عافیت سمجھی۔ [2]

1 تاریخ مدینہ منورہ لدکتور محمد الیاس ص 92

2 حوالہ سیرت ابن ھشام

14 جبل عیر

یہ عظیم پہاڑ وادی عقیق کے مشرقی جانب ذوالحلیفہ کے قریب اور مدینہ منورہ کے سامنے واقع ہے۔ اسے مدینہ منورہ کی حدود میں سے ایک حد کہا جاتا ہے۔

جنوبی جانب سے حرم مدنی کی حد بندی کرنے کے علاوہ جبل عیر اس طرف سے مدینہ طیبہ اور حجاز کے باقی ماندہ علاقوں کے درمیان جغرافیائی طور پر ایک قدرتی حد فاصل ہے۔ مکۃ المکرّمہ اور اسی جانب دوسرے شہروں سے بذریعہ طریق الہجرہ آنے والوں کو اسی جبل عیر کے پاس سے گزر کر شہر حبیب ﷺ آنا پڑتا ہے۔ مرکز مدینہ شریف کے تقریباً سات کلومیٹر کے فاصلے پر واقع یہ بلند و بالا پہاڑ طریق الہجرہ کی غربی جانب صرف ایک کلومیٹر پر واقع ہے۔ وادی عقیق جو کہ مدینہ طیبہ سے 200 کلومیٹر دور سے شروع ہوتی ہے وہ اسی پہاڑ کے مغربی کونے کے پاس سے گزر کر ارض مقدس میں داخل ہوتی ہے۔

ارض مقدس کے دیگر پہاڑوں کی طرح جبل عیر بھی آتش فشانی کے عمل کی پیداوار ہے۔ اس کی چٹانیں زیادہ تر گہرے بھورے رنگ کی ہیں مگر بعض مقامات پر ان میں سرخ وسفید دھاریاں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ پہاڑ 3/5 کلومیٹر چوڑا اور تقریباً 6 کلومیٹر لمبا ہے اور سطح سمندر سے 300 میٹر بلند ہے اور 3/5 کلومیٹر اس پہاڑ میں کہیں کہیں آتش فشانی کی راکھ اور نرم مٹی ملتی ہے۔

اس پہاڑ کے وہ حصے جو آبار علی اور ذوالحلیفہ سے ملتے ہیں صرف وہ پانی کی دولت سے مالا مال ہیں، باقی جبل عیر بذات خود تو ایک خشک پہاڑ ہے۔ اس کے بعض مقامات پر مختلف قسم کے خاردار خودرو پودے ہیں۔ اس پہاڑ پر ''بلسان'' نامی ایک خاص درخت بھی پایا جاتا ہے۔ جس کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے تنے کے چھلکے سے ایک خاص طرح کی خوشبو والی گوند بہتی ہے جو مختلف امراض میں علاج کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ یہاں اس کے علاوہ ''سنا مکی'' نامی ایک جڑی بوٹی بھی بکثرت پائی جاتی ہے جو جلاب آور ہونے کی وجہ سے بلاد عرب کے علاوہ دوسرے ممالک کے حکماء میں بھی کافی مقبول ہے۔

جبال العیر پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ کسی زمانے میں یہ سلسلہ مدینہ منورہ کے لیے مضبوط دفاعی لائن کا کام دیتا رہا۔ نیز ان پہاڑیوں میں قدرتی چشموں اور نالوں نے ان پہاڑی سلسلوں کے حسن کو دوبالا کر دیا تھا اور مدینہ طیبہ کے رہنے والوں کو زندگی کا سامان بھی مہیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے بہت سے بدو قبائل انہی علاقوں میں رہنا پسند کرتے تھے۔ جس زمانے میں وادی عقیق مدینہ منورہ کا سب سے زیادہ بارونق علاقہ ہوا کرتا تھا تو اس زمانے میں بنوامیہ کے بہت سے حکمرانوں نے یہاں اپنے عالیشان محلات تعمیر کروائے تھے۔ ان میں بعض کی باقیات تو آج تک موجود ہیں۔ جبل عیر کی بعض چٹانوں پر کوفی رسم الخط میں بعض تحریریں اس مقام کی عمرانی تاریخ پر روشنی ڈالتی ہیں۔

جبل عیر: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے، ہم اس سے ناراض ہیں، یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے

جبل عیر سے متعلق ارشادات نبوی ﷺ

یہ پہاڑ مدینۃ الرسول کے مشہور پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ اس پہاڑ کے متعلق زبان رسالت سے یہ الفاظ صادر ہوتے ہیں۔

هٰذَا عِيرٌ جَبَلٌ يُبْغِضُنَا وَنُبْغِضُهُ عَلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ

یہ عیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے۔ ہم اس سے ناراض ہیں۔ یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔

ایک حدیث شریف کے مطابق:

" اُحُدٌ عَلٰى رُكْنٍ مِّنْ اَرْكَانِ الْجَنَّةِ وَ عِيْرٌ عَلٰى رُكْنٍ مِّنْ اَرْكَانِ النَّارِ "

ترجمہ: احد جنت کے کونوں میں سے ایک کونا ہے جبکہ عیر جہنم کے کونوں میں سے ایک کونا ہے''۔

اسی طرح ابن ماجہ نے سند کے ساتھ حدیث روایت کی ہے کہ:

" اِنَّ اُحُدَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ وَهُوَ تُرْعَةٌ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ وَ عِيْرٌ عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ النَّارِ "

ترجمہ: بے شک احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور یہ (احد) جنت کی نہروں میں سے ایک نہر اور عیر آگ کی نہروں میں سے ایک نہر ہے''۔

یہ پہاڑ کوہ احد کے سامنے مکہ مکرمہ کے راستہ میں واقع ہے۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے دشمنوں میں شمار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پتھروں میں بھی دوستی ودشمنی پائی جاتی ہے۔ [1]

منافقین کے لیے جبل عیر بہت اہمیت کا حامل تھا اسی لیے انہوں نے اسلام دشمنی میں جو مسجد ضرار تعمیر کی وہ بھی مدینہ منورہ کی اسی جانب تھی، لیکن اللہ جل شانہ نے ان منافقین کا جبل احد میں جانا گوارا نہ فرمایا۔ غزوہ احد میں ایسا ہی ہوا، منافقین اس روز راستے ہی سے لوٹ آئے۔

رئیس المنافقین عبد اللہ ابن ابی کا محل بھی اسی پہاڑ کی جنوبی جانب تھا جو اسلام کے خلاف سازشوں کا مرکز تھا۔ شاید اسی سبب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''عیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں''، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عیر دوزخ کا پہاڑ ہے اسی سبب یہ پہاڑ مسلمانوں کے دلوں میں کوئی جگہ نہ بنا سکا۔ کوئی مسلمان اس پہاڑ کی زیارت کرنے کا اشتیاق نہیں رکھتا۔ جبکہ اس کے بالمقابل شعراء نے جبل احد اور جبل سلع کے بارے میں بہت سے قصیدے اور تعریفی اشعار لکھے ہیں۔

[1] تاریخ المدینہ صفحہ 348 آثار المدینة صفحہ 209

جبل عیر، ساتھ حرم کی حدود کی نشاندہی کرنے والا کتبہ بھی نظر آرہا ہے

15 جبل جرف

جرف پہاڑ مدینہ منورہ کے شمال مغرب سمت پر تقریباً 3 میل کے فاصلہ پر وادی عقیق کے کنارہ پر واقع ہے۔

آبادی کے پھیلاؤ کے بعد یہ مدینہ منورہ کا محلّہ بن گیا ہے اور جامعات روڈ اس کے درمیان سے گزرتی ہے، وہاں ایک تفریحی پارک بھی ہے جس کا نام ''حدیقۃ النخیل'' ہے۔

★ آقائے مدنی ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر شام کے عیسائیوں کے ساتھ جنگ کے لیے بھیجا، ابھی وہ جرف میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی ناسازی طبع کی اطلاع ملی، انہوں نے فیصلہ کیا کہ آقا مدنی ﷺ کی طبیعت بحال ہوجانے کے بعد اگلا سفر طے کریں گے، مگر اس بے نیاز رب کی مرضی کہ ہمارے آقا ﷺ کا سفر آخرت شروع ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو روانہ کیا۔

★ اسی طرح جرف پہاڑ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ اس مبارک پہاڑ پر مشہور صحابی رسول مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے ان کو لے جا کر جنۃ البقیع میں دفن کر دیا۔[1]

احادیث مبارکہ میں بھی جرف پہاڑ کا ذکر ملتا ہے چنانچہ پیارے نبی ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ دجال جرف میں آکر ٹھہرے گا لیکن اللہ کے فرشتے اسے مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ مسیح دجال مشرق کی طرف سے آکر جبل احد کے پیچھے جرف کی شور (نمکینی) زمین میں ٹھہرے گا تو فرشتے اس کو شام کی طرف بھگادیں گے اور وہ وہیں ہلاک ہوگا۔[2]

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ دجال وادی قناۃ کی شور زمین میں آئے گا۔[3]

تو مدینہ میں تین جھٹکے آئیں گے جن سے اللہ تعالیٰ ہر کافر و منافق کو مدینہ منورہ سے نکال دیں گے۔[4]

واضح رہے کہ وادی قناۃ کی گزرگاہ بھی جرف کے قریب ہے۔

1 حوالہ تاریخ مدینہ مصنف ڈاکٹر الیاس 77 ملخص

2 حدیث نمبر 1379، 2943

3 حدیث نمبر 5353

4 صحیح بخاری: حدیث نمبر 1881

جرف پہاڑ جہاں دجال پڑاؤ ڈالے گا
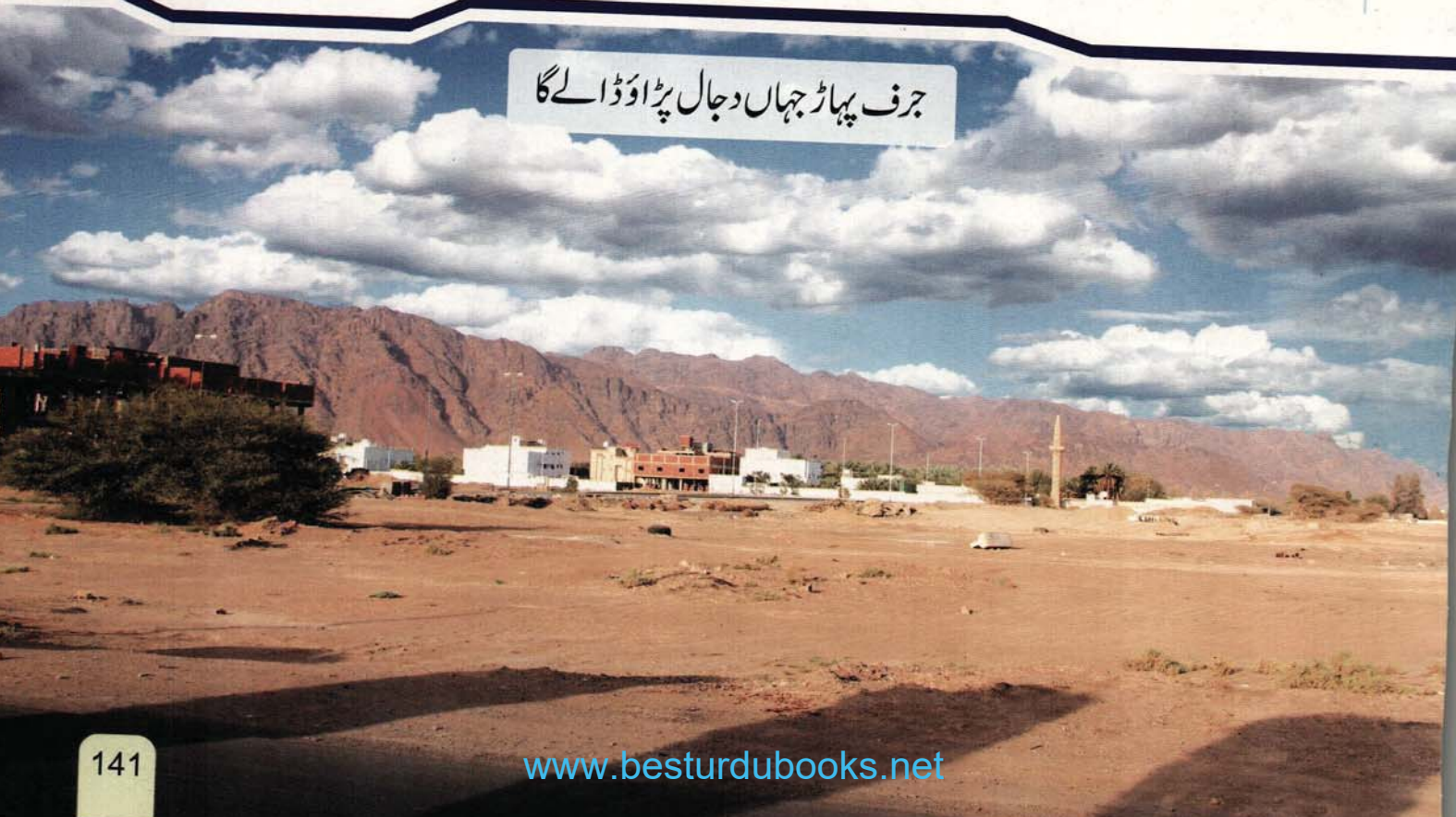
★ ایک حدیث میں اسی جرف پہاڑ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک موقع پر پیارے نبی ﷺ نے سفر سے واپسی پر جرف پہاڑ پر رات گزاری اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ رات کو کوئی گھر نہ جائے۔ کیونکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سفر سے لوٹے اور رات کو اچانک گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ بیوی کے برابر میں کوئی چادر اوڑھے لیٹا ہوا ہے تو اس صحابی رضی اللہ عنہ کے دل میں شیطان نے بد گمانی پیدا کی۔

انہوں نے چلا کر بیوی کو اٹھایا اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو اس نیک بندی نے کہا کہ سرتاج! یہ تو میری باندی ہے رات کو گھبراہٹ ہو رہی تھی لہٰذا میں نے اپنے پاس اس کو روک لیا۔ [1]

★ اسی طرح ایک موقع پر پیارے نبی ﷺ مقام جرف پر تھے اور منافقین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات پھیلا دی کہ آقا ﷺ شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بوجھ سمجھتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی خدمت میں جرف پہاڑ پر تشریف لائے اور آپ ﷺ کو منافقین کی باتیں بتلائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ منافق جھوٹ کہتے ہیں پھر فرمایا کہ اے علی! میرے لیے تم اس مقام پر ہو جس مقام پر ہارون موسیٰ علیہما السلام کے لیے تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ [2]

غزوہ بنولحیان کی طرف جاتے ہوئے نبی کریم ﷺ 200 صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مقام رجیع پہنچے۔ آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر بنولحیان کے کافر پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ کافروں کے بھاگنے پر آپ ﷺ جب لوٹنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے جرف کے مقام پر قیام فرمایا۔ [3]

[1] حوالہ البدایۃ النھایہ [2] حوالہ سیرت ابن ھشام [3] طبقات ابن سعد 78/2

جرف اور آس پاس کی آبادی کا منظر

16 جبل الذہب

مدینہ منورہ کے پہاڑی علاقوں میں ایک پہاڑ ہے جس کی مٹی میں سونے کے ذرات نظر آتے ہیں یہ مدینہ سے 150 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے یہ پہاڑ ''المعدن الذھب'' کے نام سے بھی مشہور ہے اس جگہ بڑی بڑی سونے کی کانیں ہیں جنہیں سعودی گورنمنٹ نے بند کردیا ہے کیونکہ ان کے لیے تیل اور حج کے سیزن سے ہونے والی کمائی ہی کافی ہے یہ سب آپ ﷺ کی مدینہ کے لیے برکت کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

صخرات الیمام 524 میٹر

جبل الذہب 523 میٹر
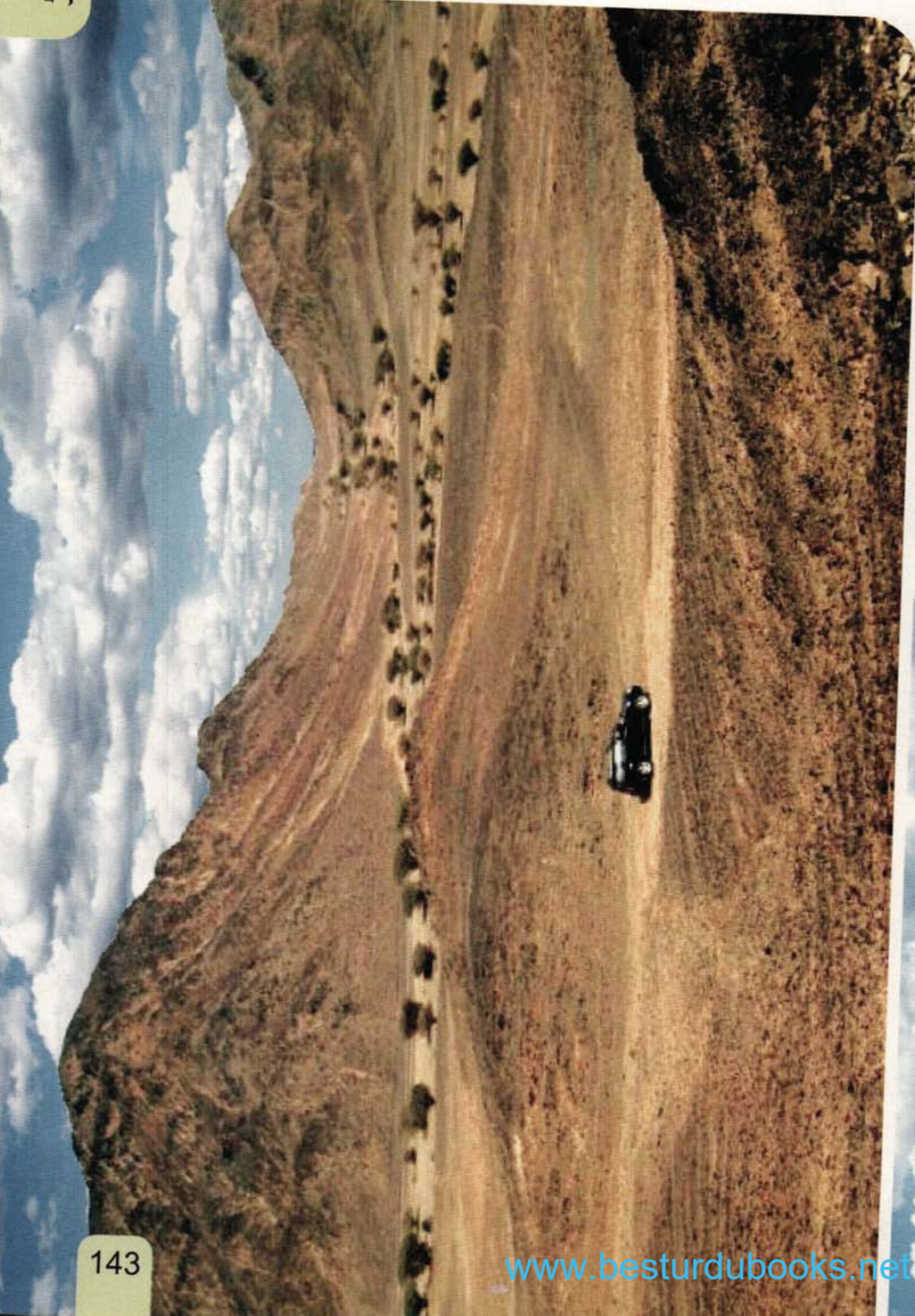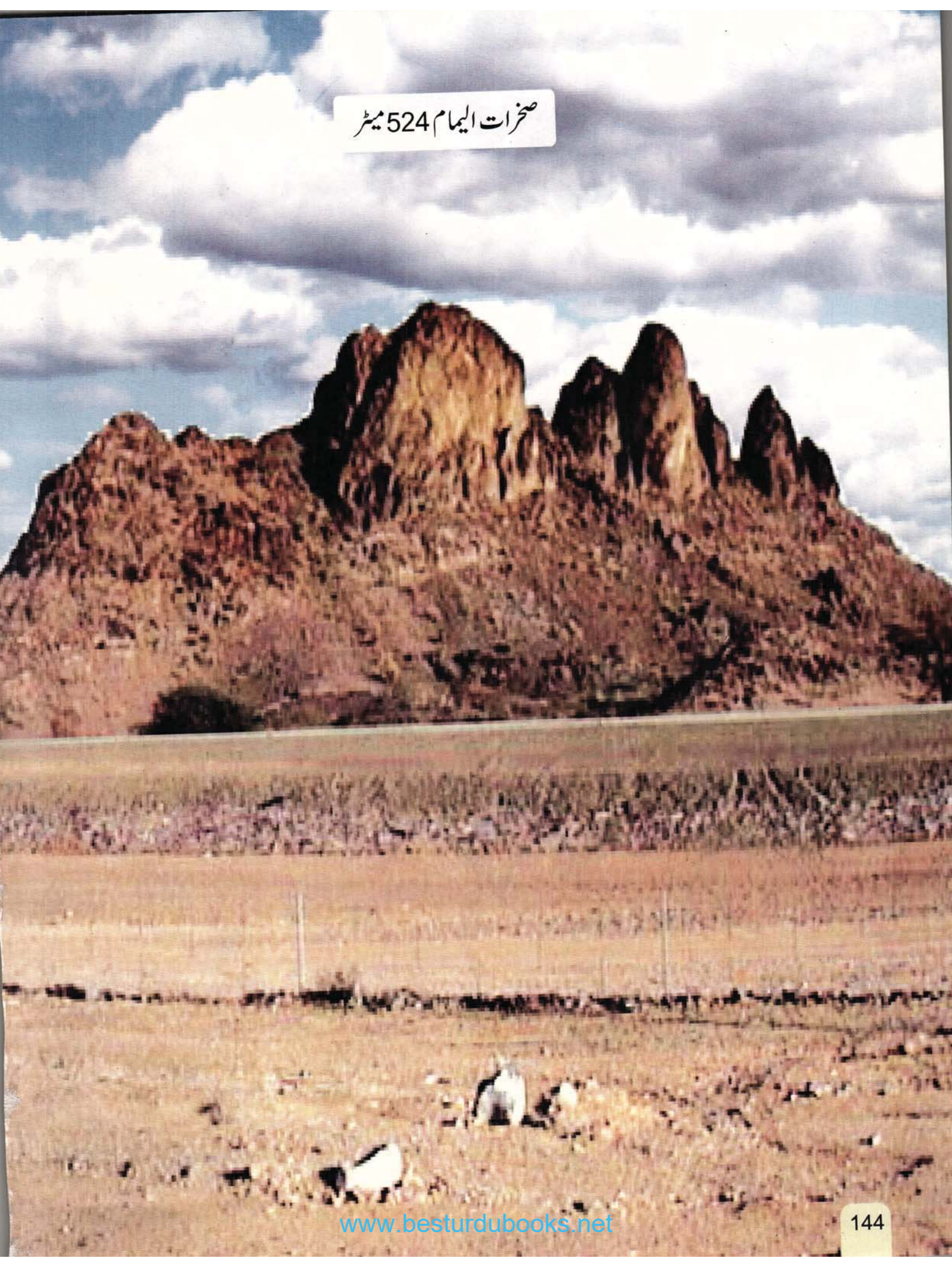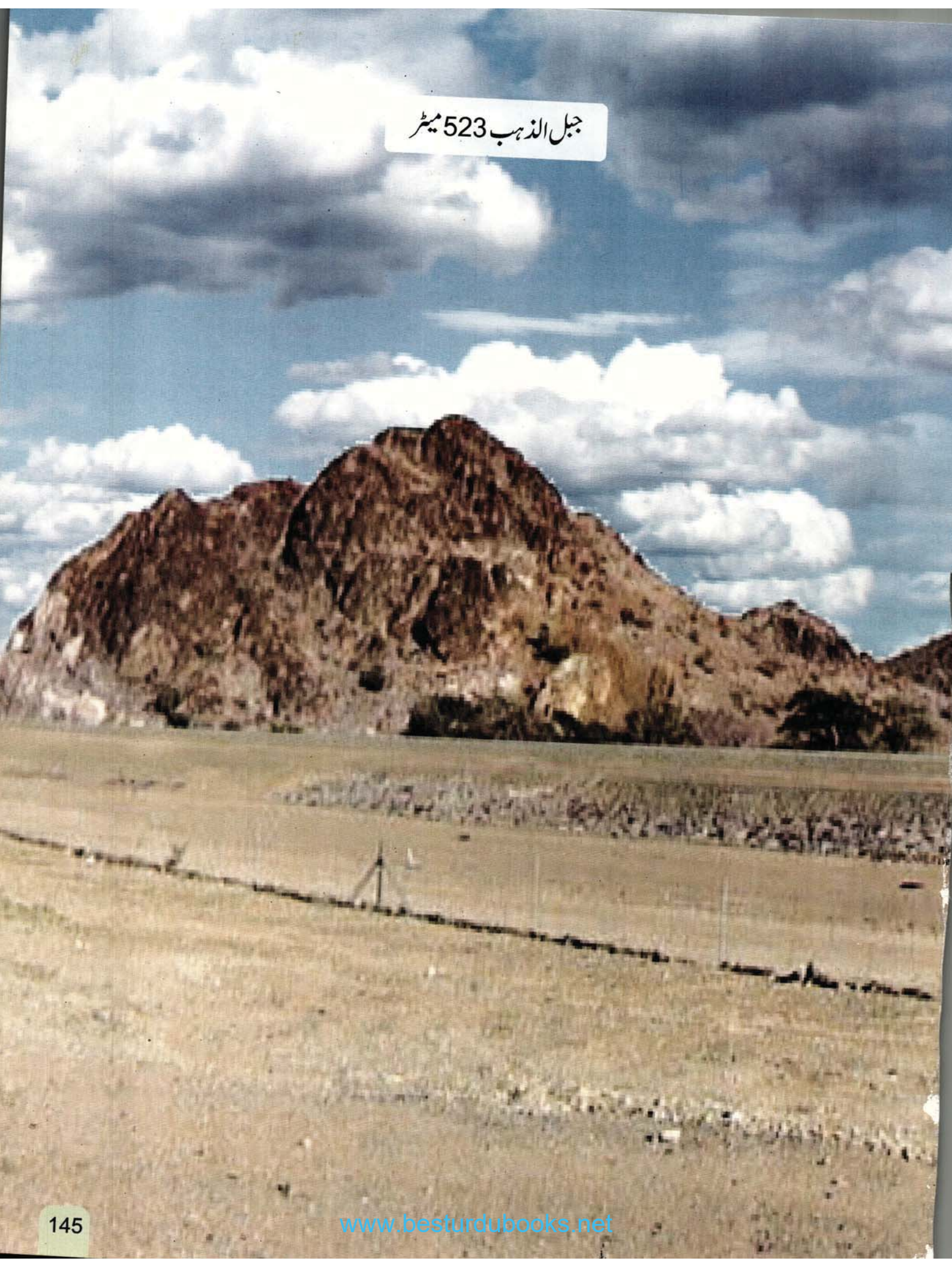
17 صخرات الیمام

صخرات الیمام جگہ مدینہ سے 60 کلومیٹر کے فاصلہ پر ویران مقام پر ہے۔ 1400 سال قبل پیارے نبی ﷺ کا غزوہ عشیرہ کے موقع پر اس جگہ سے گزرنا کتب سیرت سے ثابت ہے۔

18 جبل الملائکہ

غزوہ بدر کے تاریخی مقامات کو دیکھنے کی غرض سے مجھے مدینہ سے بدر جانے کے لیے ٹیکسی والے سے بات کرنا پڑی تو وہ 250 ریال میں بدر جانے پر راضی ہوا۔ تقریباً 3 گھنٹہ کے سفر کے بعد احقر اپنی فیملی کے ہمراہ بدر پہنچا، جہاں پر حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منسوب بے شمار مقامات ہیں جن کی تفصیل آپ عنقریب احقر کی کتاب غزوات النبی ﷺ کا تصویری البم میں پڑھیں گے اس جگہ غزوہ بدر میں موجود اس پہاڑ کا ذکر کرنا مقصود ہے جو جبل الملائکہ یعنی فرشتوں والا پہاڑ کے نام سے معروف ہے۔

غزوہ بدر میں کافروں کی تعداد زیادہ تھی جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کم تعداد میں تھے۔ آپ ﷺ اس غزوہ میں مسلسل دعائیں کرتے رہے، اچانک آپ ﷺ کو ہلکی سی نیند آ گئی۔ پیارے آقا ﷺ خوشی کی حالت میں اٹھے اور کہا: اے ابوبکر! خوش ہو جاؤ، اللہ کی مدد آ گئی، چنانچہ اسی وقت غیبی طور پر کافر قتل ہونا شروع ہو گئے۔

موت کے وقت ان کی گردنوں پر آگ کے کوڑوں کے نشانات تھے اور بعض کفار کی گردنیں اچانک کٹ کٹ کر گرنے لگیں حتی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس جبل الملائکہ والے پہاڑ سے فرشتوں کی آمد کو دیکھا اس وقت سے نسل بہ نسل سینہ بہ سینہ یہ پہاڑ 1400 سال سے جبل الملائکہ کے نام سے مشہور ہے۔